



فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	مقدمہ	الف
2	تصدیق نامہ	ب
3	انتساب	ج
4	اظہار تشکر	د
5	مشمولات	ھ
6	رموز و اشارات	و
7	مقدمہ	ز
8	ترجیح انتخاب موضوع	ح
9	اسلوب تحقیق	ط
10	مقاصد تحقیق	ط
11	مشکلات تحقیق	ط
12	التحقیق والتخریج جلوة جانان ﷺ	ی
13	انتساب	1
14	سبب تالیف	2
15	اظہار تشکر	4
16	پہلا باب	5
17	سیرت اور اسلام کا تعلق	6
18	ضرورت سیرت پر دلائل	6
19	چند مشاہیر کے اسماء گرامی	13
20	سیرت طیبہ پر چند مشہور کتابوں کے نام	15
	غیر مسلم سیرت نگاروں کی تالیفات	16

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
19	جھوٹوں کی سچی گواہیاں	21
20	اسلام کا پرچم	22
20	عظیم الشان نظام	23
20	اسلامی تعلیمات	24
21	اسلامی انقلاب	25
21	اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے	26
21	اسلام استقامت سکھاتا ہے	27
22	اسلام نے معیار اخلاق بلند کیا	28
22	ان دیکھے خدا سے محبت	29
22	عربوں کی حالت بدل دی	30
23	باب دوم سرور کائنات ﷺ کی شخصیت اور کردار	31
24	سراپا رحم و شفقت	32
24	منصب نبوت پر سرفرازی	33
24	وہ سچے مذہبی رہنما تھے	34
25	ان کا مشن بے بنیاد نہ تھا	35
25	دنیا کا سب سے بڑا انسان	36
25	عظیم عقیدے کا مالک	37
25	عظیم الشان مصلح	38
26	توحید کا مذہب	39
26	کلمہ طیبہ کی جامعیت	40
26	غار حرا	41
26	عظیم معمار	42

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
27	وہ سچے رسول تھے	43
27	آپ کی زندگی کھلی کتاب ہے	44
27	عالم گیر اخوت	45
28	وہ خدا کے سچے نبی تھے	46
28	مساوات کا پیکر	47
28	سراپا شفقت و مروت	48
29	وہ خدا کی رحمت تھے	49
29	اسلام تلوار سے نہیں امن سے	50
30	رحم و کرم کا عظیم مظاہرہ	51
30	اسلام کی اعتدال پسندی	52
31	اعتراف عظمت	53
31	متعدد بیویاں نفسانی خواہش نہیں	54
31	سیدھا اور مضبوط دین	55
32	نظام مصطفیٰ ﷺ	56
32	پیر و پیغمبر	57
32	عظیم کامیاب رہنما	58
33	بے مثال شخصیت	59
33	عظیم انسان	60
33	امتیازی نشان	61
35	عربوں کے کمالات	62
35	ایک عرب بچی کی ذہانت	63
37	عربوں کی ذہانت پر فرانسیسی مؤقف	64

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
65	حسین امتزاج	38
66	جامع شخصیت	38
67	لفظ سیرت پر تبصرہ	38
68	ایک اشکال کا جواب	40
69	عرب میں کیوں؟	41
70	باب سوم عرب کا زمانہ جاہلیت اور دین ابراہیمی	43
71	عربوں کی مذہبی حالت	44
72	عربوں کی جاہلانہ رسوم	49
73	عرب کی مشہور قومیں	51
74	ضرورت اصلاح	51
75	ضرورت نبوت	53
76	آزمائشیں	56
77	بت خانہ کی بربادی	57
78	ایک اشکال اور اس کا جواب	58
79	اشقاقی کا روائی	60
80	رضا کی عظمت	62
81	محبت رضا کا زینہ ہے	65
82	حضرت سارہ کی کرامت	67
83	ابراہیمؑ پہلی بار حرم کعبہ میں	69
84	چشمہ زم زم پر جزم کی آمد	70
85	ابراہیم علیہ السلام دوسری بار مکہ میں	71
86	سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا دوسرا نکاح	71

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
87	خلیل علیہ السلام تیسری بار حرم مکہ میں	73
88	ابراہیم علیہ السلام کا شجرہ نسب	74
89	ابراہیم علیہ السلام کے خصائص	75
90	ابراہیم علیہ السلام سلامتی کے مظہر تھے	75
91	صوتی کمال	77
92	حریت ہاجرہ رضی اللہ عنہا	77
93	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی	80
94	پہلی دلیل	80
95	دوسری دلیل	80
96	تیسری دلیل	81
97	چوتھی دلیل	81
98	پانچویں دلیل	81
99	چھٹی دلیل	82
100	ساتویں دلیل	82
101	آٹھویں دلیل	82
102	نویں دلیل	84
103	دسویں دلیل	84
104	گیارہویں دلیل	85
105	بارہویں دلیل	86
106	تیرہویں دلیل	86
107	ذاتی مشاہدہ یا چودھویں دلیل	87
108	پندرہویں دلیل	88

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
109	باب چہارم حضور اکرم ﷺ کے آباء و اجداد اور انکے کارنامے	89
110	نسب مقدس کے چند مشاہیر	90
111	حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	91
112	حسن و جمال	93
113	عفت و پارسائی	94
114	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی آخری آرامگاہ	96
115	برجستہ رباعی	97
116	ذاتی مشاہدہ	97
117	سیدنا عبدالمطلب	99
118	پیر زم زم کی کھدائی	101
119	ایفائے عہد	104
120	ابرہہ مرعوب ہو گیا	106
121	عبدالمطلب کی دعا	108
122	مکہ میں پہلی مرتبہ خضاب	111
123	وفات پر مرثیہ خوانی	112
124	سیدنا ہاشم	113
125	رسم اختقاد پر حکمت عملی	114
126	بے نیازی	115
127	بنو ہاشم عرب میں	116
128	ہاشم کی مدح سرائی	117
129	حکیمانہ اقوال	118
130	عظمت بنو ہاشم	119

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
131	سیدنا عبد مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	123
132	سیدنا قسطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ	124
133	ایجادت قسطل	126
134	تقریر ندوہ	127
135	اللواء	127
136	رفادہ	128
137	حجابہ	128
138	سقایہ	129
139	سیدنا کلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	131
140	سیدنا مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	132
141	سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	132
142	سیدنا لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	134
143	سیدنا غالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	134
144	سیدنا فہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	135
145	قریش کہنے کی تحقیق وجہ	136
146	سیدنا مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	137
147	سیدنا نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	137
148	سیدنا کنانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	139
149	سیدنا خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	140
150	سیدنا مدرکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	141
151	سیدنا الیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	142
152	سیدنا مضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی ذہانت	143

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
153	سیدنا نزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ	145
154	سیدنا معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	146
155	سیدنا عدنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	148
156	والدہ کی طرف سے نسب مقدس	150
157	تقریب نکاح	151
158	نذرانہ عقیدت	
159	حمل کا ایمان افروز واقعہ	152
160	بشارات مقدسہ	153
161	نذرانہ عقیدت	
162	روح حق کے کئی تراجم	176
163	برنا باس کون تھا؟	180
164	باب پنجم سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت اور اسکے اثرات	182
165	تاریخ ولادت اور محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	183
166	تاریخ ولادت اور امام ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ	183
167	تاریخ ولادت اور ابن ابی شیبہ	184
168	تاریخ ولادت اور امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	184
169	تاریخ ولادت اور امام ابو الفتح رحمۃ اللہ علیہ	184
170	تاریخ ولادت اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ	185
171	تاریخ ولادت اور علامہ محمد رضا رحمۃ اللہ علیہ	185
172	تاریخ ولادت اور ابراہیم عمر جون رحمۃ اللہ علیہ	185
173	تاریخ ولادت اور ابوالحسن الماوردی رحمۃ اللہ علیہ	186
174	تاریخ ولادت اور علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ	186

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
175	تاریخ ولادت اور صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ	187
176	تاریخ ولادت اور مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ	187
177	تاریخ ولادت اور مولانا محمد دریس رحمۃ اللہ علیہ	187
178	تاریخ ولادت اور قاضی سلمان رحمۃ اللہ علیہ	188
179	ظہور نور پر عجائبات	188
180	وقت ظہور	190
181	مقدس خواتین کی حاضری	190
182	نورانی بادل	191
183	کعبہ نے جھک کر اعلان کیا	191
184	شام کے محلات دیکھنے میں حکمت	192
185	شامی ابدال کی زیارت	194
186	مہر نبوت کی ہیبت	195
187	عبدالمطلب کے دعائیہ اشعار	195
188	یہودی کا اعلان	196
189	محدث دہلوی کا نعتیہ کلام	198
190	ایوان کسریٰ لرز گیا	199
191	ایوان کسریٰ میں عبدالمسیح	200
192	علامہ شبلی کی سادگی	202
193	عید میلاد النبی ﷺ ایک نظر میں	203
194	بت نے عربی اشعار پڑھے	207
195	رضائی مائیں	208
196	رضائی رشتوں کا احترام	210

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
197	اسم گرامی محمد ﷺ کا اعلان	211
198	اسم محمد ﷺ معروف ترین ہے	213
199	اسم محمد ﷺ ختم نبوت ہے	214
200	اسم محمد ﷺ عصمت ہے	214
201	اسم محمد ﷺ حسن کا مظہر ہے	215
202	قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے الشفاء میں	216
203	اسم محمد ﷺ اور توحید	216
204	اسم محمد ﷺ کی عالمگیری	217
205	اسم محمد ﷺ ساق عرش پر	217
206	اسم احمد ﷺ	218
207	برکات اسم محمد ﷺ	219
208	باب ششم سرکار دو عالم ﷺ کا بچپن	220
209	حضرت عباس کی خواب	221
210	دیہاتی ماحول میں تربیت کا فلسفہ	222
211	شرف انسانیت کا پہلا دن	224
212	برکتوں کا نزول	226
213	وادی حلیمہ کی زیارت	230
214	گلہ بانی کی عظمت	231
215	شق صدر	233
216	جواہر پارے	235
217	بت خانے میں کہرام	236
218	یثرب کا سفر	238

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
239	سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال	219
241	ابوہ شریف کی حاضری	220
241	عبدال مطلب کی شفقت	221
243	ابوطالب کی کفالت	222
245	بحیرہ راہب کا اعلان	223
248	رومیوں نے تعاقب کیا	224
248	ابن قیم اور علامہ شبلی کی لغزش	225
250	بحیرہ راہب اور عیسائیت	226
251	عرب فجار اور حفاظت الہیہ	227
254	حلف الفضول	228
255	معادہ کا پس منظر	229
256	ایک وزیر کے تاثرات	230
258	جوانی کی طرف ایک قدم	باب ہفتم 231
259	شغل تجارت کا انتخاب	232
260	خدمتچہ الکبریٰ سے اشتراک عمل	233
262	نسطور راہب کی شہادت	234
264	اصول تجارت	235
265	تجارت کے اسلامی ضابطے	236
268	سیدہ خدمتچہ الکبریٰ سے نکاح	237
271	زید بن حارثہ کی محبت	238
272	تعمیر کعبہ میں شمولیت	239
274	فضائل کعبہ شریف	240

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
277	حجر اسود نصب کرنے پر اختلاف	241
279	حجر اسود ایک نظر میں	242
280	عظمت کعبہ شریف	243
283	کعبہ شریف کے تعمیری مراحل	244
287	حرم مکہ تاریخ کے آئینہ میں	245
289	کعبہ شریف کے خلاف بغاوتیں	246
290	پاکستانیوں کا جنون	247
290	جزیرہ عرب کو سیاسی غلطی سے بچایا	248
292	ملت ابراہیمی کا تحفظ	249
293	اعلان نبوت سے پہلے مظاہر عصمت	250
299	نتائج تحقیق و سفارشات	251
300	فہرس الآیات القرآنیہ	252
304	فہرس الاحادیث النبویہ	253
307	مصادر و مراجع	254
324	فہرس الموضوعات	255
336	خاتمہ	256

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

- ☆ مدینہ منورہ کے یتیموں، مسکینوں، فقیروں اور جامعہ فریدیہ کے غریب طالب علموں کی طرف۔
- ☆ ہر اس شخص کی طرف جو جلوۂ جانناں کا متلاشی ہے۔
- ☆ ہر اس متلاشی حق کی طرف جو سیرت طیبہ اپنانے کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔
- ☆ ہر اس فرد کی طرف جو گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کا طالب ہے۔
- ☆ ہر اس مضطرب کی طرف جو جلوۂ جانناں سے سکون چاہتا ہے۔
- ☆ ہر اس بے چین روح کی طرف جو صراطِ مستقیم کی تلاش میں سرگرداں ہے
- ☆ ہر اس دماغ کی طرف جو اسوۂ حسنہ کی سوچ میں مستغرق ہے۔

انہی کے توسل سے اپنی اس کتاب جلوۂ جانناں کو جانِ جانناں ﷺ کے دربارِ گوہر بار میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ خدا کرے میری یہ حقیر سی خدمت میرے لئے نجات کا سامان ثابت ہو۔ اور میری موت کے بعد میری روح کے سکون کا باعث بنتی رہے۔

غرض نقشے است کو ما یاد ماند
کہ ہستی رائے نیم بقائے

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سبب تالیف

۲ جنوری ۱۹۹۸ کی بات ہے مجھے عمرہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی عزیز بیٹے مولانا سید فیض رسول شاہ مہتمم جامعہ غوثیہ فریدیہ لندن ضلع وہاڑی عزیزم حاجی احسان الحق فریدی ساہیوال میرے شریک سفر تھے ۱۶ رمضان المبارک غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے ہمیں حرم نبوی شریف میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی افطاری میں تھوڑی دیر باقی تھی مادی آفتاب تو ڈوب رہا تھا مگر میرے مقدور بخت کا آفتاب چمک اٹھا۔ حرم نبوی شریف میں ہزاروں دسترخوان لگ چکے تھے مہمانان رسول ﷺ کو منتوں سماجتوں سے دسترخوانوں پر بٹھایا جا رہا ہے واضح محسوس ہو رہا تھا کہ گنبد خضریٰ کے مکین ﷺ اپنے مہمان غلاموں کیلئے خود نگرانی فرما رہے ہیں اور ہر ایک کو کسی نہ کسی رنگ میں پیار و محبت کی دولت سے نوازا جا رہا ہے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ مہاجرین کیلئے انصار مدینہ نے دیدہ و دل فرش راہ کر دیئے ہیں، بے پناہ حسین مناظر سے متاثر تھا افطاری سے کچھ دیر پہلے یہ بات ذہن میں آئی کہ حضور ﷺ سے سیرت طیبہ کے موضوع پر کتاب لکھنے کی اجازت چاہوں چند لحظات میں ہی یہ نام ذہن میں آ گیا کہ اس کتاب کا نام "جلوہ جاناں" رکھا جائے ان تصورات سے دل کو سکون ملا، لکھنے کی ہمت ہوئی اور بارگاہ رسالت مآب میں درخواست کر دی کہ حضور ﷺ مجھے یہ نذرانہ پیش کرنے کی سعادت بخش دی جائے مجھے اچھی طرح پتہ ہے سیرت طیبہ کے عنوان سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء محققین نے نہایت جانفشانی سے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہیں مجھے اپنی کوتاہ علمی کا اعتراف ہے مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ میری اس تحریر سے سیرت طیبہ کے عنوان پر کوئی اضافہ نہیں ہو سکے گا کہ اپنی کم علمی کا اعتراف ہے تاہم ملت اسلامیہ کے نامور خدام کی صف میں کھڑا ہونے کو سعادت جانتے ہوئے قلم اٹھالیا ہے میری یہ تحریر گدگدوں کے کشکول کی طرح ہے جو مختلف ٹکڑوں سے لبریز ہوا اور اس فقیر کی گدڑی کی مانند ہے جس میں طرح طرح کے پیوند لگے ہوں جیسے گدا گر کے عمدہ نوالے اور فقیر کی گدڑی کے اچھے کپڑے کے ٹکڑے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فقیر گدا گرا میروں کے گھروں سے مانگ کر لایا ہے اسی طرح میری یہ تحریر بھی علم و حکمت کے شہنشاہوں کے دروازوں کی بھیک ہے گنبد خضریٰ کے سامنے ہی لکھنا شروع کر دیا اللہ کرے یہ کتاب مکمل ہو تو پھر اسے بطور نذرانہ پیش کر سکوں

کہ سیرت کو میری یا میری کتاب کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے اور میری کتاب کو سیرت طیبہ کی محتاجی ہے سیرت طیبہ کا اپنا جمال جہاں آرا اتنا حسین ہے کہ دل و دماغ کو موہ لینے اور متاثر کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے جمال فطرت اور حسن حقیقت کو ظاہری رنگ و روغن اور مہکتے پھول کو مصنوعی مہک کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تکلف سے بری ہے حسن زائی

بقائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

یا یہ کہہ لیجئے حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را - اللہ کرے میری اس کتاب سے کسی دوسرے کو بھی فائدہ پہنچے مگر اس سے پہلے یہ کتاب خود میرے لئے ایمانی، دینی جذبات کی تسکین اور حضور سید عالم ﷺ سے قلبی، روحانی تعلق کی تقویت کا بھی سامان ہے کہ میرے جذبہ شوق کے پودے کی بہترین غذا ہے۔

در خرمن کائنات کردیم نگاه

یک دانہ محبت است باقی ہمہ گاہ

ہم نے پوری کائنات کو بغور دیکھا اس میں کارآمد چیز صرف اور صرف حضور ﷺ سے پیار اور محبت ہے باقی پوری کائنات گھاس پھوس ہے جس کی اس دانہ محبت کے مقابلہ میں پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھے زندگی کے آخری حصہ میں سیرت مقدس کے عنوان پر کتاب لکھنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے اب پیش نظر کتاب کا ختم کرنا اتنا اہم نہیں جتنا اس پاکیزہ عنوان پر زندگی ختم کرنا سمجھے بیٹھا ہوں۔

خدا کا شکر ہے کہ لکھ رہا ہوں سیرت اطہر

مقدر ساتھ دے تو خاتمہ با خیر ہو جائے

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابوالنصر منظور احمد عفا اللہ عنہ

نزیل مدینہ منورہ حرم نبوی شریف

۱۸ جنوری ۱۹۹۸

اظہار تشکر

☆ مدینہ منورہ کی وہ انجانی شخصیت جس نے چار جنوری ۱۹۹۸ کو حرم نبوی شریف میں میری زبان سے جلوہ جاناں کا ذکر سن کر زبردست محبت بھرے لہجے میں حوصلہ دلایا اور تکمیل کیلئے دعا کی۔

☆ راؤ عبدالعزیز خان، راؤ خالد خاں فریدی صاحبان میراں فلور ملتان
☆ محمد صدیق ملک صاحب آف کراچی

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ
و صحبہ بعدد خلقہ

پہلا باب سیرت اور اسلام کا تعلق

ضرورت سیرت پر دلائل

تخلیق انسانیت کے رازوں میں ایک اہم راز معرفت الہیہ ہے اب اس معرفت کے حصول کیلئے پوری کائنات کھلا آئینہ ہے چاند تاروں اور سورج کا طلوع و غروب بھی اس معرفت الہیہ کا ذریعہ ہے آسمانوں کا بغیر ستونوں کے کھڑا ہونا، زمین کا ہموار فرش ہونا بھی اسکی معرفت کی نشاندہی ہے، دن رات کی تبدیلی، انسان درند، چرند پرند کی تخلیق حیران کن طریقہ سے ان کی نشوونما، پھر ان پر صحت و بیماری کا تسلط، موت کا، قبضہ وغیرہ اسی معرفت کے نشانات ہیں۔

وفي كل شئ له آية تدل على انه واحد (1)

ہر شے میں اس کی معرفت کے نشانات پائے جاتے ہیں اور وہ نشانات اس کی وحدانیت کے گواہ ہیں مگر ان تمام ذرائع معرفت سے عظیم ترین ذریعہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہے اس مقدس وجود کو جاننے، سمجھنے، اور پانے کیلئے انبیاء علیہم السلام کی حیات مقدسہ ان کے اعمال و افعال سے واقفیت، ان کے ارشادات کی تکمیل بڑی ضروری ہے انسانی اصلاح کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ پڑھایا سکھایا جائے

(1) أبو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (774.700ھ)،

تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، ص 133/1

شہاب الدین محمود ابن عبداللہ الحسینی الألوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم

والسبع المثانی، ص 52/1

أبو حیان محمد بن یوسف علی بن یوسف بن حیان، تفسیر البحر المحیط، ص 80/9

أبو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی،

مفاتیح الغیب (الرازی)، ص 320/7

نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری (المتوفی: 850ھ)

غرائب القرآن و مرغائب الفرقان، ص 266/3

الخازن، أبو الحسن علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر الشیخی،

لباب التأویل فی معانی التنزیل (الخازن)، ص 18/2

أبو عیسیٰ محمد بن سورة الترمذی صاحب السنن (المتوفی: 279ھ)،

مختصر الشمائل المحمدیة (اضواء البیان)، ص 167/9

وعظ و نصیحت کے ذریعہ اس کے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کیے جائیں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسے جبر و تشدد سے ایک راستہ پر لگادیا جائے مگر ان ذرائع سے اہم ترین ذریعہ کامل ترین طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسی شخصیت کو پیش کر دیا جائے جس کے علم و عمل، قول و فعل اور خدو خال کو دیکھتے ہی حصول اصلاح کے تمام طریقے عجز و انکساری سے سر جھکا دیں یہ جاذبیت صرف اور صرف انبیاء علیہ السلام کے وجود مقدسہ میں ہی پائی جاتی ہے اور پھر سید الانبیاء علیہ السلام کا وجود مسعود تو وہ گوہر نایاب ہے جس کا جواب ممکن ہی نہیں مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہے کہ انہوں نے اپنے آقا مولیٰ ﷺ کے حالات زندگی کو اس طرح جامعیت سے بیان کیا ہے جس کی مثال دنیا بھر کے رہنماؤں میں کہیں نہیں مل سکتی ملت اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ قوم شروع سے قیامت تک اپنے رسول محتشم ﷺ سے دور نہیں ہوگی۔

☆ سیرت اپنانے کی اہم ضرورت یہ بھی ہے کہ انسان فطری طور پر سکون کا متلاشی ہے اور سکون کی دولت انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسیہ سے وابستہ ہے قرآن مقدس نے اسی عنوان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وكل نقص عليك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك وجاءك في هذه الحق وموعظة

وذكرى للمؤمنين ۝ (1)

اور ہم آپ پر انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرتے ہیں جن سے آپ کے دل کو قوت و سکون حاصل ہو ان واقعات میں ایمان والوں کے لئے حق اور نصیحت ہے۔

اسلام ایک مکمل ترین ضابطہ حیات ہے تکمیل اسلام کا تعلق دو چیزوں سے ہے قرآن حکیم اور حدیث نبوی ﷺ یا یوں سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم کا ظہور حضور ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے ہے اور سنت رسول ﷺ کا تعلق حضور کے عمل سے ہے۔

☆ قرآن فہمی کیلئے حضور ﷺ کے ارشادات اور فرامین کی رہنمائی بے حد ضروری ہے جو سیرت کا حصہ ہے۔

☆ حضور ﷺ نے سب سے پہلا خطبہ جو صفا پہاڑی پر فرمایا اس میں اپنی سیرت طیبہ کو اس طرح پیش فرمایا

اكتتم تصدقونی قالو بلی (1)

لوگو میں تمہارے اندر زندگی کا ایک حصہ گزار چکا ہوں تم بتاؤ اس میں تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا یہ سیرت طیبہ کا اتنا صاف اجلا اور نکھرا ہوا پہلو ہے کہ اہل مکہ کو بہ یک زبان کہنا پڑا اے محمد ہم نے تجھے ہمیشہ سچا پایا حضور ﷺ کے اس سوالیہ فقرہ میں واضح اشارہ تھا کہ میں نے جب عام گفتگو عام معاملات میں جھوٹ نہیں بولا تو اتنی بڑی بات کہ میں اللہ کا رسول ہوں یہ کیسے غلط ہو سکتی ہے قرآن مقدس اس عنوان کو اس انداز میں ارشاد فرمایا۔

”میں نے تمہارے اندر ایک وقت گزارا ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے“ (2)

☆ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے وجود اور اپنی معرفت کیلئے حضور ﷺ کو بطور قطعی دلیل اور برہان ذکر فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ (3)

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے برہان آگئی

اگر خدا پناہ آپ کے عمل و کردار میں کوئی کوتاہی ہوتی تو آپ کو اتنے بڑے لقب سے نوازا نہ جاتا لہذا آپ کی ذات، آپ کا عمل، آپ کے تمام معاملات معرفت الہیہ کی زبردست دلیل ہیں۔

☆ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ ہی نجات اور ہدایت کی ضامن ہے، ہم نماز کی ہر رکعت میں ہدایت کی دعا کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے ہدایت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اب وہ ہدایت حاصل کیسے ہو قرآن مقدس فرماتا ہے۔

وان تطيعوه تهتدوا (4)

(1) محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (المتوفی: 279ء)،

الجامع الكبير۔۔ سنن الترمذی، باب ومن سورة ثبت يدا، الرقم 3286، ص 208/11

أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفی: 303ء)، السنن الكبرى

، الرقم 10819، ص 244/6

أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفی: 303ء)، المجتبى من السنن۔۔

السنن الصغرى للنسائي، الرقم 11714، ص 526/6

(2) يونس 16:10

(3) النساء 4: 174

(4) النور 24: 154

اگر تم اس رسول معظم کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا لو گے۔

اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر ہدایت پانے کا کوئی راستہ نہیں۔

☆ قرآن مقدس نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو پوری انسانیت کے لئے ایک حسین ترین نمونہ قرار دیا ہے سورہ الاحزاب میں ارشاد ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (1)

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات میں زندگی کا حسین ترین نمونہ موجود ہے۔

☆ ہم دین، ایمان اور اسلام کو پہچاننے کیلئے حضور ﷺ کی ذات گرامی کے محتاج ہیں آپ کا ایک ایک عمل دین، ایمان اور اسلام کی حسین ترین تشریح ہے گویا سیرت طیبہ دین کے اجمال کی تفصیل ہے دین کے مشکل باب، ایمان کی پیچیدہ گتھی، اسلام کے گہرے معانی جاننے کے لئے سیرت طیبہ کے محتاج ہیں۔

☆ پوری انسانیت کے لئے آپ کا وجود مسعود ناگزیر ہے قرآن مقدس نے اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

وما امرسلنک الا کافہ للناس بشیرا ونذیرا (2)

اے محبوب پاک ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت کیلئے خوشخبری اور ڈرسانے والا بنا کر بھیجا حضور ﷺ کا اپنا ارشاد گرامی بھی اس آیت کریمہ کی کھلی تفسیر ہے۔

امرسلت الی الخلق کافۃ (3)

میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں ان ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے علم و عمل سے ہدایت حاصل کریں اور نجات پائیں۔

(1) الاحزاب 21:33

(2) سبأ 28:34

(3) أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النسابة (المتوفی: 261ھ)، صحیح مسلم،

کتاب المساجد و مواضع الصلوة، الرقم 812، ص 109/3

أبو عیسیٰ محمد بن سويرة الترمذی صاحب السنن (المتوفی 279ھ)، سنن الترمذی،

باب ماجاء فی الغنیمۃ، الرقم 1474، ص 46/6

☆ قرآن مقدس نے ایک کامیاب اور سرخرو گروہ کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزِمُوا وَنَصَرُوا وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ

اولئك هم المفلحون (1)

جو لوگ ان پر ایمان لے آئے اور ان کی تعظیم کی اور ان کی مدد کی اور آپ پر اتاری گئی کتاب مقدس کو مانا یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے حضور ﷺ پر ایمان لانے ان کی تعظیم و توقیر اور ان کی مدد کرنے کو ہی کامیابی کا راز بنایا ہے۔

☆ رب قدوس جل مجدہ نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کی اہمیت کو ایک مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا۔

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا (2)

اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ ﷺ دے دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاو اس حکم کا فلسفہ تمہیں سمجھ آئے یا نہ آئے بہر حال ان کے احکام کی تعمیل تم پر لازم ہے۔

☆ ایک مقام پر رب قدوس جل مجدہ نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ اپنانے کو اپنی اطاعت قرار دیا جس سے سیرت طیبہ کے عنوان کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے سورہ النساء میں ارشاد ہے

من يطع الرسول فقد اطاع الله (3)

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔

☆ ایک مقام پر قرآن مقدس نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو اس طرح بھی اہمیت دی ہے کہ آپ کے فیصلے کو مدارا ایمان قرار دیا

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم (4)

تیرے رب کی قسم ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک تیرے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم نہ کر لیں۔
احکام خداوندی پر عمل حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے بغیر ممکن ہی نہیں فریضہ نماز کو قرآن مقدس نے مجمل بیان فرمایا اس کی تفصیل حضور ﷺ کے عمل پاک سے ہے ایسے ہی روزہ، زکوٰۃ، حج کے اجمالی

(1) الاعراف 7: 157

(2) الحشر 59: 7

(3) النساء 4: 80

(4) النساء 4: 65

خاکہ کو حضور ﷺ نے اپنے عمل پاک سے قابل عمل بنایا نماز پڑھنے کا ارشاد اس طرح فرمایا

صلوا کما رایتمونی اصلی (1)

جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح تم پڑھو اسی طرح صحابی رسول نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے ہماری طرف رسول ﷺ کو روانہ فرمایا اور ہمیں کسی بات کا کچھ پتہ نہیں تھا، ہم صرف اسی طرح کرتے ہیں جس طرح حضور ﷺ کو کرتے دیکھتے ہیں۔ (2)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود سے فرمایا مجھے پتہ ہے تو پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے حضور ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا پھر بوسہ لے لیا۔ (3)

☆ اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے محبت کرنا انسانیت کا فطری تقاضا ہے جس رب قدوس جل مجدہ نے میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے لئے ہزاروں نعمتیں پیدا فرمادیں میرے لئے ضروری تھا کہ اس ذات والا صفات سے پیار کروں مگر یہ صورت ہے مشکل کہ قدیم سے حادث کیسے پیار کرے باقی سے فانی کیسے محبت کرے تو اس پیچیدہ مسئلے کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب ﷺ کی اتباع میں رکھ دیا ہے ارشاد ہوتا ہے

فاتبعونی یحببکم اللہ (4)

میری اتباع کرو خدا تمہیں دوست بنا لے گا۔

(1) محمد بن اسماعیل أبو عبد اللہ البخاری الجعفی، الجامع الصحیح المختصر للبخاری،

باب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة، الرقم 595، ص 7/3

البخاری، الجامع الصحیح، باب رحمة للناس و البهائم، الرقم 5549، ص 18/423

البخاری، الجامع الصحیح، باب ماجاء فی اجازة خبر واحد، الرقم 6705، ص 22/207

الدارمی، موهو الامم الکبیر أبو محمد عبد اللہ بن الرحمن بن الفضل بن ہرمل الدارمی (المتوفی سنة 255ھ)،

سنن الدارمی، باب من احق بالامامة، الرقم 1300، ص 4/8

محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التمیمی (المتوفی 354ھ)،

الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، باب صفة الصلوة، الرقم 1904، ص 8/235

(2) ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی (المتوفی 273ھ)، سنن ابن ماجہ،

باب تفسیر الصلوة فی السفر، الرقم 1056، ص 3/361

(3) البخاری، الجامع الصحیح، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، الرقم 1494، ص 6/15

البخاری، الجامع الصحیح، باب الرمل فی الحج والعمرة، الرقم 1502، ص 6/30

(4) آل عمران 3 : 31

لہذا محبت خداوندی کیلئے اتباع نبوی ضروری ہے۔

☆ حضور ﷺ کے علمی، عملی مقامات سے آشنائی حضور ﷺ کی سیرت طیبہ جاننے سے ہی ہو سکتی ہے۔

☆ ایمان کے اندر چٹنگی، عقائد میں ٹھوس پن نظریات میں غیر متزلزل اقدار پیدا کرنے کیلئے سیرت طیبہ پر عمل بہت ہی ضروری ہے۔

☆ حضور ﷺ سے عشق و محبت میں جولانی پیدا کرنے اور اسے معراج تک پہنچانے کیلئے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل سے ہی ہو سکتی ہے۔

☆ قرآن مقدس کا مختلف مقامات پر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے ساتھ ان کے محاسن افعال کا ذکر فرمانا واضح اشارہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت پر عمل کتنا بڑا اہم کام

ہے انسانوں میں تبدیلی حیات کا اہم حصہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت پر عمل ہے

☆ کفار سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں گے تو ان کیلئے سیرت کا علم ایمان کی دعوت دینے اور حق تک پہنچانے کا سبب بن جائے گا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

چند مشاہیر کے اسماء گرامی

قرن ادلی میں سید الانبیاء ﷺ کی سیرت طیبہ پر لکھنے والے چند مشاہیر کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

- ☆ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۰ھ نے کتاب الشمائل لکھی آپ مشہور محدث ہیں ان کی کتاب صحاح ستہ میں تیسرا درجہ رکھتی ہے۔
- ☆ ابراہیم بن اسحاق متوفی ۲۸۵ھ میں مسند صحابہ لکھی آخر میں کتاب المغازی شامل ہے۔
- ☆ ابوبکر احمد بن ابی خیمہ متوفی ۲۹۹ھ میں تاریخ کبیر لکھ کر یہ فریضہ انجام دیا
- ☆ عمر بن شیبہ البصری متوفی ۲۶۲ھ میں حدیث میں ابن ماجہ، تاریخ میں بلاذری لکھی ہے۔
- ☆ علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۵ھ علم تاریخ و انساب میں مہارت تامہ کے مالک تھے۔
- ☆ وحید بن مسلم القرشی متوفی ۱۹۵ھ ستر سے زائد کتب کے مولف ہیں۔
- ☆ یونس بن کبیر متوفی ۱۹۹ھ مشہور محدثین میں شامل ہیں علامہ ڈھکی نے تذکرہ میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔
- ☆ محمد بن عمر الواقدی متوفی ۲۰۷ھ کتاب السیرۃ اور کتاب التاریخ کے مؤلف ہیں ان کی روایات پر شدید اختلاف بھی کیا گیا ہے۔
- ☆ یعقوب بن ابراہیم متوفی ۲۰۸ھ مشہور مصنفین میں شامل ہیں سیدنا عبدالرحمان بن عوف کی اولاد سے ہیں انہیں مغازی میں مہارت تھی۔
- ☆ عبدالرزاق بن حجاج متوفی ۲۱۱ھ ثقات محدثین میں شمار ہوتے ہیں ان کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔
- ☆ علی بن مجاہد الرازی متوفی ۱۸۰ھ امام ضحیل علیہ الرحمۃ نے ان سے روایت کی ہے مغازی کے مصنف تنقید کا نشانہ بنے ہیں اور یہ صورت عموماً ہم عصروں میں پائی جاتی ہے، جو قابل توجہ نہیں۔
- ☆ ابو محمد یحییٰ بن سعید متوفی ۱۹۴ھ ہشام بن عروہ کے شاگردوں میں سے ہیں طبری نے ان کے واسطہ سے روایات لی ہیں۔ زیاد بن عبداللہ متوفی ۱۸۳ھ سیرت طیبہ لکھنے کے جنون میں سب کچھ بچ کر استاد کے ساتھ چلے گئے کتاب السیرت کے بہت مجتہد راوی سمجھے جاتے ہیں۔

☆ عبد الرحمان بن عبدالعزيز متوفی محدثین کی فہرست میں تو کم ہیں مگر فن سیرت کے آئمہ میں شمار ہیں ابن سعد نے ان کے متعلق لکھا ہے کان عالماً بالسیرة سیرت کے مشہور عالم تھے۔

☆ محمد بن صالح متوفی ۱۶۸ھ زہری کے شاگرد تھے سیرت کے مشہور عالم تھے۔
☆ عبد اللہ بن جعفر متوفی ۷۰ھ مشہور صحابی مسور بن مخزومہ کے پڑپوتے ہیں سیرت لکھنے میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

☆ عبد الملک بن محمد متوفی ۱۷۶ھ سیرت لکھنے میں ان کا پورا خاندان مشہور رہا انہوں نے عمر بن عبد العزیز کے حکم سے فن حدیث کے تدوین کی ان کی دادی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تربیت یافتہ تھیں۔

☆ عاصم بن عمر متوفی ۱۲۱ھ آپ مشہور تابعی ہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے حکم سے سیرت کے فن پر کام کیا۔

☆ یعقوب بن عتبہ متوفی ۱۲۳ھ ثقہ لوگوں میں شامل ہیں اہل مدینہ ان سے فتویٰ لیتے تھے۔
سیرت طیبہ کے بڑے عالم تھے نظام قدرت ہے ان کے دادا اخنس بن شریق حضور ﷺ کے شدید دشمنوں میں شامل تھے۔

☆ ہشام بن عروہ متوفی ۱۴۱ھ زہری کے شاگرد ہیں علماء مدینہ میں ممتاز مقام تھا سیرت کے عنوانات پر بڑا کام کیا ان کی تالیف کا ذکر ابن ندیم نے کتاب المغازی میں کیا ہے۔

☆ وہب ابن منہ متوفی ۱۱۴ھ آپ یمنی تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات لیں۔

☆ شعبی متوفی ۱۰۹ھ کا محدثین میں مقام ہے حکومت دمشق کی طرف سے قسطنطنیہ میں سفیر تھے۔ عبد اللہ ان کے مداح تھے۔

☆ عروہ بن زبیر ۹۴ھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کی تعریف کی ہے فن مغازی کی سب سے پہلی کتاب انہوں نے لکھی ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیرت طیبہ پر چند مشہور کتابوں کے نام

مواہب اللدنیہ

امام قسطلانی نے لکھی جو بخاری شریف کے مشہور شارح ہیں ابن حجر کے شاگرد تھے مشہور ہونے کے ساتھ ساتھ بعض اہل قلم نے ان کی بعض روایات پر تنقید بھی کی ہے۔

زرقانی علی المواہب

یہ مواہب کی شرح ہے آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

نور النبر اس

یہ عیون الاثر کی شرح ہے ابراہیم بن محمد نے لکھی۔ انداز تحریر محققانہ ہے۔ عیون الاثر ابن سید الناس کی تالیف ہے اندلس کے مشہور علماء میں شامل ہیں ۷۳۲ھ میں وفات پائی۔

سیرت ابن عبد البر

حافظ ابن جوزی کی کتاب شمس المصطفیٰ اور عبد الممالک نیشاپوری کی کتاب شرف المصطفیٰ

سیرت مغلطائی

علامہ عینی نے اس کی شرح لکھی ہے جس کا نام کشف اللثام رکھا۔

سیرت ابن ابی شیبہ

یہ کتاب یحییٰ بن حمید متوفی ۶۳۰ھ کی تالیف ہے۔

سیرت دمیاطی

حافظ عبدالمومن کی تالیف ہے اس کتاب کا اصلی نام سیرت سید البشر ہے۔

سیرت خلاطی

یہ کتاب علاء الدین علی کی تالیف ہے انہوں نے ۷۰۸ھ میں وفات پائی

روض الانف

یہ کتاب عبد الرحمان سہیلی نے لکھی یہ اکابر محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔

☆ اس مقدس عنوان پر ہر دور میں ہر زمانے میں ہزاروں کتابیں شائع ہوتی رہی ہیں۔ ہوتی

رہیں گی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

غیر مسلم سیرت نگاروں کی تالیفات

سیرت نگاری پر مسلمان مصنفین کی کتابوں کی تعداد ہزاروں سے اوپر ہے غیر مسلم مصنفین نے بھی حضور ﷺ کی سیرت نگاری پر بہت کچھ لکھا اگرچہ ان کتب میں خوبیوں کے ساتھ الزامات و اعتراضات بھی پائے جاتے ہیں ان الزامات و اعتراضات کے جواب میں بہت سی مدلل کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان کتابوں کا ذکر درج ذیل ہے تاکہ مطالعہ کرنے والے پر حضور ﷺ کی عظیم شخصیت کا تصور نمایاں ہو سکے۔

- ☆ سیرت محمد مصنفہ ڈاکٹر جی ٹی ۱۸۵۱ع (یو کے)
- ☆ سیرت محمد مصنفہ ڈاکٹر اسپرنگر (۱۸۵۱) عیسوی
- ☆ منزل اسلام مصنفہ ڈاکٹر وائٹ (۱۸۶۱)
- ☆ تاریخ اسلام مصنفہ ڈاکٹر ڈوزی (۱۸۱۶)ء
- ☆ اپالوجی مصنفہ گاڈوی کیٹنس ۸۹۲ء
- ☆ سیرت محمد مصنفہ ڈی لیسن ۱۸۶۱ء
- ☆ اسلام اور قرآن مصنفہ گارسن ڈی ۱۸۷۴ء
- ☆ اسلامزم مصنفہ ڈاکٹر جے اے مولر (جرمن)
- ☆ انتخابات القرآن مصنفہ اوروڈ لین (۱۸۷۴)
- ☆ محمد پیغمبر مصنفہ ڈاکٹر ویل (۱۸۳۶)
- ☆ ہیروز مصنفہ کارلائل (۱۸۳۶)
- ☆ تاریخ عرب مصنفہ کون ڈی (۱۸۴۷)
- ☆ سیرت محمد مصنفہ واشنگٹن (۱۸۴۹)
- ☆ تاریخ عرب مصنفہ سیدیو
- ☆ سیرت محمد مصنفہ کراہل
- ☆ تاریخ مذاہب مصنفہ رینان (۱۸۹۲)

☆ اسلام پر خیالات مصنفہ کاستری

☆ محمد کے ساتھ مصنفہ والٹن (۱۹۰۵)

☆ محمد اور اسلام مصنفہ کوئل (۱۸۹۴)

☆ سیرت محمد مصنفہ اسپنگر (۱۸۵۱)

☆ تاریخ اسلام مصنفہ روزی (۱۸۶۱)

☆ سیرت محمد مصنفہ ڈی لین (۱۸۶۱)

☆ سیرت محمد مصنفہ میور (۱۸۶۱)

☆ محمد و قرآن مصنفہ یرتھالی

☆ مضامین قرآن مصنفہ نولدکی (۱۸۶۹)

☆ اسلام مصنفہ ووشیف

☆ تاریخ بانی اسلام مصنفہ چارلس

☆ محمد اور اسلام مصنفہ کاٹھریری

☆ محمد اور اسلام مصنفہ بالورٹھ

☆ تبصرہ برواقدی مصنفہ دلبوسن

☆ مکالمہ اسلام مصنفہ گواڈ (۱۸۹۰)

☆ سیرت محمد مصنفہ گریم

☆ سیرت مصنفہ ایف بوہل

☆ محمد مصنفہ بارگیوہوس (۱۹۰۵)

☆ اسلام کارو حانی پایہ مصنفہ میجر فارڈ (۱۹۰۹)

مندرجہ بالا کتب کے مولفین میں سے دو قسم کے مولف پائے جاتے ہیں ایک تو وہ جو عربی علوم سے قطعی طور پر ناواقف اور جاہل ہیں انہوں نے محض شخصی معلومات پر ہی کتابیں لکھ ڈالیں اور جو کچھ ذہن میں آیا تحریر کر دیا یہ طبقہ تو اس قدر قابل افسوس نہیں کہ وہ ہمارے عربی خزانہ سے ناواقف ہے یورپین اہل قلم کے دوسرے طبقہ پر نہایت حیرت و تعجب ہے جو عربی دانی میں خاصے ماہر ہیں مگر خدا اور

ھٹ دھری کی انتہا کردی جیسے ڈاکٹر مارگیلیوس جس نے مسند امام احمد بن حنبل کو باقاعدہ پڑھایا جیسے ساخو جس (جرمن) جس نے طبقات ابن سعد شائع کی بیرونی کی کتاب الہند کا دیباچہ اس نے لکھا نولدیک نے عربی میں خاصی مہارت حاصل کی مگر انسائیکلو پیڈیا کی جلد ۱۶ میں قرآن مقدس کے بارہ میں جا بجا اس کے تنقیدی مضامین پائے جاتے ہیں یہ اس کے حسد اور تعصب کی واضح دلیل ہے (۱)

درج ذیل کچھ سطور میں ایسے غیر مسلم مصنفین کا ذکر کر رہا ہوں جنہوں نے حضور ﷺ کے بارے اچھے خیالات کا ذکر کیا یہ عبارات میں نے میاں عابد احمد کی تالیف شان محمد کے مختلف اوراق سے لے لی ہیں اس کتاب کو سیرت انٹرنیشنل ریسرچ سنٹر لاہور نے شائع کیا کاش انگلش عبارات ساتھ ساتھ ہوتیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

جھوٹوں کی سچی گواہیاں

سچ بولنے والے کے لئے مشکل ہو جاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولے البتہ جھوٹے کے لئے سچ بولنا مشکل نہیں کہ اس نے اپنا کام نکالنا ہوتا ہے وہ جھوٹ سے نکلے یا سچ سے میں نے اس اجنبی سے عنوان کیلئے قرآن مقدس سے استدلال کیا ہے سورہ المنافقون میں منافقین کے اس قول کا ذکر کیا گیا ہے۔

قالونشهد انك لرسول الله (1)

منافقین نے حضور ﷺ سے عرض کی ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے ان کی یہ بات سچی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں مگر ان کے جواب میں رب قدوس جل مجدہ نے فرمایا

والله يشهد ان المنافقين لكاذبون (2)

اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں منافقین ہیں تو جھوٹے مگر بات سچی کہہ گئے جھوٹے اس لئے فرمایا گیا کہ ان کے دلوں میں یہ بات راسخ نہ تھی۔

غیر مسلم مصنفین کی بھی یہی صورت ہے تاریخ اور حالات نے انہیں سچ کہنے پر مجبور کر دیا ورنہ وہ اپنے دلوں میں حضور ﷺ سے نفرت اور بغض وافر رکھتے تھے (معاذ اللہ)

بخاری شریف کی ایک حدیث سے بھی اس عنوان کی تائید ہوتی ہے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ کی کھجوروں پر نگرانی کا حکم دیا رات گئے ایک شخص نے کھجوریں اٹھائیں آپ نے پکڑ لیا تو اس نے منت سماجت کی اپنے کو مفلوک الحال غریب بتا کر جان بچائی صبح حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے چور کا کیا بنا سارا ماجرہ سنا دیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل رات پھر آئے گا چنانچہ وہ کل رات پھر آیا آپ نے پکڑ لیا چور نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تجھے وظیفہ بتاتا ہوں وہ پڑھ کر سو جایا کر صبح کو پھر بارگاہ نبوی میں حاضری ہوئی حضور ﷺ نے پھر پوچھا کیا ہوا عرض کی حضور اس نے وظیفہ بتایا میں نے چھوڑ دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، تھا تو وہ جھوٹا مگر بات سچی کر گیا۔ (3)

(1) المنافقون 63 : 1

(2) المنافقون 63 : 1

(3) البخاری، الجامع الصحيح، باب اذا وكل مرءا فترك الوكيل شيئا فأجازاه، ص 102/8

اسی ضابطہ کے پیش نظر ہم نے چند ایک غیر مسلم مورخین کی عبارات مختلف کتابوں سے اکٹھی کر کے ہدیہ ناظرین کی ہیں کہ وہ سیرت کا عنوان پڑھنے سے پہلے ہی محسوس کر لیں کہ محسن انسانیت ﷺ کی ذات حق و صداقت پر ہے

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام کا پرچم

☆ جس طرح دنیا میں اور بزرگ اپنے جلال اور بزرگی کا ایک مستحکم ستون قائم کر گئے ہیں اسی طرح محمد عربی ﷺ بھی اپنی فضیلت کا ایسا جھنڈا کھڑا کر گئے ہیں کہ جو ہمیشہ کیلئے ان کی یادگار رہے گا یہی اسلام کا پرچم ہے جس کے نیچے اس وقت کروڑوں لوگ پناہ گزیں ہیں اور ان کے نام پر جان دینے کیلئے مستعد کھڑے ہیں۔ (شری شر رہے پرکاش) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم الشان نظام

☆ جب ہم اس زمانے پر غور کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام نے اپنی نبوت اور رسالت کا پرچم بلند کیا اور جس میں ایک ایسا کامل مجموعہ قوانین تیار کیا گیا ہے جو دنیا کی ملکی، مذہبی، اور تمدنی ہدایات کیلئے کافی ہے تو ہم حیران ہوتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان ملکی تمدنی نظام جس کی بنیاد کامل اور سچی آزادی پر ہے کس طرح قائم کیا گیا ہے پس ہم دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اسلام ایک مجموعہ قوانین ہے جو ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ (موسوا و جیل کلوفل) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلامی تعلیمات

☆ میں نے محمد ﷺ کی اس تعلیم کو بغور پڑھا ہے۔ جو انہوں نے خلق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق کیلئے دی ہے میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی ہدایات پر عمل کرے تو وہ بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے میرے خیال میں موجودہ زمانہ میں سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو رائج کیا جائے۔ (پروفیسر ہوگ جرمن) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، سیرت انٹرنیشنل پبلیشرز سٹر بلو آرگنائزیشن لاہور، کینٹھ 21/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 24/1

(3) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 24/1

اسلامی انقلاب

☆ عرب کے معاشرتی اور مذہبی حالات مختصراً ایسے ہو گئے تھے عرب کا رخ بدل گیا، انقلاب آ گیا انقلاب بھی کیسا؟ ایسا انقلاب کہ آج تک کسی سرزمین پر نہیں آیا۔ مکمل ترین، اچانک ترین اور سرتاپا غیر معمولی انقلاب۔ (باسورتھ اسمتھ) (1)

☆ پیغمبر اسلام کی زندگی زمانہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتی ہے اور دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ لوگ جو حضور ﷺ پر حملہ کرنے کی عادی ہیں دوہری جہالت میں مبتلا ہیں حضور ﷺ کی زندگی سادگی، شجاعت، اور شرافت کی تصویر تھی۔ (مسز اینی لیٹ) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے

قرآن تمام امور مذہبی، تمدنی، ملکی، تجارتی، دیوانی، فوجداری، وغیرہ کا ضابطہ ہے اور ہر ایک امر پر حاوی مذہبی عبادات سے لیکر جسمانی صحت جماعت سے لیکر حقوق افراد تک، اخلاق جرائم، دینوی، دینی سزاجز اوغیرہ تک کے عام احکام قرآن میں موجود ہیں اس میں اصول بھی ہیں جن کی بنا پر حکومت کی بنیاد پڑی اور اسی سے ملکی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں اور روزمرہ کے مقدمات جانی اور مالی کا فیصلہ کیا جاتا ہے قرآن ایک بے نظیر قانون ہدایت ہے۔ (جان ڈیون پورٹ) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام استقامت سکھاتا ہے

☆ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اسے سیکھے جو حکم دیتا ہے کہ استقلال اور استقامت عزت نفس نہایت لازمی ہیں اس کی حیات شائستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیاد ہیں۔ (ڈاکٹر ہنر) (4)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 25/1

(2) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 25/1

(3) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 15/1

(4) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 15/1

اسلام نے معیار اخلاق بلند کیا

ایک معمولی عقل و سمجھ کا انسان مسلمان بھی جہاں جاتا ہے محمد (ﷺ) کی تعلیمات اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور دوسروں پر ضرور اثر کرتی ہیں۔ صبح، دوپہر، اور شام کو اسلام کے حکم کا نعرہ اذان بلند ہوتا ہے اور وہ سر جو پہلے پتھروں اور حیوانوں کے آگے جھکا کرتے تھے اب خدائے واحد کے آگے جھکا کرتے ہیں اسلام نے بنی نوع انسان کے معیار اخلاق کو بلند کیا۔ (مسٹر جوزف تھامسن) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ان دیکھے خدا سے محبت

☆ پیغمبر اسلام نے قربان گاہوں کو خداوں کو دین و ہدایت کے پیروکاروں کو خیالات اور افکار کو عقائد اور نظریات بلکہ رعوں تک کو بدل ڈالا پھر صرف ایک کتاب کی بنیاد پر جس کا لکھا ہوا ہر لفظ قانون تھا ایک ایسی روحانی امت تشکیل کر دی گئی جس میں ہر زمانے وطن قومیت کا حامل فرد موجود تھا مسلم قوم کی ایک ناقابل فراموش خصوصیت یہ چھوڑ گئے کہ صرف ان دیکھے خدا سے محبت اور ہر معبود باطل سے نفرت۔ (لامارٹن) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عربوں کی حالت بدل دی

☆ اسلام کے ذریعہ محمد (ﷺ) نے دس سال کے اندر ہی عربوں کو شدید ترین نفرتوں، انتقامی جذبات لاقانونیت، عورتوں کی ذلت، سود خوری، شراب خوری اور انسانی قربانیوں سے نجات دلائی۔ (ڈاکٹر کین) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 16/1

(2) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 20/1

(3) میاں عابد احمد، شانِ محمد ﷺ، ص 21/1

باب دوم

سرور کائنات ﷺ کی شخصیت اور کردار

سراپا رحمت و شفقت

ہرچند کہ بانی اسلام کی ذات والا صفات سراپا رحمت و شفقت تھی اگر بانی اسلام کے بس میں ہوتا تو خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنے پاتا غرض جوڑائیاں ہوئیں نہایت مجبوری کی حالت میں ہونیں اس عنوان کی تائید میں تحریر اس طرح ہے پیغمبر اسلام نے ایک جنگ بھی جارجانہ نہیں کی بلکہ ہر موقعہ پر مدافعا نہ لڑائی لڑنے پر آپ ﷺ کو مجبور کیا گیا۔ (سوامی برج نرائن) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

منصب نبوت پر سرفرازی

ان سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہ گزرا تھا جیسا کہ محمد ﷺ کیونکہ نبوت کے منصب پر سرفراز ہوتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو انہیں سب سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان کی بشری کمزوریوں سے بھی واقف ہو سکتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا معاملہ برعکس رہا کہ وہ ہر جگہ سب کے نزدیک معزز، محترم ہوئے۔ (مسٹر گھن) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

وہ سچے مذہبی راہنما تھے

☆ ممکن ہے یہ سوچا جائے کہ وہ آدمی جس نے بہت سی اور ہمیشہ قائم رہنے والی اصلاحات کیں اس کا خدائی مشن اس کے ذہن کی اختراع تھی اور کیا وہ جھوٹ کو جانتے بوجھتے نبھاتا رہا نہیں ہرگز نہیں محمد ﷺ تو حقیقت میں سچے مذہبی روحانی احساسات کے حامل تھے جن کے سبب انہوں نے اپنے مشن کو انتہائی مستقل مزاجی بہت استقلال سے آگے بڑھا دیا اور نہ اس کے جھٹلائے جانے کی پروا کی اور نہ اس کی راہ میں مصائب کی یہ سچائی یہ حق کی معرفت انہیں ابتدا سے انتہا تک حاصل رہی۔ (ڈیون پورٹ) نوٹ۔ مسٹر ڈیون پورٹ نے تسلیم کیا ہے کہ وہ پیدا نشی نبی تھے۔ (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ان کا مشن بے بنیاد نہ تھا

☆ محمد ﷺ بلا شک و شبہ اپنے مقصد کی سچائی پر یقین تھا ان کا مشن نہ تو بے بنیاد تھا اور نہ فریب دہی اور جھوٹ پر مبنی تھا بلکہ اپنے مشن کی تبلیغ کرنے میں نہ کسی لالچ یا دھمکی کا اثر قبول کیا اور نہ زخموں کی شدتیں ان کی راہ میں رکاوٹ بن سکیں۔ (ڈیون پورٹ) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

دنیا کا سب سے بڑا انسان

☆ دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے چند برس کی مختصر مدت میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفے، ایک نئی شریعت، ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی جنگ کا قانون بدل دیا اور ایک نئی قوم پیدا کی ایک نئی طویل مدت والی سلطنت قائم کر دی لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود وہ امی اور بے پڑھے تھے وہ کون؟ محمد بن عبد اللہ - عرب اور اسلام کا پیغمبر (داجا عص) (2)

(نوٹ) امی کا معنی ان پڑھ یہ قدیمی اور جاہلانہ تصور ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم عقیدے کا مالک

☆ عظیم محض اس لئے نہیں کہ وہ ایک روحانی پیشوا تھے انہوں نے عظیم ملت کو جنم دیا اور ایک عظیم سلطنت قائم فرمائی بلکہ ان سب سے بڑھ کر ایک عظیم عقیدہ کا پرچار کیا اس کے علاوہ وہ اس لئے بھی عظیم تھے کہ وہ اپنے آپ سے بھی مخلص اور وفادار تھے۔ (لیو تارڈ) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم الشان مصلح

☆ محمد ﷺ ان عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے قوموں کے اتحاد کی بڑی خدمت کی ہے ان کے فخر کے لئے یہ بالکل کافی ہے کہ انہوں نے وحشی انسانوں کو نور حق کی جانب ہدایت کی

اور ان کو اتحاد و صلح پسندی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والا بنادیا اور ان کے ترقی و تہذیب کیلئے راستے کھول دے اور حیرت انگیز یہ بات ہے کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فرد واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔

(1) (کانٹ ٹالٹائی روسی)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

توحید کا مذہب

☆ حضرت محمد ﷺ کا پھیلایا ہوا مذہب بالکل واضح اور صاف ہے وہ ایک جامع مانع عقیدہ ہے جو ایک ہی کتاب یعنی قرآن پاک پر مبنی ہے وہ سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے۔ (ڈاکٹر کلارک) (2)

کلمہ طیبہ کی جامعیت

☆ تمام مسلمان اپنے مذہب کو ان دو چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں جن کا اختصار اور جن کی جامعیت حیرت انگیز ہے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ (ڈاکٹر لیبان) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

غار حرا

☆ کوئی چیز روم کی عیسائیوں کو گراہی و تباہی کے خندق سے نہیں نکال سکتی تھی سوائے اس آواز سے جو سرزمین عرب کے غار حرا سے آئی۔

(پروفیسر مارس) (4)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم معمار

☆ حضرت محمد ﷺ نہایت عظیم المرتبت انسان تھے وہ ایک مفکر تھے وہ ایک معمار تھے انہوں نے اپنے زمانہ کے حالات کے مقابلہ کی فکر نہیں کی اور جو تعمیر کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے۔ (میجر آر تھرگلسن) (5)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 13/1

(2) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 14/1

(3) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 15/1

(4) میاں عابد احمد، شان محمد ﷺ، ص 16/1

وہ سچے رسول تھے

☆ جہالت جس کا مظاہرہ اکثر و بیشتر مسیحوں کی طرف سے مسلمانوں کے مذہب کے بارے میں ہوتا رہتا ہے افسوسناک امر ہے محمد ﷺ اس وقت کی اقوام میں ایک خدا پر یقین رکھتے اور دوسرے خداؤں کی نفی کرتے تھے انہوں نے دیانتداری اور دین داری اور پرہیزگاری کو کردار کا سرچشمہ قرار دیا ہر معاملہ میں عدل و توازن کی تلقین کی یہ تلقین ان کے دین کا حصہ تھی محمد ﷺ ایک روحانی قوت کے مالک تھے اور سچے رسول تھے مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں وہ خدا کے کلام سے ہمکلام ہوتے تھے اور سرچشمہ روحانیت سے ان پر وحی اترتی تھی۔ (مسٹر لنڈے) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

آپ کی زندگی کھلی کتاب ہے

☆ یہ صحیح ہے کہ تاریخ کی روشنی میں ہم حیات مسیح کے کچھ واقعات دیکھ سکتے ہیں لیکن ان تیس سالوں سے کون پردہ اٹھائے گا جو انہوں نے نبوت کے اعلان سے پہلے گزارے ان کی گھریلو زندگی کے بارے میں بھلا کیا جانتے ہیں کہ مسند نبوت پر وہ بتدریج فائز ہوئے یا وحی پا کر یکدم خدائی مشن کے حامل بن گئے لیکن محمد ﷺ کے معاملے میں صورت بالکل مختلف ہے یہاں ہمارے پاس اندھیروں کی بجائے تاریخ کی روشنی ہے یہاں ہر چیز دن کی روشنی میں جگمگا رہی ہے محمد ﷺ کی زندگی ہم جانتے ہیں ان کی ظاہری، ان کی پوشیدہ، ان کا بچپن، ان کی جوانی، ان کی اٹھان، ان کے تعلقات، ان کی عادتیں، ابتدائی حالات اور پہلی وحی نازل ہونے تک کا لمحہ۔ اب تک ایسی کوئی معقول و مستند وجہ سامنے نہیں آئی جس کی بنیاد پر اس کتاب کے خلاف کوئی شدید اعتراض کیا جائے۔ (باسور تھ اسمتھ) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عالم گیر اخوت

☆ نبی عربی (ﷺ) اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے کرہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس سے

سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو رائج نہیں ہونا تھا ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات باہمی تعاون اور عالم گیر اخوت تھی۔ (مسٹر سر جینی نائیڈو) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

وہ خدا کے سچے نبی تھے

☆ سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار نفس اور اخلاص نیت کی جیتی جاگتی تصویر ہو اور اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے اور مصیبتیں برداشت کرے لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے لوگوں کی غلطیوں کو فوراً معلوم کرے اور ان کی اصلاح کیلئے اعلیٰ درجہ کی دانش مندانہ تدابیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کے اقرار کرنے پر ﷺ مجبور ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔ (ڈاکٹر جے ڈبلیو لیونر) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مساوات کا پیکر

☆ حضرت محمد ﷺ کا اخلاق وہی تھا جو ایک شریف عرب کا ہو سکتا ہے آپ ﷺ امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے اور اپنے گرد و پیش لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ (مکس ڈاڈ) (3)

نوٹ = سوشلزم نہیں اسلام مساوات کا علم بردار ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سراپا شفقت و مروت

☆ حضرت محمد ﷺ کو جتنا ستایا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں ستایا گیا ایسی حالت میں کیوں نہ محمد ﷺ کی بندوں کے ساتھ شفقت و مروت اور رحم دلی کی داد دوں جنہوں نے خود تو ظلم و ستم کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھائے مگر اپنے ستانے والے اور دکھ دینے والوں کو اف تک نہ کہا بلکہ ان کے حق میں

دعائیں مانگیں اور طاقت و اقتدار حاصل ہو جانے پر بھی کوئی ان سے انتقام نہیں لیا پیغمبر اسلام کو خونخوار اور بے رحم انسان دکھلایا جائے اور خواہ مخواہ دوسروں کو نفرت دلائی جائے اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کی زندگی پر تنقید کرنے والے لوگوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ نہیں کیا بلکہ سنی سنائی اور بے بنیاد باتوں کو اساس بنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اگر وہ اسلامی روایات کو سمجھ لیتے اور سچائی کے اظہار کے لئے اپنے اندر کوئی جرأت و ہمت پاتے تو وہ یقیناً اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ (بی ایس رندھاوا) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

وہ خدا کی رحمت تھے

☆ حضرت محمد ﷺ کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی اصلاحات سے چشم پوشی ممکن نہیں ہم بدھو لوگ حضرت محمد ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور انکا احترام کرتے ہیں۔ (بدھ راہنما مانگ تو نگ) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسلام تلوار سے نہیں امن سے

☆ ہم نے تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقا و ترقی کا انحصار تلوار پر ہے ایسا کہنا خود اسلام کی تردید کرتا ہے اس غلط اور شرانگیز عقیدے کے حامیوں نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور صداقت سے آنکھیں بند کر لی ہیں اسلام میں تلوار کی جو جگہ ہے وہ کسی مذہب میں نہیں ہو سکتی ہے اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے مگر صرف وہیں تک جہاں تک صداقت اور سچائی کے لئے ضروری ہے اسلام میں امن و آتش اور صلح و راستی تلوار سے کہیں بالاتر ہے اسلام تلوار کا نہیں امن کا پیغام ہے۔ (لالہ رام و رمالیڈ میٹر اخبار تیج دہلی) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

رحم و کرم کا عظیم مظاہرہ

☆ انہوں نے اپنے لشکر و سپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ کے سامنے انتہائی بندگی و اطاعت کا مظاہرہ کیا اور شکرانہ بجالائے (بموقع فتح مکہ) لیکن دوسرے فاتحین کے وحشیانہ طرز عمل کے مقابلہ میں اسے بہر حال انتہا درجہ کی شرافت و انسانیت سے تعبیر کیا جائے گا مثلاً صلیبوں کے مظالم ۱۰۹۹ء فتح یروشلم کے موقع پر انہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمان مرد و عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتارا وہ انگریز فوج نے صلیب کے زیر سایہ لڑتے ہوئے ۱۸۴۷ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذر آتش کر ڈالا۔ محمد ﷺ کی فتح درحقیقت دین کی فتح تھی۔ سیاست کی فتح تھی انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا اور ظالمانہ نظام سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا اور قریش کے مغرور، متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے مجرموں کی طرح کھڑتے تھے تو محمد ﷺ نے ان سے پوچھا تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟ تو وہ بولے رحم والے سخی اے فیاض بھائی رحم ارشاد ہوا جاو آج تم سبھی آزاد ہو۔

(آرتھر گھین) (1)

اسلام کی اعتدال پسندی

☆ مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہ کی سادہ، بے لوٹ ایفاء عہد اپنے اصحاب کی غیر معمولی صحابیت خدا پر پاک یقین اور ذاتی جرات و استقلال سے وابستہ ہے نبی کا کام کبھی آسان نہیں ہوتا اچھے اور دور رس طریقوں کو وضع کرنا یقیناً آسان ہے لیکن ان پر عمل کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور پھر جب کہ یہ عظیم الشان کام اپنے خاندان اور قبیلے سے شروع کرے جس کے لوگ اس کی زندگی کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔

(ڈاکٹر اینڈ برمنگھم) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اعترافِ عظمت

☆ غیر مسلم مصنفین کا براہو جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ قلم ہاتھ میں لیتے وقت عقل کو چھٹی دے دیا کریں گے اور آنکھوں پر تعصب کے پتھر رکھ کر ہر واقعہ کو اپنی ناسمجھی اور تعصب کے رنگ میں رنگ کر دنیا کے سامنے پیش کریں گے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں اور ان کے گستاخ اور کج رقم قلموں کو اعتراف کرتے ہی بنتی ہے کہ واقعی اس نفس کش پیغمبر نے جس شان استغناء سے دولت، عزت شہرت اور حسن کی طلسمی طاقتوں کو اپنے اصول پر قربان کیا وہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ (سوامی لکشمی رائے) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

متعدد بیویاں نفسانی خواہش نہیں

☆ آنحضرت ﷺ کے کثرت ازدواج کے متعلق بہتان باندھا گیا ہے لیکن یہ محض غلط ہے بے شک (آپ ﷺ) نے کئی بیویاں کی تھیں مگر زمانے کے برے رواج کو مٹانے کیلئے اور لوگوں کو ترغیب دینے کیلئے کہ وہ بھی بیوہ، کنواری، غلام لونڈی اور لاوارث عورتوں کو اپنے نکاح میں لائیں اور آپ کے نمونہ کی پیروی کریں آپ نے اپنی نفسانی خواہش کے لئے نکاح نہیں کیے آپ میں نفسانی خواہش کی کوئی بھی دلیل یا علامت نہیں پائی جاتی۔ (بی ایس کشالیہ ڈی۔ای لندن) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدھا اور مضبوط دین

☆ محمد ﷺ ایک رسول تھے نہ کہ صوفی وہ جوان کے گرد جمع ہوئے اور جو ملت اسلامیہ کے اولین ارکان تھے وہ قانون کی اطاعت پر توحید ہی پر راضی تھے اور محمد ﷺ کی تعلیمات اور انکے اسوہ کی پیروی پر اکتفا کرنے والے تھے وہ مطمئن تھے کہ وہ ایک سیدھے اور مضبوط دین کے پیرو ہیں۔

(گارفڈنر ڈی مہارتز) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

نظام مصطفیٰ

☆ محمد ﷺ نے جو اپنا مذہبی نظام قائم فرمایا وہ نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھیوں کی عقل و فہم کے مطابق تھا اور اس ملک میں پائے جانے والے رسم و رواج اور ان کے ساتھیوں کے جذبات سے ہم آہنگ تھا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ عام انسانی حالات و نظریات سے بھی ایسی مناسبت رکھتا تھا کہ جس کے نتیجے میں تمام انسانوں کی نصف آبادی نے اسے قبول کیا اور یہ سب کچھ چالیس سال سے بھی کم عرصہ میں ہو گیا۔ (کاؤنٹ ڈی بولین) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

پیر و پیغمبر

☆ عرب کو یہی نور اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لایا عرب کو اسی کے ذریعہ پہلے پہل زندگی ملی بھیرٹوں بکریوں کو چرانے والے لوگ جوازل سے صحراؤں میں بے کھٹکے بے روک ٹوک گھومتے پھرتے تھے کہ پیر و پیغمبران کی طرف بھیجا گیا ایک پیغام جس پر وہ ایمان لا سکتے تھے اور پھر سب نے دیکھا کہ جو کسی کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہ رکھتے تھے دنیا بھر کے لئے قابل ذکر بن گئے۔ (کارلائل) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم کامیاب راہنما

☆ قارئین میں سے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو تعجب ہو کہ میں نے دنیا جہاں کی موثر ترین شخصیات میں محمد ﷺ کو سرفہرست کیوں رکھا ہے اور مجھ سے وجہ طلب کریں گے حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک انسان ایسے تھے جو دینی دنیاوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامران و کامیاب و سرفراز ٹھہرے۔ (ہارٹ مینخائل) (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بے مثال شخصیت

☆ ہادی عرب کو ایک ساتھ تین چیزوں کے قائم کرنے کا مبارک موقع ملا وطنیت، اصلاح اعمال، مذہب تاریخی دنیا میں اس قسم کی دوسری کوئی مثال نہیں دکھائی دیتی۔ (ریورینڈ) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظیم انسان

☆ وحشی جنگجو عربوں کو وحدت کی لڑی میں پرو کر ایک زبردست قوم کی صورت میں کھڑا کر دینے کیلئے ایک عظیم انسان کا ظہور ہوا اندھی تقلید کے کالے پردے پھاڑ کر اس نے تمام قوموں کے دلوں پر واحد خدا کی حکومت قائم کی وہ انسانی لعل کون تھا۔ (محمد ﷺ) (پنڈت شیونرائن) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

امتیازی نشان

☆ ملت اسلامیہ نے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ پر جس طریق پر کام کیا ہے دنیا بھر کے راہنماؤں کیلئے نہیں ہو سکا نہ ہی آئندہ ہو سکے گا حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر تحقیق کی غرض سے آپ کے دیکھنے اور ملنے والوں میں سے تیرہ ہزار سے زائد افراد کے نام قلمبند کیے گئے طبقات ابن سعد کی کتاب الصحابہ، کتاب العقلی، کتاب ابن ابی حاتم الرازی، کتاب الازرق، کتاب الدولابی، کتاب البغوی، طبقات ابن ماکولا، اسد الغابہ، استیعاب اصحابہ فی احوال الصحابہ، جلیل القدر حضرات کے قلم سے لکھی گئی ہیں ملت اسلامیہ کا سرخبر سے بلند ہے کہ اس نے یہ کام کیا اس ضمن میں کوئی دوسرا ان کا حریف نہیں اگرچہ سیرت طیبہ کا پہلا مصداق حدیث نبوی ہے لیکن متقدمین نے غزوات کے حالات اور واقعات کے مجموعہ کو سیرت بتایا ہے اور حدیث نبوی کے مجموعہ کو آٹھ علوم پر مشتمل گردانا ہے۔ مناقب احکام و شرائط فتن، عقائد تفسیر آداب سیر۔ سیرت کے سلسلہ میں بہت سی تصنیفات ایسی ہی ملتی ہیں جن کی تحریر کا اسلوب محدثانہ شان و شوکت کو واضح کرتا ہے جیسے امام بخاری کی یا امام طبری کی تواریخ ملت اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے ہر قول و فعل کو اس طرح پیش کیا کہ

اتصال اور تسلسل میں کوئی فرق نہیں آیا اور پھر روایت بیان کرنے میں نہایت احتیاط سے کام لیا اس ضمن میں روایت کی جانچ پڑتال کیلئے محدثین کرام نے ہزاروں صفحات پر مشتمل کتب شائع کیں راویوں میں جرح و تعدیل، میں یحییٰ بن سعید قطان کی تالیف علامہ یوسف بن زکی کی کتاب تہذیب الکمال، حافظ ابن حجر کی کتاب تہذیب التہذیب، علامہ زہبی کی کتاب میزان الاعتدال کو نمایاں مقام حاصل ہے محدثین کی ان کاوشوں سے رطب و یابس چھٹ کر سامنے آ جاتا ہے محدثین کے اس علمی ذخیرہ نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو نہایت صاف شفاف نکھرے اور اجلے انداز میں پیش کر کے دنیا کفر کو حیرت میں ڈال رکھا ہے محدثین کی اس جماعت نے اپنی اپنی تالیفات میں روایت کی صحت کا پورا پورا اہتمام کیا ہے اور ان میں سیرت طیبہ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے، بخاری، مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان محدثین کی جس جماعت نے صحت روایت کا اس قدر اہتمام نہ کیا انہیں محل تنقید نہ بنایا جائے ان پر زبان طعن دراز نہ کی جائے بلکہ ان کے نیک ارادوں پاکیزہ تمناؤں کو خراج تحسین پیش کیا جائے کہ ان کا مقصد تھا کہ زیادہ سے زیادہ حضور ﷺ کے اقوال مبارکہ جمع کیے جائیں اور پھر اس عظیم ذخیرہ سے چھاننی کی جاسکے گی اور جرح و تعدیل کے ترازو پر تولن کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عربوں کے کمالات

☆ عرب اقوام میں جاہلانہ رسوم، خود ساختہ نظریات، قتل و غارت میں مہارت، محض ان کے پیش نظر سالہا سال جنگ کا جاری رکھنا، بچیوں کا زندہ درگور کرنا ایسے لاکھوں نقائص تاریخ کے امنٹ نقوش ہیں تاہم کچھ ایسے کمالات بھی ہیں جو انہیں کا خاصہ ہیں جیسے ذہانت، حیرت ہوتی ہے کہ ایسی اکھڑ قوم کو قدرت نے کس قدر انعامات سے نوازا ہے مثال کے طور پر چند ذہین شعراء کا ذکر کرتا ہوں جن کے اشعار و قصائد نے فصاحت و بلاغت، تماثل و استعارات، تشبیہات میں نمایاں داد حاصل کی ہے، امر و القیس، ورید ابن صممہ علقمہ بن عبد یغوث، زوالاصح عدوانی، وداک بن تمثیل مازنی لبید بن ربیعہ، عدی بن زید عبادی، متمس، زبیر بن ابی سلمیٰ، طرفہ ابن العبد، عمرو بن کلثوم حاتم طائی، امیہ بن ابیہلک عربوں میں دوسرے مرحلہ کے نامور شعراء، کعب بن زہیر، خنساء حسان بن ثابت، حطیہ، عمر بن ربیعہ، انطل، فرذوق، جریر، سحبان بن وائل، زیاد بن امیہ، حجاج بن یوسف سقفی ان میں سے کسی بھی ایک شاعر کی ذہانت و فطانت پر سینکڑوں صفحات لکھے جاسکتے ہیں نقائص کے باوجود عربوں میں یہ کمال بدرجہ اتم موجود تھا بڑے تو بڑے عربوں کے بچوں میں اس فن پر کافی دسترس ملتی ہے جسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے صاحب بلوغ الادب نے اسی عنوان کے تحت ایک عرب بچی کی ذہانت کا یہ واقعہ لکھا ہے جو حد یہ قارئین ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک عرب بچی کی ذہانت

☆ ایک امیر تاجرا اپنے دو خادموں کے ساتھ سفر پر گیا دونوں غلاموں نے اپنے سردار کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے سردار کے قتل کا منصوبہ بنا لیا سردار بھی ان کی بدنیتی کو بھانپ گیا سردار نے دونوں سے کہا مجھے تم دونوں قتل کرنا چاہتے ہو میں تم سے بھاگ نہیں سکتا مگر ایک وصیت میرے گھر ضرور پہنچا دینا غلاموں نے وصیت پوچھی سردار نے کہا میرا ایک شعر ہے اسے میری بچی کو دے دینا شعر یہ تھا۔

لله دمر کما و دمر ایکما (1)

من مبلغ بتی ان اباهما

کون ہے جو میری بیٹیوں کو بتائے کہ ان دونوں کا باپ تم دونوں کی خوبیاں اور تمہارے باپ کی خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔

قاتلوں نے یہ شعر پڑھا اور کہا کہ اس شعر کے پہنچانے میں کوئی حرج نہیں چنانچہ قاتلوں نے اپنا منصوبہ پورا کیا سردار کو ٹھکانے لگا کر یہ شعر اس کے گھر اس کی بیٹی کو دیا جھوٹے آنسوؤں کے ساتھ اس کی موت کا ذکر سنایا بڑی لڑکی تو کچھ سمجھ نہ پائی ایک چھوٹی لڑکی نے جوں ہی یہ شعر پڑھا تو وہ چلا اٹھی اپنا دوپٹہ سر سے اتار پھینکا اور کہا کہ اے لوگو یہ دونوں میرے باپ کے قاتل ہیں ان سے بدلہ لو لوگوں نے بچی سے پوچھا تھے کیسے پتہ چلا کہ تیرے باپ کا قاتل یہ ہے بچی نے جواب دیا کہ اس شعر کے دونوں مصرعے نامکمل ہیں دوسرے کے محتاج ہیں اس شعر کے پہلے اور دوسرے مصرعے میں مناسبت نہیں کوئی مفہوم نہیں نہ ہی کوئی ربط ہے بچی نے کہا دراصل یہ دو شعروں کا ایک بنا گیا ہے۔ وہ دو شعر اس طرح ہیں۔

من مبلغ الحین ان مهلهلا امسى قتيلاً في الفلاة مجدلاً

لله دمر كما ودمر ايكمما لا يبرح العبدان حتى يقتيلا (1)

کون شخص ہے جو میری بیٹیوں کو بتائے ان کا باپ قتل کر دیا گیا ہے اس کی لاش جنگل میں مٹی آلود پڑی ہے۔

اے بیٹیوں تم دونوں کی خوبیاں اور تمہارے والد کی خوبیاں اللہ کیلئے ہیں ان غلاموں کو نہ چھوڑنا یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے غلاموں کو پکڑا اور تحقیق شروع کر دی تو دونوں نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ پھر دونوں سردار کے بدلہ میں قتل کر دیئے گئے۔ اس واقعہ سے والد کا دو شعروں کے مضمون کو ایک میں سمو دینا بچی کا ان مقدر اشعار کا بھانپ لینا ان کے اس فن میں ماہر ہونے کی دلیل ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

عربوں کی ذہانت پر فرانسیسی مؤقف

☆ فرانس کے وزیر تعلیم دردی نے اعتراف کیا ہے کہ عربی زبان میں جو وسعت پائی جاتی ہے دوسری زبانوں میں اس کی کوئی نسبت نہیں۔ اس نے کہا ہے کہ عربوں میں ہر چیز کے مختلف حالات اور مختلف صفات کے اعتبار سے الگ الگ نام ہیں۔ ان کے ہاں مترادفات کی بھیڑ ہے۔ اس لیے ان کے شعر و سخن کا دائرہ وسیع ہے۔ ان کے ہاں شہد کے اسی ۸۰ نام ہیں۔ سانپ کے دو سو ۲۰۰۔ شیر کے پانچ سو ۵۰۰۔ اونٹ کے ایک ہزار ۱۰۰۰۔ اتلوار کے بھی ایک ہزار مصائب کی تعبیر کیلئے چار ہزار الفاظ موجود ہیں۔ ان تمام اسماء کو یاد کر لینا قوی حافظہ کے بغیر ممکن نہیں۔ اہل عرب کو قدرت نے جو ذہانت قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔ اس کا انکار ممکن نہیں۔ ان کے مشاہیر سے ایک حمد نامی شخص تھا۔ اس نے خلیفہ ولید سے کہا تھا کہ وہ یہاں کھڑے کھڑے ایک سو قصیدہ سنا سکتا ہے۔ اور ہر قصیدہ بیس سے سوا شعرا پر مشتمل ہوگا۔

(1)

☆ ایک صفت ذہانت کے علاوہ بہت سے عمدہ فضائل کے مالک تھے غیرت اور حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے استعمال غلط کیا وہ ایفا کو بھی بہت اہم جانتے تھے ان کی شجاعت کے چرچے بھی آسمانوں تک پھیلے ہوئے تھے ان کی سخاوت کا پہلو بھی دنیا میں ضرب المثل تھا ان کی فیاضی نے بھی لوگوں کے دلوں کو موہ رکھا تھا مگر ان کی خوبیاں صحیح سمت پر جاری رہنے سے محروم تھیں چونکہ ان کی صحیح رہنمائی نہ تھی اسی باعث ان کی شجاعت ظلم کا روپ دھار لیتی تھی ان کی سخاوت بھی ان کے اپنے ذاتی اثر و رسوخ بڑھانے پر بھی استعمال ہو گئی غرض یہ کہ ان کے اچھے اوصاف، عمدہ کمالات بھی ان کی جہالت و انانیت میں دب کر رہ گئے اور کسی رفیع مقام کو حاصل کرنے کیلئے کسی عظیم قائد کے منتظر تھے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حسین امتزاج

☆ محمد (ﷺ) کی ذات میں صفات و کمالات کا جو حسین امتزاج موجود تھا اس کی تین قسمیں تھیں۔ ایک نبوت کا فیضان دوسرے سیاست و حکمرانی میں ان کی بصیرت اور تیسرے منتظم کی حیثیت سے ان کی مہارت و دانائی اور تمام عہدوں پر موزوں اور قابل ترین افراد کا انتخاب جب کوئی اسلام کی ابتدائی تاریخ اور سیرت محمد (ﷺ) پر جس حد تک نظر ڈالتا ہے وہ اسی حد تک ان کی کامیابیوں پر حیران رہ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے پیچھے ایک خدا پرانہیں پکا اعتقاد نہ ہوتا اور اگر وہ اس یقین محکم سے مستفید نہ ہوتے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں تو شاید تاریخ انسانیت کا ایک اہم اور قابل ذکر باب تحریر ہو جانے سے رہ جاتا (مسٹر وائٹ) (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

جامع شخصیت

☆ آئین و قانون ساز، سپہ سالار، فاتح اصول و نظریات، علاقائی سلطنتوں کے معمار، دینی روحانی حکومت کے بانی یہ ہیں محمد رسول اللہ (ﷺ) اور انسانی عظمت کے ہر پیمانے کو سامنے رکھ کر ہم پوچھ سکتے ہیں۔ ہے کوئی جوان سے زیادہ بڑا ہو؟ ان سے بڑھ کر عظیم ہو؟ (مسٹر لامارٹن) (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

لفظ سیرت پر تبصرہ

☆ قرآن مقدس میں اس لفظ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

سنعیدھا سیرتھا الاولى (3)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اپنے رب قدوس جل مجدہ سے مکالمہ کا شرف ملا عصا کے بارہ میں بات چلی کہ موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے عرض کی میرے رب یہ عصا ہے جس سے ٹیک لگاتا ہوں اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور لکڑی فائدے ہیں تو حکم ہوا موسیٰ اسے زمیں پر ڈالو آپ نے ڈالا

(1) میاں عیاد احمد، شان محمد (ﷺ)، ص 36/1

(2) میاں عیاد احمد، شان محمد (ﷺ)، ص 37/1

(3) <https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تو وہ اچانک سانپ بن کر ادھر ادھر دوڑنے لگا بارگاہ قدس سے حکم ہوا اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم اسے پہلی حالت میں لوٹا دیں گے یہاں پر لفظ سیرت بمعنی حالت وارد ہوا ہے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا معنی ہوا آپ کے حالات زندگی کا ذکر آپ کی حالت نبوت کا ذکر خیر۔ عربی لغات میں سیرت کا معنی یہ کیا گیا ہے۔

سيرة الرجل صحيفة اعماله و كيفة سلوكه بين الناس يقال هو حسن السيرة (1)
لفظ سیرت سار کا اسم ہے اس کا معنی ہے طریقہ پیست، حالت لوگوں کے درمیان کسی شخص کے زندگی گزارنے کے انداز کو اس شخص کی سیرت کہا جاتا ہے
اسی عنوان کے اظہار کے لئے دوسرا لفظ ہے ”اسوۃ“ جس کا عربی میں معنی ہے ”القدوۃ“ (2)
قرآن مقدس نے اس لفظ کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

لقد كان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (3)

بے شک تمہارے رسول اللہ ﷺ کی ذات والصفات میں زندگی کا بہترین نمونہ موجود ہے۔
حالات زندگی کا بیان کرنا سیرت کہلاتا ہے مگر یہ یاد رہے لفظ حال سے حوالہ لیا گیا ہے جس کے معنی دوسرے کے حوالہ کر دینے اور بدل دینے کے آتے ہیں اور بدل جانے والی شے ایک جگہ قائم نہیں رہ سکتی اس لئے حال بھی وہ شے ہے وہ کیفیت ہے جو مضبوط اور پائدار نہ ہو حال کی یہی تعریف ایک عرب شاعر نے بھی کی ہے۔

لولم تحل مأسیة حالاً وکل ما حال فقد زال (4)

حال اگر آنے والی شے نہ ہو تو اس کا نام ہی حال نہ ہو حال کی مثال یوں سمجھ لی جائے
جیسے سایہ اپنی انتہا کو پہنچ کر گھٹنے لگ جاتا ہے اور بالآخر غائب ہو جاتا ہے ایسے ہی آدمی پر

(1) محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، أبو الفیض، الملقب بمرتضی، الزبیدی (المتوفی 1205ھ)،

تاج العروس من جواهر القاموس، ص 2981/1

(2) الزبیدی، تاج العروس، 8272/1

(3) الاحزاب 21:33

(4) عبد الملك بن محمد بن اسماعیل أبو منصور الثعالبی (المتوفی 429ھ) یتیمۃ الدھر فی مجلس أهل العصر

حالات و کیفیات آتی ہیں اب یہ آدمی اپنے مخصوص حالات میں گھومتا رہے یا حال بہ حال ترقی کرتا رہے صورت حال کو استقرار و دوام نہیں یہ حالات اگر روحانی ہو جائیں تو بندہ ربانی بن جاتا ہے یہی ایک حال تھا پھر دوسرا گیا پھر تیسرا وارد ہو گیا اس طرح ترقی کا سلسلہ جاری رہتا ہے مگر عارف جب ایک حال سے دوسرے حال کی طرف عروج کرتا ہے تو نتیجے کا پہلا حال اسے ناقص دکھائی دیتا ہے۔ حال کو یوں سمجھ لیا جائے جو جا کر آ جائے اور آ کر چلا جائے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک اشکال کا جواب

لفظ حال پر اس تبصرہ سے یہ اشکال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ حال بدلتے رہتے ہیں کبھی کم کبھی زیادہ ایک شخص آج تندرست ہے تو کل بیمار بھی ہو سکتا ہے آج بیمار ہے تو کل تندرست بھی ہو سکتا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کے حالات کا بھی یہی عالم ہے کبھی زیادہ کبھی کم تو جواباً تحریر ہے حضور ﷺ کے حالات میں اضافہ ہی اضافہ ہے نقص اور کمی کا تصور ہی نہیں کہ حضور ﷺ کے متعلق اس تصور کا جواب قرآن مقدس نے اس طرح دے دیا ہے۔

وللاخرة خیر لك من الاولى (1)

ہر پچھلی گھڑی تیرے لئے پہلی سے بہتر ہے اس آیت مقدسہ نے واضح کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کے حالات ترقی کی طرف مائل رہے تنزل کی طرف نہیں اس آیت مبارکہ کی تشریح میں عموماً یہی بات کہی جاتی ہے کہ حضور ﷺ کو لمحہ بہ لمحہ کمالات دیے جا رہے ہیں اور قیامت تک دیئے جاتے رہیں گے۔ بظاہر تو یہ تشریح اچھی معلوم ہوتی ہے مگر حقیقتاً یہ تشریح اس آیت مقدسہ کے خلاف ہے جس میں اشارہ ہوتا ہے

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي (2)

حجتہ الوداع کے موقع پر یہ ارشاد نازل ہوا کہ میں نے آپ پر نعمتیں پوری کر دیں۔ اگر اس آیت مبارکہ کا یہ معنی مراد لے لیا جائے کہ حضور ﷺ کو ہر لمحہ کمالات دئے جا رہے ہیں تو پھر اتممت کا مفہوم دھندلا جاتا ہے اگر معنی یہ کر لیا جائے کہ کمالات تو سبھی عطا فرما دیئے۔ قدرت نے کمالات تو سبھی

عطا فرمادیے اب قیامت تک ہر لمحہ پردہ اٹھتا رہے گا کمالات نکھر کر سامنے آتے رہیں گے تو اٹھ کال باقی نہیں رہتا اور یہ عقیدہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے حضور ﷺ کو ان کے وصال سے پہلے ہی ان تمام کمالات سے نوازا دیا تھا جو ان کی ذات والا صفات کیلئے فیصلہ فرمائے گئے تھے۔

عرب میں کیوں؟

☆ سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کرنے والے طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ سوا لاکھ یا کم و بیش انبیاء علیہم السلام میں سے حضور ﷺ کیلئے خطہ عرب کا انتخاب کیوں ہوا یہ خطہ تو پہلے انبیاء علیہم السلام کے ادوار مبارکہ میں بھی تھا ان میں سے کسی کو یہاں کیوں نہ بھیجا گیا اصل حکمت تو قدرت ہی جانتی ہے مندرجہ

ذیل جوابات ذہن میں آرہے ہیں۔

☆ حکمت خداوندی کا فیصلہ تھا کہ کائنات کی عالمگیر اصلاح کیلئے ہدایت و نجات کا آفتاب جزیرہ عرب کے افق پر طلوع ہوا جو پوری دنیا کا سب سے تاریک ترین خطہ تھا جسے اس آفتاب کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

☆ یہ انتخاب اس لئے بھی بڑا موزوں ہے کہ خطہ عرب ایشیاء یورپ و افریقہ کے براعظموں کے درمیان واقع ہے۔

☆ یہ خطہ پوری دنیا کو خشکی تری کے راستوں کے ذریعہ سے ملانے کیلئے موزوں ترین ملک ہے۔

☆ یوں بھی یہ انتخاب حسین دکھائی دیتا ہے کہ عالمی اصلاح کیلئے اگر کوئی ملک مرکزیت کا حامل ثابت ہو سکتا ہے تو یہی خطہ عرب ہے۔

☆ جب ایشیاء یورپ افریقہ کی سلطنتوں کا تعلق عرب سے تھا تو ان براعظموں میں آواز کا پہنچانا آسان ترین مسئلہ اسی طرح ہی تھا کہ مرکزیت خطہ عرب کو ہو۔

☆ نیز کہہ ارض کا وسط ہونے کا شرف یہ سر زمین مکہ مکرمہ کو حاصل ہے مکہ کے معانی میں ایک

معنی ناف زمین کا بھی ہے جیسے ناف آدمی کے وسط میں واقع ہے ایسے ہی مکہ مکرمہ زمین کے وسط میں

واقع ہے عربوں کے وسط میں ہو گا۔ [Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari) آئیہ کریمہ سے بھی لیا جاسکتا ہے۔

جعلناکم امتہ وسط التکونو شهداء (1)

ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا ہے تاکہ قوموں کے سامنے خدا کی شہادت اختیار کرو۔

☆ نظام قدرت ہے کہ پتھر دل عرب لوگ جن کے لئے اپنی لخت جگر معصوم بچی کا گلا دبانا اور دفن کرنا معمولی کام تھا دہشت گردی، قتل و غارت، لوٹ مار جن کا محبوب مشغلہ تھا پتھر دل لوگوں کی اصلاح کیلئے سراپاء رحم و کرم محمد رسول اللہ ﷺ کو روانہ فرمایا ورنہ ذہن میں تو یہ بات آتی ہے کسی سخت شخص پر کنٹرول کرنے کیلئے اس

سے زیادہ سخت آدمی کی ضرورت ہے مگر یہاں نظام بالکل برعکس دکھائی دیتا ہے۔

☆ خطہ عرب کے مغرب میں بحیرہ جنوب میں بحر ہند مشرق میں خلیج فارس شمال میں ملک شام نقشہ کے مطابق اس طرز کا محل وقوع بھی اسکی مرکزیت پر دلالت کرتا ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

باب سوم

عرب کا زمانہ جاہلیت اور دین ابراہیمی

عربوں کی مذہبی حالت

☆ ایک طبقہ وجود باری تعالیٰ کا ہی منکر تھا اس کا نظریہ یہ تھا سب کچھ زمانے کی کارستانی ہے قرآن مقدس نے بھی اس گروہ کا ذکر فرمایا ہے

وقالوا ما هم الا حياتنا الذنا نموت ونحیٰ وما هلكنا الا الدهر (1)

انہوں نے کہا یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے اور اور جیتے ہیں اور ہم کو مارتا ہے تو زمانہ مارتا ہے۔ یہ طبقہ دہریہ طبقہ تھا اس طبقہ کے جراثیم آج بھی مغربی ممالک کی بعض درسگاہوں میں شدت سے پھیلے ہوئے ہیں۔

☆ کچھ لوگ خدا کے وجود کے قائل تھے مگر قیامت حشر، نشر، سزا، جزا کے مسئلہ کے حتمی منکر تھے ان کا نظریہ تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں اور پھر وہ زندہ ہوں قرآن مقدس نے اس گروہ کی تردید میں ارشاد فرمایا۔

قل يحيىٰ الذى انشاء اول مرة (2)

آپ انہیں کہہ دیجئے دوبارہ (پوشیدہ ہڈیوں) کو زندہ کریگا جس نے پہلی دفعہ کیا تھا۔ ☆ ایک طبقہ وہ بھی تھا جو جنت، دوزخ، حشر، نشر کا تو قائل تھا مگر حضور ﷺ کی نبوت کا منکر تھا لا یعنی اعتراضات کرتا تھا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا پیتا ہے اور بازار میں چلتا ہے ان کے خیال میں نبی کیلئے فرشتہ ہونا ضروری تھا (3)

☆ اکثر لوگ بت پرستی کے فتنہ میں مبتلا ہو چکے تھے لات، منات، عزی، ود، سواع، یغوث، یعوق کی پرستش کو روحانیت کا بلند معیار سمجھتے تھے۔ (4)

☆ ایک طبقہ یہودیت سے وابستہ تھا۔ حمیر، بنو کنانہ، بنو کعب کندہ یہ قبائل یہودیت میں مگن تھے یہودی نظریات کی درسگاہیں کام کر رہی تھیں امر القیس کا ہم عصر شاعر سمویل سخت یہودی تھا یہ طبقہ

(1) الجاثیہ 24:45

(2) یسٰ 79: 36

(3) الفرقان 25: 7

نصرانیت سے سخت وابستہ تھا چاند اور سورج کے پجاریوں کی تعداد بھی خاصی پائی جاتی تھی جنوں اور فرشتوں کے عابدین کی بھی کمی نہ تھی عرب کے ایک طبقہ پر یہودیت کا رنگ غالب تھا ایک طبقہ مجوسیت میں رنگا چکا تھا۔ زرارہ تمیمی نے اپنی بیٹی سے شادی کر لی تھی اگرچہ بعد میں شرمسار ہوا۔ (1)

☆ اگرچہ پورے عرب پر بے دینی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا چکا تھا مگر پھر بھی شمع فروزاں کی خالص جھلک کہیں نہ کہیں پائی جاتی تھی اور یہ دھندلا سا نشان دکھائی دیتا تھا وانا یینا لوگ اس صورت حال پر انتہائی پریشان تھے کہ یہ کیا صورت حال ہے کہ عقلمند انسان پتھروں کا پجاری بن چکا ہے ابن اسحاق نے لکھا ہے ایک مرتبہ بت کی پرستش پر لوگوں کی بھیڑ میں ورقہ بن نوفل، عبداللہ بن، جحش، عثمان بن حویرث، زید بن عمر بن نفیل شریک تھے انہیں اچانک یہ خیال آ گیا کہ یہ کیا حماقت ہے؟ کیا جہالت ہے؟ کہ پتھر کے سامنے انسان سجدہ ریز ہیں جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے یہ چاروں قریش کے ممتاز افراد تھے ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ الکبریٰ کے چچا زاد بھائی تھے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے عثمان بن حویرث رضی اللہ عنہ عبدالعزیٰ کے پوتے تھے زید رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ (2)

حضرت زید رضی اللہ عنہ تالاش حقیقت میں شام گئے یہود و نصاریٰ کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں مگر مطمئن نہ ہو سکے تو آپ نے اسی پر اکتفا کر لیا کہ دین ابراہیم قبول کرتا ہوں یہی زید ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عربوں میں بچپوں کو زندہ درگور کرنے کی مخالفت کی آپ بچی کے والدین سے اسے لے لیتے اور خود پرورش کرتے ورقہ بن نوفل، عبداللہ بن جحش، عثمان بن حویرث بت پرستی چھوڑ کر

- (1) ابو محمد عبد اللہ بن قتیبہ الدینوری (المتوفی 276ھ)، المعارف، 621/1
شہاب الدین محمد بن احمد بن منصور البشہی، ابوالفتح، (المتوفی 852ھ)، ذکر ادیان العرب فی الجاہلیۃ، ص 329/1
- (2) عبد الملک بن ہشام بن آیوب الحمیری المعارفی، أبو محمد، جمال الدین (المتوفی: 213ھ)، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ص 222/1
أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن أحمد السہیلی (المتوفی: 581ھ)، الروض الأنف فی شرح السیرۃ النبویۃ، ص 379/1
أبو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (المتوفی: 774ھ)، السیرۃ النبویۃ لابن

عیسائیت میں چلے گئے تھے زید بن عمر بن نفیل کے بارہ میں علامہ الفاکہی نے عامر بن ربیع سے ایک روایت کی ہے کہ عامر کی ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے کہا میں نے قوم کا باطل عقیدہ ترک کر دیا ہے اور دین ابراہیمی اختیار کر لیا ہے واقدی نے یہ بھی روایت کی ہے کہ زید بن عمر نے عامر سے کہا اگر تو اسی نبی کا زمانہ پالے تو ان کی بارگاہ میں میرا سلام پہنچا دینا عامر کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں زید بن عمر رضی اللہ عنہ کا سلام پہنچایا اور آپ نے جواب فرمایا اور اس پر رحمت بھیجی ان کے اعلان حق کے چند اشعار بھی ملتے ہیں جن سے ان کی حقیقت پسندی واضح ہوتی ہے۔

عزلت اللات والغری جمیعاً کذاک یفعل الجلد الصبوم (1)

میں نے لات عززی اور دوسرے تمام بتوں کو چھوڑ دیا ہے بہادر صبر کرنے والا ایسے ہی کیا کرتا ہے۔

ولکن اعبد الرحمن ربی لیغفر ذنبی الرب الغفور (1)

مگر میں اپنے رب کی عبادت کروں گا جو رحمن ہے تاکہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے انہیں چیدہ چیدہ افراد میں اسعد ابو کرب الخمری بھی ہیں ان کے متعلق ابن قتیبہ نے لکھا ہے حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ سے عرصہ دراز پہلے انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں لکھا ہے۔

شهدت علی احمد انه رسول من الله النسم (2)

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد ﷺ اللہ تعالیٰ جل مجہد کے رسول ہیں جو روحوں کا خالق ہے امیہ بن صلت بھی انہیں افراد میں تھا جو اس گٹھا ٹوپ اندھیرے میں دین ابراہیمی کی طرف مائل تھا اور حضور ﷺ کی آمد کی خبر دیا کرتا تھا مگر جب حضور ﷺ کی جلوہ گری ہوئی تو حسد کی آگ میں جل گیا۔ الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں علامہ ابن حجر نے اس کے قبول اسلام کا بھی ذکر کیا ہے مگر آخر

(1) محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی 942ھ) سبل الہدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ص 184/2

ابن ہشام، السیرۃ، باب شعر زید فی فراق دین قومہ، ص 256/1

السہیلی، الروض الالف، ص 384/1

ابن کثیر، السیرۃ، 163/1

(2) السہیلی، الروض الالف، 70/1

طائف میں بحالت کفر مرا۔ انہیں افراد میں سے ایک خالد بن سنان بھی تھے یہ بھی دین ابراہیمی کے قائل تھے رب قدوس کی توحید پر یقین رکھتے تھے انکی ایک بیٹی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اس نے حضور سید عالم ﷺ کو سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے سنا تو عرض کی میرا باپ بھی یہی سورہ پڑھا کرتا تھا بعض مورخین نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے زمانہ فترت کا شخص بتایا ہے بعض نے انہیں نبی بتایا ہے جنہیں قوم نے ضائع کر دیا تھا۔ (1)

انہیں افراد میں سے سیف بن قری یزن کا نام نمایاں دکھائی دیتا ہے یہ یمنی تھا اس کے ملک پر حبشیوں نے قبضہ کر لیا تھا کسری کی مدد سے ملک آزاد کرالیا اس عظیم اعزاز ملنے پر اقوام کی طرف مبارک باد یوں کے وفود آنے شروع ہوئے مکہ مکرمہ سے جانے والے وفد میں حضرت عبدالمطلب بھی شامل تھے آپ نے اس کے بارے میں شاندار وضاحت و بلاغت سے گزارشات کیں کہ وہ شدید متاثر ہو کر تعارف چاہتا ہے آپ نے فرمایا ہاشم کا بیٹا عبدالمطلب ہوں اس پر اس نے شاہی مہمان ٹھہرانے کا حکم دیا اور ایک دن تنہائی میں بلا کر کہا عبدالمطلب میں تمہیں ایک راز بتانا چاہتا ہوں کہ تم اس کے اہل ہو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ اللہ آپ کو سلامت رکھے بتائیں اس نے کہا

اذا ولدبتھامہ غلام بین کتفیہ شامتہ کانت لہ الامامہ ولکم بہ
الزعامہ الی یوم القیمتہ (2)

جب تہامہ میں ایسا بچہ پیدا ہو جس کے کندھوں کے درمیان نشان ہو اس کی وجہ سے تمہیں

(1) محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ (المتوفی 751)، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، ص 580/2

محمد بن محمد بن أحمد ابن سید الناس، الیعمری الربعی، أبو الفتح، فتح الدین (المتوفی 734)، عیون الأثر فی فون المغازی و الشمائل و السیر، ص 318/2
ابن کثیر، السیرۃ، 104/1

(2) أحمد بن الحیسین بن علی بن موسیٰ الخسرو جردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی (المتوفی 458)، دلائل النبوة، الرقم 355، ص 397/1

أبو الولید محمد بن عبد اللہ بن أحمد بن محمد بن الولید بن عقبۃ الأزرق الخسائی المکی المعروف بالأزرقی (المتوفی 250)، أخبار مکة و ما جاء فیها من الآثار، الرقم 158، ص 192/1

قیامت تک عزت نصیب رہے گی۔

اور پھر سیف نے کہا عبدالمطلب اس نبی کے ظہور کا وقت قریب بھی ہے ممکن ہے پیدا ہو بھی چکا ہو اس کا نام احمد ہے ان کے والد اور والدہ فوت ہو جائیں گئے دادا اور چچا کفالت کریں گے۔ اس کی وجہ سے بت توڑ دیئے جائیں گے خدا کی عبادت ہوگی شیطان رسوا ہوگا بادشاہ سیف بن یزن نے جناب عبدالمطلب سے مزید کہا عبدالمطلب تم اس کے دادا ہو گے عبدالمطلب نے عجز سے پیش کیا اور ان نشانات کی تصدیق کی ابن یزن نے جناب عبدالمطلب سے کہا اس راز کو مزید افشا نہ کریں مبادا دوسروں کے دلوں میں دشمنی اور حسد کے جذبات بھڑک اٹھیں اور جناب عبدالمطلب کو تاکید کی کہ یہود سے اس عظیم الشان بچے کو محفوظ کریں آخر میں بادشاہ ابن یزن نے مکہ کے قافلہ کو تحائف دیئے اور حضرت عبدالمطلب کو دس گنا زیادہ دیئے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عربوں کی جاہلانہ رسوم

☆ عربوں کی جاہلانہ رسوم پر نظر ڈالی جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ انسانیت کے بلند مقام پر ہو کر بیہودہ عادات کو کیسے اپنالیا مثلاً کسی قبیلہ کے سردار کی موت پر اونٹ کی گردن باندھ کر گڑھے میں ڈال دیا جاتا جب وہ بھوکا پیاسا مر جاتا تو پھر اسے جلا دیا جاتا اور یہ اس لئے کیا جاتا کہ مردہ جب قبر سے اٹھے گا تو اونٹ اس کی سواری ہوگی۔ (1)

☆ ان کی جاہلانہ رسوم میں ایک رسم یہ بھی جاری تھی کہ کسی اونٹ کو خارش پڑ گئی تو دوسرے صحت مند اونٹ کو آگ سے داغ دیا جاتا اور یہ بھی تصور کیا جاتا کہ اب خارش والا اونٹ صحت مند ہو جائے گا ان کی جہالت کی ایک تصویر یہ بھی تھی اگر بارش نہیں ہو رہی اور قحط سالی نے گرفت کر رکھی ہے تو سلع درخت کی ٹہنی کاٹ کر اسے گائے کی دم سے باندھ کر ٹہنی کو آگ لگا کر گائے کو بھگا دیا جاتا کہ اس طرح کرنے سے بادل گھر آئیں گے اور موسلا دھار بارش ہوگی۔ (2)

☆ ان کی جاہلانہ حرکتوں میں ایک یہ بھی تھی اگر کوئی شخص کسی وبا پھیلے علاقہ میں جاتا تو اس شہر یا گاؤں میں پھیل جاتا یا وہاں کے جن سے بچنے کیلئے گاؤں میں داخل ہونے سے پہلے گدھے کی طرح پیٹتا اور پھر داخل ہو جاتا اور یہ یقین رکھتا کہ اب کوئی بیماری یا جن اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ (3)

☆ عربوں کی جاہلانہ رسوم میں ایک یہ بھی تھی کہ کوئی امیر مر جاتا تو اس کی قبر پر اونٹ لا کر اس کی کونچیں کانٹ دیتے اور تڑپتا چھوڑ دیتے اس کے خون سے مردہ کی قبر کو رنگین کر دیتے اور یہ سمجھتے اس میں مردے کی عظمت ہے کہ اس پر قیمتی جانور قربان کر دیا ہے عربوں کی جاہلانہ رسوم سے شیفنگی، توحید و رسالت سے دوری، شرع و غیرت سے بیزاری کے واقعات بتاتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا یہودیت اور پھر عیسائیت دونوں نظریات عربوں کو انسانیت کے دائرے میں نہ لائے اس حقیقت کو ایک عیسائی مورخ میور نے اپنی کتاب لائف آف محمد کے دیباچہ میں تسلیم کیا ہے اس کی اپنی تحریر اس طرح ہے۔ (4)

(1) السہیلی، الروض الافق، 251/1

(2) أبو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکرم بن عبد الواحد الشیبانی الجزری،

عزالدین ابن الأثیر (المتوفی: 630ھ)، أسد الغابۃ، ص 231/1

Click For More Books

(3) ابن کثیر، أسد الغابۃ، ص 231/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عیسائیوں نے عرب کو پانچ سو برس تعلیم و تلقین کی اس پر بھی خال خال عیسائی نظر آتے تھے۔ یعنی بنو حارث بنجران میں بنو حنیف یمامہ اور کچھ نبی طے میں عیسائی تھے عرب کو مذہب کی حیثیت سے دیکھیں تو اس کی سطح پر عیسائیوں کی ضعیف کوششوں کی کچھ خفیف سی موجیں لہراتی نظر آتی تھیں۔ اور یہود کی قوت بھی کبھی بڑی شدت سے طغیانی کرتی نظر آتی تھی لیکن بت پرستی اور بنو اسماعیل کے یہودہ اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ سے آ کر ٹکراتا تھا۔

☆ عربوں نے دین ابراہیمی کا حلیہ بگاڑ رکھا تھا اور اپنی تخیلاتی عبادت کو ترجیح دے رکھی تھی کسی کی موت پر اس کی مدح سرائی پر ہی اکتفا کیا جاتا بیت اللہ شریف کے طواف میں بے حیائی اور بے شرمی سے باز نہ آتے انسانی قتل میں دیت کو مقتول کی حیثیت سے لاگو کیا جاتا غریب قتل ہوا ہے تو سو اونٹ دیتا ہے امیر کے قتل پر ایک ہزار اونٹ ایک دوسرے کو شکست دینے کا ایک اصول یہ بھی اپنا رکھا تھا ایک نے دو اونٹ ذبح کئے تو دوسرے نے چار جس نے دوسرے سے زیادہ اونٹ ذبح کر ڈالے وہ فاتح کہلاتا تھا اس فضول حرکت میں جانوروں کا ضیاع اور فضول خرچی کے علاوہ کچھ نہیں بے غیرتی یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ شوہر اپنی بیوی سے کہتا کہ توں فلاں باہمت بہادر شخص کے پاس جاتا کہ بچہ بھی بہادر پیدا ہو ان کی جاہلانہ رسوم پر بلوغ الادب میں پہلے اور دوسری حصے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے نتیجہ کے طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے۔

کہ عربوں کی جاہلانہ رسوم قبیح حرکات اور تخیلاتی عبادات کے سیلاب کو یہودیت اور نصرانیت کی زوردار تحریکیں روکنے میں ناکام رہیں مگر محبوب کریم ﷺ نے جلوہ گری فرما کر ان کے آگے قیامت تک نہ ٹوٹنے والا بند باندھ دیا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عرب کی مشہور قومیں

عرب مستعربہ

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو حجاز میں آباد ہوئی۔

عرب عاربہ

ان کا اصل وطن یمن تھا پھر عرب میں آباد ہوئیں۔

عرب باندہ

عربوں کے یہ قبائل اسلام کی آمد سے قبل ہی قریباً ختم ہو چکے تھے۔ بنو قحطان اور بنو اسماعیل دونوں قبیلے عرب کے مشہور ترین قبیلے بن چکے تھے۔

بنو قحطان میں قضاعہ، کہلان، آذر شہرت پذیر ہو گئے تھے۔ قبیلہ مضر دو مشہور خاندانوں بنی خندف اور بنی قیس میں پھیلا ہوا تھا عدوان، غطفان، اعصر، سلیم، ہوازن، نے مرکزیت لی قبائل میں ثعلبہ بن عمر، عمران بن عمر، ہفہ بن عمر، لخم و جذام بنو طی کندہ بھی اپنے سیاسی اثر رسوخ سے متعارف رہے عرب علاقوں کی بادشاہتوں میں یمن حیرہ، شام، حجاز سرفہرست دکھائی دیتے ہیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ضرورت اصلاح

عربوں کی پوری دنیا کے تباہ شدہ ماحول کے اصلاح کی ضرورت تھی انسان جو اپنے رب قدوس سے یوں اپنا رشتہ توڑ چکا تھا ضرورت تھی کہ وہ پھر جوڑے دین ابراہیمی کا جو شیرازہ بکھر چکا تھا ضرورت تھی کہ وہ پھر مجتمع ہوا انسانیت جو در بدر ٹھوکریں کھا رہی تھی اور اپنے قیمتی وقار کو چاند سورج اور بتوں کے سامنے رسوا کر رہی تھی ضرورت تھی کہ اسے نیابت و خلافت خداوندی کا وہ مقام ملے جس کیلئے اس کی تخلیق ہوئی تھی موسم نزان کے بعد ضرورت تھی کہ نباتات کی نشوونما حسن و جمال اور خوبی و کمال کیلئے موسم بہار آئے اور یہ سب کچھ نظام قدرت و ضابطہ فطرت کے مطابق ہونا تھا جب زمین پیاسی ہوتی

ہے تو رب قدوس اپنی ربوبیت کا ملہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے پانی برسانے کا اہتمام فرمادیتا ہے جب خاک کا ایک ایک ذرہ تری کیلئے بے تاب ہو جاتا ہے نباتاتی کائنات اپنا حسن و جمال کھو بیٹھتی ہے ٹہنیاں درختوں میں پرند گونسلوں میں انسان اپنے گھروں میں حشرات الارض اپنی بلوں میں پانی کی ایک ایک بوند کو ترس جاتے ہیں تو رب العالمین اپنی محبت اور ربوبیت کے نقاب میں جلوہ گر ہو کر موت کے بعد زندگی کا پیغام پہنچا دیتا ہے اسی عنوان کے تحت قرآن مقدس نے ارشاد فرمایا ہے۔

وینزل من السماء ماء فيحي به الامرض بعد موتها ان في ذالك لايات

لقوم يعقلون (1)

رب قدوس جل مجدہ کی ربوبیت تامہ اور اس کی رحمت عامہ کو بغور دیکھو جب تم امید اور خوف کی نظروں سے آسمان دیکھتے ہو اور تمام زمین پر مرونی چھا جاتی ہے تو وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین پر موت کے بعد زندگی طاری ہو جاتی ہے یقیناً قدرت کے اس انداز ربوبیت میں عقل و فکر والوں کیلئے بڑی ہی نشانیاں رکھی گئی ہیں یہ وہ نظام قدرت ہے جو رب قدوس جل مجدہ نے انسان کے جسم کی غذا کیلئے کر رکھا ہے ایسے ہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ احسن طریقہ سے اس نے انسانی روح کی تربیت کا بھی انتظام کیا ہوا ہے وہ رب قدوس جل مجدہ جو زمین کی بے قراری پر اسے پانی عطا فرماتا ہے جسم کی پریشانی پر اسے غذا دیتا ہے درختوں کے پتے جھڑ جانے پر انہیں موسم بہار سے نواز کر پھر حسین لباس دے دیتا ہے اس کی ربوبیت میری تڑپتی روح کو کیسے نہیں نوازے گی جیسے زمین جسم اور درختوں کی حالت زار پر رب قدوس کو رحم آتا ہے اور انہیں اس کی غذا سے نوازتا ہے ایسے ہی روح کی دنیا جب پریشان ہو جاتی ہے نیکی کی کھیتیاں جب برباد ہو جاتی ہیں۔ عدالت کا باغ جڑ جاتا ہے تو روح انسانیت کو پھر نواز دیا جاتا ہے دنیا بھر کے بگڑے حالات خصوصاً عربوں کے تباہ شدہ معاشرہ کی اصلاح کیلئے ایک مصلح اعظم ہادی برحق کی ضرورت تھی جو انہیں رسوائی و ذلت کے گڑھے سے نکال کر عظمت کے مقام پر بٹھا دے اب یہ سوال اپنی جگہ پر رہ جاتا ہے کہ اس اصلاح کیلئے نبی کی ضرورت کیا تھی کوئی غیر نبی لیڈر یہ کام نہیں کر سکتا تھا تو اس سوال کے جواب میں چند سطور درج ذیل ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ضرورت نبوت

پہلی دلیل

مخلوق کو خالق سے قریب کرنے کیلئے کسی ایسی ذات کی ضرورت تھی جو خالق سے بھی ملتی ہو اور مخلوق سے بھی اور وہ صرف نبی کی ذات ہی ہو سکتی ہے جو اپنے رب قدوس سے بذریعہ وحی یا براہ راست احکام لے اور مخلوق تک پہنچائے اور مخلوق کی درخواستیں رب تک پہنچائے۔ (1)

دوسری دلیل

فطرت کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے محسن حقیقی رب قدوس جل مجدہ کو دیکھے جس نے اس کی تخلیق سے پہلے اس کے لئے کروڑوں نعمتیں پیدا فرمادیں اب یہ زیارت یہ دیکھنا اس کے بس کی بات نہ تھی کہ یہ حادثہ ہے وہ قدیم، یہ مخلوق وہ خالق ضرورت تھی کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی ایسا آئینہ ہو جس سے خدا نظر آئے وہ آئینہ آئینہ نبوت ہے جس کے بارہ میں خود زبان نبوت سے یہ کلمات جاری ہو گئے

من مرانی فقد مرء الحق (2)

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا

اسی عنوان کی طرف قرآن مقدس کا اشارہ بھی واضح طور پر ہے

من يطع الرسول فقد اطاع الله (3)

جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(1) النیسابوری، التفسیر، ص 215/1

الخازن، التفسیر، ص 74/3

(2) البخاری، باب من مرای النبی ﷺ فی المنام، الرقم 6481، ص 352/1

البخاری، باب من مرای النبی ﷺ فی المنام، الرقم 6482، ص 353/1

المسلم، باب قول النبی ﷺ من مرانی۔۔۔ الرقم 4208، ص 362/11

البیہقی، باب من مرای فی منامہ شیخہ، الرقم 2971، ص 88/8
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تیسری دلیل

دین کا تعلق معاملات خلق سے بھی ہے اور برزخ سے بھی ان دونوں کی تکمیل کیلئے ایک ایسی عظیم شخصیت کی ضرورت تھی جس کی نگاہ خلق پر بھی ہو اور برزخ پر بھی اور وہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے جو چلتے خلق میں ہیں اور دیکھتے برزخ کو بھی ہیں۔

چوتھی دلیل

دین کے معاملات کا تعلق حاضر غیب دونوں سے ہے۔ جنت دوزخ قبر، حشر، نشر، کوثر، صراط سب غیب سے ہیں ضروری تھا ایسا راہنما ہو جو بیک وقت حاضر غیب دونوں پر دسترس کا مالک ہو وہ غیر نبی راہنما نہیں بلکہ نبی ہی ہو سکتا ہے۔

پانچویں دلیل

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے انسان کی راہنمائی کیلئے اسے حواس خمسہ سے نوازا ہے کان سنتے ہیں۔ آنکھ دیکھتی ہے، زبان بولتی ہے۔ ہاتھ مس کرتے ہیں ان سے راہنمائی ملتی ہے یہ حواس غلطی بھی کر جاتے ہیں آنکھ دیکھے کچھ اور ہو کچھ، کان سنیں کچھ اور ہو کچھ، زبان غلطی کر جاتی ہے بخار کے بعد زبان پر شہد رکھ دیا جاتا ہے تو کڑوا محسوس ہوتا ہے زبان غلطی کر گئی ان حواس کی غلطیوں کی اصلاح کیسے ہوگی ضرورت تھی کہ عقل پر بھی کسی کی گرفت ہو کہ اس کے سامنے عقل بے بس ہو وہ طاقت جو عقل پر فوقیت رکھتی ہے وہ وحی الہی ہے جس کا محض نبی کی ذات ہے عقل بہت کچھ ہونے کے باوجود وحی الہی کی محتاج ہے جیسے آنکھ اپنی بینائی ہونے کے باوجود خارجی نور کی محتاج ہے باہر کی روشنی نہ ہو تو آنکھ ناکام رہتی ہے۔

چھٹی دلیل

انسان جسم اور روح دونوں کے اکٹھے ہونے سے وجود میں آیا ہے اب جسم اور روح دونوں کے ملک الگ الگ ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ جسم کے تمام تر مسائل کا حل زمین سے ہی وابستہ ہے اور روح چونکہ اس ملک کی شے نہیں وہ عالم بالا کی ہے اس لئے اس کی غذا اس کے مسائل کا تعلق بھی عالم

ساتویں دلیل

تخلیق انسانی کا مقصد خالق کائنات جل مجدہ کی معرفت ہے انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے خدا کو جانے اور پہچانے اور یہ جان پہچان نبی کے واسطہ کے بغیر ممکن نہیں تھی نبوت ہی وہ مقام ہے جو محسوسات اور معقولات سے بالاتر ہے۔

☆ حضور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حضور ﷺ کی آمد سے جو امیدیں وابستہ تھیں وہ محتاج بیان نہیں اسی کے پیش نظر درج ذیل سطور میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ذکر خیر سے اپنی اور اپنے قلم کی سعادت چاہتا ہوں آپ کا لقب جد الانبیاء ہے قرآن مقدس نے سورہ بقرہ شریف میں آپ کے بارے میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے آپ کی ذات والا صفات کی محبوبیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی تمام مشاہیر اقوام نے انہیں اپنا راہ نما مانا ہے اور ہر ایک نے اپنے کو انہیں سے وابستہ کیا ہے یہود و نصاریٰ نے اپنا کہا قرآن مقدس نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کی

ماکان ابراہیم یهودیا ولا نصرانیا ولكن كان حنيفاً مسلماً (1)

”ابراہیم علیہ السلام یہودی عیسائی نہ تھے بلکہ مسلم (تابع فرمان) سیدھی راہ پر چلنے والے تھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے چند معاملات میں آزمایا تو وہ انتہائی کامیاب رہے اور ان ارشادات کو پورا کر دکھایا جس کے بدلے میں انہیں انسانیت کا امام بنایا گیا سورہ بقرہ شریف آیہ نمبر ۱۲۳ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذات پر ہندوؤں نے بھی دعویٰ کر رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کی برہمن قوم کو برہمن اس لئے کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں مگر یہ دعویٰ سراسر غلط ہے، تورات میں آپ کا نام ابرام، ابراہام یا ابراہیم ملتا ہے تورات میں آپ کی عمر شریف پونے دو سو سال لکھی گئی ہے بابل شہر میں آپ کی ولادت ہوئی آجکل عراق کے نام سے مشہور ہے تورات نے آپ کی جائے ولادت کا نام اور بتایا ہے دراز عرصہ تک اس شہر کا نام و نشان غائب رہا ۱۹۲۲ میں برطانیہ، امریکہ کے ماہرین نے سات سال تک کھدائی کر کے اس شہر کا نقشہ نکال لیا ہے۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

آزمائشیں

پہلی آزمائش

آپ اپنی زندگی میں کئی آزمائشوں میں گھرے اور بالآخر کامیاب اور سرخرو ہوئے ان میں سے ایک یہ تھی آپ بت پرست قوم میں گھرے ہوئے تھے یہ لوگ چاند سورج کے پجاری تھے رب قدوس کی وحدانیت کے قائل نہیں تھے آپ نے زبردست حکیمانہ دلائل سے گمراہ قوم کا مقابلہ کیا چاندو سورج کو دیکھ کر استغفہا میہ رنگ میں فرمایا یہ میرا رب ہے

فلما اقل قال لاحب الاقلین (1)

جب غروب ہو گیا تو فرمایا میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اس آزمائش میں بھی کامیابی سے نوازا۔

دوسری آزمائش

نمرودی سلطنت کا مقابلہ تھا نمرودی بادشاہت کی اپوزیشن جماعت تنہا ابراہیم علیہ السلام ہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام تنہا ہو کر جماعت ہیں نمرود کا ظلم و ستم معمولی نہ تھا اس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا اسے کوئی اپنا مخالف گوارہ نہ تھا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا انتخاب آپ کی جرات، ہمت اور خدا داد صلاحیتوں کی نشاندہی کر رہا ہے آپ نے پوری قوت کے ساتھ نمرودی جال کو توڑ دیا اور اس طرح نعرہ حق بلند کیا

قال يقوم انی بری مما تشترکون (2)

فرمایا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو

تیسری آزمائش

نمرود سے براہ راست ٹکرتھی اس جابر نے رعایا کے معاشی معاملات پر کنٹرول کر رکھا تھا جو اس کی خدائی کا اعتراف کر کے بھیک مانگتا اسے غلہ مل جاتا لوگوں کی یہ مجبوری بھی سیدنا ابراہیم علیہ

السلام نے دیکھی عمرو کی سرکشی کا قریب سے جائزہ بھی لیا۔ ایک دن براہ راست عمرو سے گفتگو ہو گئی اس مناظرہ کا ذکر قرآن مقدس نے فرمایا ہے۔

سوال۔ تیرا رب کون ہے؟ عمرو نے پوچھا۔

جواب۔ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے (ابراہیم علیہ السلام)

عمرو نے کہا یہ میری صفت ہے جسے چاہتا ہوں زندہ چھوڑتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں مارتا ہوں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا خدا سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کرا آپ کے اس ارشاد پر کافر مبہوت ہو گیا۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بت خانہ کی بربادی

چوتھی آزمائش

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کیلئے ایک اور اہم آزمائشی مرحلہ آیا آپ ہمیشہ اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح کفار کے بت خانہ کی بربادی کا موقع مل جائے چنانچہ ایک مرتبہ عمرو کی قوم کسی اپنے قومی تہوار منانے کیلئے باہر گئی اور بتوں سے بھرا بت خانہ تنہا چھوڑ گئی، توحید الہی کے علم بردار سیدنا ابراہیم علیہ السلام بغیر کسی خوف و خطر کے بت خانہ کے اندر چلے گئے آپ کے ہاتھ میں ایک کلہاڑا تھا بتوں کا ستیاناس کر دیا کسی کی ٹانگ توڑ دی، کسی کی ناک کاٹ دی، کسی کا بازو کاٹا، کسی کا سر پھاڑا آخر میں یہ کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا اور باہر تشریف لے گئے تہوار سے واپسی پر جب قوم نے بت خانہ کی حالت دیکھی تو برہم ہو گئی پورے شہر میں خبر فوراً پھیل گئی سیدنا خلیل علیہ السلام کی عادات مبارکہ سے سبھی واقف تھے سبھی جانتے تھے سبھی نے کہا کہ اس وقت توحید الہی کا علمبردار ابراہیم علیہ السلام کے بغیر کوئی نہیں قوم نے بہت جلد فیصلہ کر لیا کہ یہ جراتمند اقدام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا قرآن مقدس نے سورہ الانبیاء میں آیت نمبر ۴۰ سے ۶۵ تک اس عظیم کارنامہ کا ذکر فرمایا ہے

من فعل هذا بالهتسنا انه من الظالمين (2)

ہمارے بتوں کے ساتھ یہ کس نے کیا وہ بہت بڑا ظالم ہے کہنے لگے ہم نے ایک جوان کے بارے میں سنا ہے وہ ان کا ذکر کرتا رہتا ہے اس کا نام ابراہیم ہے۔ عوام کا یہ فیصلہ کہ یہ کام ابراہیم نے کیا ہے جب یہ پوری رپورٹ نمرود کو ملی تو اس نے حکم جاری کر دیا کہ اسے گرفتار کر کے پیش کیا جائے جنانچہ آپکو نمرود کے سامنے پیش کیا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کہ اے ابراہیم ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ ناروا سلوک تو نے کیا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ کچھ سوچو کہ یہ جرم تو تیرے بڑے بت سے معلوم ہو رہا ہے مجھے قرار دے رہے ہو یہ صورت حال اس سے پوچھو اگر وہ بتا سکتا ہے تو بتائے آپ نے مزید فرمایا کہ یہ کام تو ان کے بڑے نے کیا ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک اشکال اور اس کا جواب

☆ اس واقعہ سے بعض کوتاہ بین سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر الزام لگا دیتے ہیں کہ بتوں کو توڑا تو خود بے مکر نام بڑے بت کا لے رہے ہیں یہ جھوٹ ہے (معاذ اللہ)

☆ پہلا جواب یہ ہے کہ قرآن مقدس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سچے ہونے پر نص فرمائی ہے۔
انہ کان صدیقاً نبیاً (1)

بے شک وہ سچے تھے وہ نبی تھے اب انہیں جھوٹا کہنا نص کا انکار ہے جو کفر ہے۔
☆ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ نے جواباً فرمایا بل فعلہ جب قوم نے یہ کہا یہ تو نے کیا ہے تو فرمایا کہ

بل فعلہ (2)

ہاں اسی نے کیا ہے جسے تم سمجھ رہے ہو۔

تیسرا جواب یہ ہے

هذا فاسئلو هم ان كانوا يطقون (3)

(1) مریم 19: 41

Click For More Books

(2) الانبیاء 21: 63

(3) الانبیاء 21: 63
<https://archive.org/details/@zohaibhanna>

ان کا بڑا یہ ہے ان سے پوچھا گریہ بول سکتے ہیں تو آپ نے اس انداز سے دشمنوں پر وار کیا کہ گم سم رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے پائے بالاخر انہیں مجبوراً یہ کہنا پڑا

لقد علمت ما هولاء يقطعون (1)

تو جانتا ہے یہ بول نہیں سکتے۔

☆ چوتھا جواب یہ ہے کہ آپ نے جواباً فرمایا کہ یہ کام پورے انسانوں کے بڑے نے کیا ہے اور اس دور میں پورے انسانوں میں سب سے بڑے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں تو جھوٹ کیسے ہو گیا؟

☆ پانچواں جواب یہ ہے یہ جواب غلط بیانی نہیں بلکہ تو یہ ہے تو یہ اسے کہتے ہیں کہ کہنے والے کا مفہوم کچھ ہوسنے والے کچھ اور سمجھ لیں ایسی صورت حال جھوٹ نہیں کہلاتی جیسے ہجرت کے موقعہ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھی کون ہیں تو آپ نے حضور ﷺ کا نام پاک نہ لیا کہ راز کھل جانے کا اندیشہ تھا پوچھنے والے کو جواب دیا

هو مرجل يهدي الطريق (2)

وہ آدمی مجھے سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔ سوال کرنے والا سمجھا کوئی پہاڑی راستہ بتانے والا ہے۔ صدیق اکبر نے مراد لی کہ میرے حقیقی راہنما ہیں۔ مزید اطمینان کیلئے اسی مقام پر تفسیر کبیر کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا یہی تو یہ کا انداز آپ نے اس وقت فرمایا جب حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا یہ تیرے ساتھ کون ہے تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میری بہن ہے آپ کی مراد دینی بہن تھی لوگوں نے اسے نسبی سمجھا۔ (3)

(1) الانبياء 21: 65

(2) أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، الرقم 18، ص 299/12

أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستى العيسى (المتوفى 235هـ)، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، الرقم 18، ص 460/8

البخارى، الجامع الصحيح، هجرة النبي ﷺ، واصحابه، الرقم 3621، ص 299/12

البيهقى، دلائل النبوة، الرقم 781، ص 398/2

Click For More Books

(3) الطبري، التفسير، ص 84/21
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہی انداز تو یہ آپ نے اس وقت بھی اختیار فرمایا جب قوم تہوار پر جشن منانے جانے لگی تو آپ سے بھی ساتھ جانے کو کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

انی سقیم (1)

میں بیمار ہوں لوگوں نے سمجھا کہ یہ جسمانی بیمار ہے آپ کی مراد یہ بت پرستی کا رنج و غم اور پریشانی تھی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

انتقامی کاروائی

پانچویں آزمائش

بت پرستوں کی لاجوابی اور گم سم ہوجانے کے بعد نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کیلئے فیصلہ کر لیا عموماً ہوتا یہی ہے کہ کوئی مار کھا جائے جواب سے عاجز ہو جائے شرم کے مارے سر اٹھانے کی ہمت نہ رہے تو تشدد پر اتر آتا ہے جیسے یہ ہوا کہ ابراہیم مجرم بڑا ہے اس کی سزا بھی بڑی ہونی چاہیے تو تجویز یہ ہوئی کہ آگ جلا دی جائے جب وہ خوب بھڑک جائے تو ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا جائے چنانچہ کئی دنوں تک لوگوں نے ایندھن اکٹھا کیا سرکاری مشینری کام کرتی رہی جب آگ کے شعلے خوب بھڑک اٹھے آگ کی گرمی سے پرندے بھی دور رہنے لگے اب مسئلہ پیدا ہو گیا اس آگ میں ابراہیم علیہ السلام کو ڈالاکس طرح جائے چنانچہ ایک گویا تیار کیا گیا آپ کو جیل سے باہر لا کر اس منہجی میں بٹھایا گیا کہ آگ میں پھینکا جاسکے تو کائنات میں تہلکہ برپا ہو گیا کہ اس وقت توحید کے علمبردار تو تنہا ابراہیم علیہ السلام ہی تھے کائنات روئی الہی اگر تیرا بندہ ابراہیم ہی چل بسا تو تیرے پاک نام کا چرچا کون کریگا تو حید کی صدائیں کیسے بلند ہوگی فرشتے حیرت زدہ ہیں کائنات دم بخود ہے فرشتوں کو حکم دے دیا گیا کہ میرے بندے کی مدد کرو فرشتوں نے اپنے تعاون کی پیشکش کی تو جواب فرمایا کہ میرے لئے مجھے میرا خدا کافی ہے جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں پیارے خلیل میرے لئے کوئی خدمت فرمایا تیری امداد کی ضرورت نہیں جبریل عرض کرتے ہیں کہ اپنے اس مسئلہ میں اپنے رب قدوس سے دعا تو کر لیں فرمایا۔

حسبی من سوالی علمہ بحالی (1)

میرے حال کو وہ بہتر جانتا ہے سوال کی کیا ضرورت ہے چنانچہ جوں ہی آپ کو دہکتے انگاروں میں پھینکا گیا تو آگ کے شعلوں دہکتے انگاروں کو حکم دے دیا گیا خبردار ابراہیم کو نقصان نہ پہنچے اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام کو بچق کے ذریعہ آگ میں ڈالا گیا تو وہاں پر ٹھنڈک تھی گرمی کا نام و نشان بھی نہ تھا گویا وہاں آگ کے انگارے نہیں تھے پھولوں کے کھارے تھے چاہیے تھا کہ نمرود یہ معجزہ دیکھ ایمان لے آتا مگر ہٹ دھرم بن گیا مزید اذیتوں کا اہتمام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایک حقیر چمھر کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

-
- (1) أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671هـ)، الجامع لأحكام القرآن -- تفسير القرطبي، ص 303/1
محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى: 510هـ)
معالم التنزيل في تفسير القرآن -- تفسير البغوي، ص 327/5
جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ)، زاد المسير في علم التفسير، ص 348/4
الرازي، التفسير، 322/1
أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقدي (المتوفى: 373هـ)، بحر العلوم، ص 130/3
جلال الدين محمد بن أحمد المحلي (المتوفى: 864هـ) و جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي (المتوفى: 911هـ)، تفسير جلالين، ص 50/6
إسبَاعِيل حَقِي بن مصطفى الاستانبولي الحنفى الخلوتى، المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127هـ)، روح البيان، ص 467/4
أبو العباس أحمد بن محمد بن المهدي بن عبيدة الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب (المتوفى: 1224هـ)، البحر المحيى في تفسير القرآن، ص 82/4
- Click For More Books
<https://archive.org/details/zohairhasanatan>

رضا کی عظمت

☆ قرآن مقدس کے ارشاد گرامی رضی اللہ عنہم ورضو عنہ سے مقام رضا کی عظمت ظاہر ہو رہی ہے قدرت کے فیصلوں پر دل سے راضی ہونے والوں کی عظمت ومرضو اعنہ سے نمایاں ہو رہی ہے اسی مسئلہ پر مزید غور کیلئے۔

☆ قرآن مقدس کا ارشاد ہے

ومساكن طيبته في جنات عدن ومرضوان من الله اكبر (1)

ارشاد ہوتا ہے ایمان داروں کیلئے عجا غات میں صاف ستھرے مکانات ہیں۔ اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہاں پر جنت اور عمدہ باغات کے انعامات کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا کو اس سے بھی بڑا انعام قرار دیا گیا۔

☆ حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایمانداروں کے لئے تجلی فرمائے گا اور فرمائے گا مجھ سے مانگو کیا چاہتے ہو تو ایماندار عرض کریں گے تیری رضا چاہتے ہیں۔ (2)

اس سے معلوم ہوا کہ جنت کی نعمتوں سے بڑھ کر نعمت اللہ تعالیٰ کی رضا ہے یہاں ایمانداروں کو جنت بھی ملتی ہے تجلی ذات سے زیارت بھی نصیب ہوتی ہے مگر عرض ہے کہ تیری زیارت کی نعمت کو دوام دینے کی تمنا کر رہے ہیں۔

ارشاد خداوندی ولیدینا مزید کے تحت بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین تحائف دیئے جائیں گے پہلا تحفہ زیارت رب قدوس ہے دوسرا تحفہ رب قدوس کی طرف سے سلام تیسرا عظیم تحفہ یہ ہوگا کہ میں تم سے راضی ہوں۔ یہ پہلے دونوں تحائف سے بڑا ہوگا جیسے ارشاد خداوندی ومرضوان من الله اکبر سے واضح ہے۔ (3)

(1) التوبہ 72:9

(2) أبو عبد الله عبيد الله بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بأبن بطة العکبری (المتوفى: 387هـ)، الابانة الكبرى لا بن بطة، الرقم 2473، ص 80/6

المصنف، ابن ابی شیبہ، الرقم 58/2، 10

(3) الخاؤون، التفسير، ص 154/4
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

☆ امام غزالی علیہ الرحمہ نے رضا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے ایک موقع پر صحابہ سے پوچھا تم کیا ہو صحابہ نے عرض کیا حضور ﷺ ہم ایماندار ہیں آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے عرض کی حضور ﷺ ہم مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، خوشحالی کے وقت شکر کرتے ہیں اور قضا کے موقعوں پر قدرت کے فیصلوں پر راضی رہتے ہیں حضور ﷺ نے جواب فرمایا رب کعبہ کی قسم تم ایماندار ہو۔ (1)

اسی مقام پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔

من مرضی من اللہ تعالیٰ بالیسیر من الرزق مرضی اللہ تعالیٰ منه بالیسیر

من العمل (2)

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہو گیا۔
☆ ایک دوسری حدیث پاک میں رضا کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو اسے آزماتا ہے جب وہ صبر کر لیتا ہے تو اس کا انتخاب کر لیتا ہے اگر وہ راضی ہو جاتا ہے تو پسندیدہ محبوب بنا لیتا ہے امام غزالی علیہ الرحمہ نے اسی مقام رضا کے عنوان کے تحت ایک اور حدیث نقل کی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک گروہ کو اس طرح سرفرازی بخشے گا کہ وہ اڑ کر جنت میں چلے جائیں گے فرشتے ان سے پوچھیں گے تم حساب دے چکے ہو وہ کہیں گے ہمارا حساب نہیں ہوا فرشتے پوچھیں گے تم پل صراط سے گزر چکے وہ کہیں گے معلوم نہیں پھر فرشتے پوچھیں تم کس نبی کی امت ہو وہ کہیں گے ہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت سے ہیں فرشتے پوچھیں گے سچ بتاؤ دنیا میں کام کیا کرتے تھے وہ لوگ کہیں گے خدا کی نافرمانی سے بچتے تھے اور قدرت کے فیصلے پر راضی رہتے تھے فرشتے کہیں گے ہاں یہی عمل ہے جو تمہیں سب سے پہلے جنت میں لے آیا۔ (3)
☆ اسی عنوان کی تائید میں امام غزالی علیہ الرحمہ نے بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر ہمیں کوئی ایسا کام بتائیں جس کے کرنے سے وہ ہم سے راضی رہے جناب کلیم علیہ السلام نے بارگاہ قدس سے یہی سوال کیا جواب ملا موسیٰ اسرائیل سے کہہ دے وہ مجھ سے راضی رہا کریں تاکہ میں راضی رہوں۔ (4)

(1) أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسي (المتوفى: 505هـ)، إحياء علوم الدين، 3/463

(2) البيهقي، شعب الايمان، باب من مرضى من الله ---، الرقم 4409، ص 108/10

(3) إحياء علوم الدين، 3/463
Click For More Books
<https://archive.org/details/463/3/zoharhasanah>

☆ ایک موقع پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ قدس جل مجدہ میں عرض کی مجھے کوئی ایسا ارشاد حکم فرما جس میں تیری رضا ہوتا کہ میں اس حکم کو بجالا کر تیری رضا حاصل کرتا رہوں بارگاہ قدس جل مجدہ سے حکم ملا موسیٰ میری رضا اس میں ہے کہ تو میرے فیصلوں پر راضی رہ بس اسی میں میری رضا ہے۔ (1)

☆ امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے اسی عنوان کے تحت بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ذکر کیا ہے کہ اس نے عرصہ تک عبادت کی اسے خواب میں بتایا گیا فلاں عورت جو بکریاں چراتی ہے وہ جنت میں تیری ساتھی ہوگی صبح عابد نے اس عورت کا پیہ معلوم کیا اس کے گھر گئے کہ دیکھیں اس کا کون سا صالح عمل ہے جس کی بنا پر جنت میں میری ساتھی ہوگی چنانچہ اس خاتون کے گھر گئے کئی دن مہمان رہے یہ عابد صاحب تمام رات نوافل میں گزارتے وہ معمول کے مطابق سونے میں یہ دن کو روزہ رکھتے وہ ایسا نہ کرتی ایک دن عابد نے اس سے پوچھا تیرا عمل صالح کوئی اور بھی ہے اس نے کہا یہی ہے جو تو نے دیکھا ہے البتہ ایک چھوٹی سے عادت میری یہ ہے اگر میں سختی میں ہوں تو نرمی کی خواہش کبھی نہیں ہوتی، بیمار ہوں تو شفا کی تمنا کبھی نہیں ہوتی، دھوپ میں رہوں تو سایہ کی خواہش کبھی نہیں ہوتی ڈر لگتا ہے کہ کہیں رب تعالیٰ یہ نہ فرمادے کہ سختی، بیماری، دھوپ بھی تو میری ہی طرف سے ہیں اس طرح اس کی رضا کے خلاف ہو جائے ڈرتی ہوں عابد سمجھ گیا اس کی عظیم ترین نیکی یہی ہے خدا کے فیصلوں پر راضی رہتی ہے۔ (2)

☆ حضرت سفیان ثوری نے حضرت رابعہ بصری کے سامنے کہا اے اللہ تو ہم پر راضی ہو جا حضرت رابعہ بصری نے فرمایا کہ خدا کا خوف کرو تم خود اس کے فیصلوں پر راضی نہیں ہوتے اور اس سے رضا کی استدعا کرتے ہو پھر جعفر بن سلیمان ضعی نے حضرت رابعہ سے پوچھا کہ بندہ کب اس مرحلہ پر پہنچتا ہے کہ وہ خدا کے فیصلوں پر راضی کہلائے فرمایا جب مصیبت پراتنا خوش ہو جتنا نعمت پر خوش ہوتا ہے حضرت فضیل فرمایا کرتے تھے جب بندے کے نزدیک رب کا اسے دینا نہ دینا برابر ہو جائے تو وہ اس سے راضی ہو گیا۔ (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

محبت رضا کا زینہ ہے

قدرت کی طرف سے آمدہ مسائل و معاملات برضا و رغبت برداشت کرنے کا ایک ہی بہترین ذریعہ ہے کہ محبت خداوندی کا اصول پیدا ہو جائے شیخ شبلی علیہ الرحمہ کے ہاں ایک جماعت حاضر ہوئی اور ان سے محبت کا دعویٰ کیا تو آپ نے ان کے اس دعویٰ پر انہیں پتھر مارے جب وہ بھاگ گئے تو فرمایا کہ تم واقعی مجھ سے محبت کرتے تھے تو میری طرف سے دی گئی اتنی تکلیف پر کیوں بھاگ گئے پھر شبلی علیہ الرحمہ نے فرمایا اہل محبت نے الفت کا جام پیا تو ان پر یہ وسیع زمین تنگ ہو گئی وہ اس کی عظمت میں سرگرداں اور اس کی قدرت میں حیران ہیں۔

انہوں نے محبت کا جام پیا اور اس کی الفت کے سمندر میں ڈوب گئے سنا ہے جب اونٹ مست ہو جاتا ہے تو چالیس دن تک کچھ نہیں کھاتا بھاری بوجھ بھی ڈال دیا جائے تو بخوشی اٹھالیتا ہے جب اپنے محبوب کی یاد میں بھاری بوجھ اٹھالیتا ہے تو کیا تم نے بھی کبھی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے اپنی ناجائز خواہشات کو چھوڑا ہے۔

☆ امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو شخص چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

- 1- جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر نیکی نہیں کرتا۔
- 2- جو شخص حضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر علماء اور صلحا کو دوست نہیں رکھتا۔
- 3- جو جہنم سے ڈرنے کا دعویٰ کرتا ہے مگر گناہ نہیں چھوڑتا۔
- 4- جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر تکالیف کی شکایت کرتا ہے جیسا کہ حضرت رابعہ فرماتی ہیں۔

تعصى الله وانت تطهر حبه هز العمرى فى القياس بدیع

لو كان حبك صامراً لا طعته ان المحب لمن يحب مطيع (1)

تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ بظاہر تو محبت خداوندی کا دعویدار ہے مجھے زندگی کی قسم یہ

Click For More Books

انوکھی بات ہے اگر تیری محبت سچی تھی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیوں کہ محبت جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔

☆ بشر حافی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہیں ایران کے مشہور جزیرہ عبادان سے گزرنے کا اتفاق ہوا وہاں ایک کوڑھی، زخمی، مرگی زدہ آدمی کو دیکھا چیونٹیاں اس پر چڑی ہوئی تھیں۔ بے حس پڑا تھا انہیں رحم آیا چیونٹیاں ہٹائیں علاج معالجہ کیا جب وہ تندرست ہوا اور آنکھیں کھولیں تو حضرت بشر سے فرمایا کہ میں قیامت کو تیرے خلاف مقدمہ دائر کروں گا تو کون اجنبی آدمی ہے۔ جو میرے اور میرے رب کے درمیان دخل دے رہا ہے۔ (1)

اگر میرا رب میرا ایک ایک جوڑ بھی کاٹ دے گا تب بھی میں اس سے محبت کروں گا بشر فرماتے ہیں میں نے معذرت کی کہ مجھے پتہ نہ تھا تو رضا کے اس مقام پر فائز ہے مقام رضا پر ہوتے دعا سے بے نیازی ہو جاتی ہے جیسے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

حسبی من سوا لی علمہ بحالی (2)

میدان کر بلا میں سیدنا امام حسین علیہ السلام نے بھی اسی حال میں دعا نہیں فرمائی اگر دعا ہو جاتی تو یقیناً نظام بدل جاتا فرات کا پانی خیموں میں چلا آنا کوئی دشوار نہ ہوتا مگر آج امام عالی مقام کو رضا کے تحت پر بٹھا کر متعارف کرانا تھا اور آنے والی نسلوں کو سبق سکھانا تھا کہ قدرت کے فیصلوں پر راضی رہنا ایمان کامل کی نشانی ہے۔

چھٹی آزمائش

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ہجرت فرمانا ہے جب آپ بابل والوں کے ایمان نہ لانے سے مایوس ہو گئے تو آپ نے یہ علاقہ چھوڑ دینے کا فیصلہ فرمایا وہاں سے ہجرت کر کے اپنے چچا ہاران کے

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، باب بیان حقیقۃ الرضا و تصویرہ، ص 439/3

(2) السمرقندی التفسیر، ص 130/3

المحلی و السیوطی، تفسیر جلالین، ص 50/6

حق، مروح البیان، ص 467/4

ہاں مقام حران میں پہنچ گئے ہار ان نے آپ کی سعادت مندی کو دیکھتے ہی اپنی بیٹی سارا کا نکاح ان سے کر دیا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ سے حضرت سارہ حضرت لوط علیہ السلام متاثر ہو گئے ہارون چچا کو یہ بات ناگوار گزری تو لوط علیہ السلام اور اپنی بیٹی و داماد (ابراہیم السلام کو گھر سے نکال دیا سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ سے معاہدہ کیا تم میری فرمانبردار رہنا۔ میں تیری بات مانوں گا یہ تینوں حضرات حران سے مصر چلے گئے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حضرت سارہ کی کرامت

مصر کا بادشاہ ظالم تھا عزتیں لوٹا اسکا مشغلہ تھا جو عورت اسے پسند آ جاتی اس کے شوہر کو قتل کروا دیتا اور قبضہ کر لیتا جب یہ مختصر سا قافلہ مصر پہنچا تو مخبروں نے بتایا کہ ملک میں ایک حسینہ خاتون آئی ہے بادشاہ نے گرفتاری کا حکم دے دیا سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس ظالم کے اس ضابطہ سے واقف تھے آپ نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ کسی سے یہ نہ کہنا کہ ابراہیم میرے شوہر ہیں بلکہ کہنا کہ میرے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے ظلم سے محفوظ رکھے گا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی بیوی کو بہن بتانا دینی بہن ہے نہ کہ نسبی بہن اخوة کا اطلاق تمام مرد عورت پر ہوتا ہے۔ (2)

لہذا سب ایمان دار آپس میں بھائی بھائی ہیں آپکا حضرت سارا کو بہن فرمانا تو یہ ہے جیسے گزشتہ صفحات میں بحث گزر چکی ہے ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں حدیث کذبات ٹلشہ پر مفصل گفتگو ہماری کتاب فیوضات میں عصمت انبیاء کے عنوان سے دیکھیں۔

اسی دوران جب سپاہی سیدہ سارہ کو ظالم کے پاس لے گئے حضرت ابراہیم اس صورت حال سے پریشان ہوئے اور نماز شروع کر دی ظالم نے چاہا کہ حضرت سارہ کی بے ادبی کرے حضرت سارہ نے فرمایا کچھ وقت دے کہ غسل کر کے کچھ عبادت کر لوں اجازت مل جانے پر آپ نے نماز شروع

(1) جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی: 597ھ)،

المنتظم فی تاریخ الأسم و الملوك، ص باب هلاك قوم لوط، ص 56/1

المطهر بن طاهر المقدسی (المتوفی: 355ھ)، البلد و التاریخ، باب قصص اصہم و اخباہم

ص 140/1

کردی دیر ہو جانے پر ظالم آگے بڑھا کہ بحالت نماز زیادتی کرے اس برے ارادہ کرنے کے ساتھ ہی ظالم کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے بے ہوش ہو کر گر پڑا سانس پھول گئی منہ سے جھاگ بہنے لگی حضرت سارہ نے دعا کی اے اللہ اگر یہ مر گیا تو مجھ پر قتل کا الزام عائد کر دیا جائے گا بس یہ عرض کرنا تھا کہ اسے ہوش آگئی پھر وہی برا ارادہ کیا پھر وہی کچھ ہوا پھر ارادہ کیا پھر وہی کچھ پھر کہنے لگا یہ انسان نہیں کوئی جن ہے۔ ظالم نے انکی خدمت کے لئے حضرت ہاجرہ کو ساتھ دیا۔ چنانچہ حضرت سارہ حضرت ہاجرہ کو لے کر سیدنا ابراہیم کے پاس آگئی آپ اس وقت نماز میں ہی مصروف تھے حضرت سارہ سے پوچھا خیر ہے آپ نے عرض کی خیر ہے اللہ تعالیٰ نے ظالم سے محفوظ رکھا اور ظالم کو ذلیل کیا اور مجھے خادمہ دی جس کا نام ہاجرہ ہے سیدنا ابراہیم بہت خوش ہوئے اور چاروں مسافر سیدنا ابراہیم، سیدنا لوط، حضرت ہاجرہ، حضرت سارہ وہاں سے فلسطین آگئے اہل فلسطین نے انکا خیر مقدم کیا ان کے قدم میمنت سے ان کے کاروبار میں قدرت نے برکت دی سیدنا خلیل علیہ السلام نے وہاں مسافر خانے بنوائے لنگر جاری کیے سیدنا لوط علیہ السلام کو تبلیغ دین کے لئے روم روانہ فرمایا ایک دن حضرت سارہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار انعامات سے نوازا ہے مگر اولاد سے محروم ہیں آپ حضرت ہاجرہ سے نکاح کر لیں کیا بعید اللہ تعالیٰ ان کے لطن سے بچہ عطا فرمادے آپ نے نکاح فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا سیدہ ہاجرہ سے حضرت اسماعیل السلام پیدا ہوئے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماعیل سے بے پناہ محبت فرماتیں حضرت ہاجرہ صرف دودھ پلاتیں سیدنا خلیل علیہ السلام احتیاط فرماتے تھے کہیں سارہ ہاجرہ کے ہاں بچے کا ہونا محسوس نہ کر لیں ایک دن تنہائی میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل سے پیار فرما رہے تھے کہ حضرت سارہ آگئیں اور اس قدر غیرت غالب آئی کہ ابراہیم علیہ السلام سے کہا ہاجرہ کو اس بچے کو میرے گھر سے نکال دو۔ آپ نے کوشش کی کہ معاملہ ختم ہو جائے مگر ایسا نہ ہو سکا ادھر آپ کے سامنے حران والا معاملہ بھی تھا جس کے آپ پابند تھے اتنے میں خلیل علیہ السلام پر وحی نازل ہوگئی کہ سارہ کی بات مانو اس میں راز ہے بڑوں کی لڑائی میں بھی راز ہوتا ہے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون أبو زید، ولی الدین الحضرمی الشیبلی (المتوفی: 808ھ)، دیوان المبتدأ والخبر فی التأریخ العرب و البربر و من عاصرهم من ذوی الشأن الأكبر، ص 350/1

أبو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکرم بن عبد الواحد الشیبانی الجزیری، عز الدین ابن الأثیر (المتوفی: 630ھ)، الکامل فی التأریخ، ص 34/1

عبد الرحمن بن محمد بن خلدون أبو زید، ولی الدین الحضرمی الشیبلی (المتوفی: 808ھ) <https://archive.org/details/@zonahabasanatari>

ابراہیم پہلی بار حرم کعبہ میں

☆ آٹھویں آزمائش یہ تھی کہ ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کے درمیان حراں میں طے پائے جانے والے معاملہ کے پیش نظر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور خانہ کعبہ کی جگہ پر پہنچ گئے بارگاہ قدس سے حکم ملا ان دونوں کو ہماری سپرد کر جاو۔

یہاں صرف ایک ہی درخت تھا باقی سارا جنگل نہ سایہ ہے نہ پانی آپ کچھ کجھوریں روٹی کے چند ٹکڑے، پانی کا ایک مشکیزہ حضرت ہاجرہ کے حوالے کر کے لوٹ پڑے حضرت ہاجرہ نے عرض کی اے ابراہیم آپ مجھے کہاں چھوڑے جارہے ہیں نہ مکان ہے نہ سامان ہے آب و گیاہ جنگل اور کیا ہمارے ساتھ ایسا کرنے کا حکم آپ کو رب العالمین کی طرف سے ہے خلیل علیہ السلام نے سر ہلا کر فرمایا ہاں تب سیدہ ہاجرہ نے کہا اب مجھے کوئی فکر نہیں میرا رب مجھے ضائع نہیں کریگا پھر کچھ نہیں کہا آپ نے پیارے بیٹے اسماعیل السلام کو گود میں لیا اور بیٹھ گئیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کچھ دور جا کر پہاڑ کی آڑ میں رکے اور عرض کی اے اللہ میں نے اپنے اہل و عیال کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ دیا ہے دعا کے بعد آپ واپس فلسطین چلے گئے جب تک کجھور اور پانی رہا حضرت ہاجرہ اطمینان سے رہیں بیٹے کو دودھ پلاتیں رہیں مگر پانی ختم ہونے پر پیار نے ستیا لحت جگر نے رونا شروع کیا نور نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں کہ کہیں پانی نظر آئے مگر نہ ملا مردہ پر گئیں مگر پانی نہ ملا نگاہ فرزند ارجمند پر رہتی راستہ کے کچھ حصہ میں سیدہ ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کے درمیان آڑ ہو گئی آپ دوڑ کر گئیں اس آڑ کے نکل جانے پر آہستہ ہو گئیں صفا مردہ کی سعی انہیں کی یادگار ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے خلیل کی اہلیہ کی یہ ادا پسند آئی حج میں لازم قرار دیدی سیدہ ہاجرہ نے یکا یک ایک عجیب آواز سنی اور بیٹے کی طرف دوڑ پڑیں دیکھا سیدنا اسماعیل علیہ السلام رو رہے ہیں ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے ہیں جس سے ایک ٹھنڈا میٹھا چشمہ جاری ہے آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اس کے گرد مٹی بنا کر فرمانے لگیں زم زم پانی میٹھا ہے بعض نے کہا ماء زم پانی بہت کافی ہے بعض نے کہا بنا بناتے فرما رہی تھیں زم زم ٹھہر جا ٹھہر جا بعض نے کہ زم زم ہمہ گن گنا کر بولنے کو کہتے ہیں خوش ہو گئے تھیں اس لئے نام مشہور زم زم ہو گیا

Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اب آپ اطمینان سے رہنے لگیں اور یوں آبادی مکہ کا سبب بنیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

چشمہ زمزم پر جہم کی آمد

قبیلہ جہم یمن کا باسی تھا یمن میں قحط سالی ہو گئی تالاش معاش کیلئے یہ قبیلہ یمن سے نکلا اور مقام کدی میں مقیم ہوا دیکھا کچھ فاصلے پر پرندے اڑ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے یہاں پانی ہوگا کہ پہلے کبھی پرندے اڑتے دکھائی نہیں دیتے تھے تحقیق کیلئے پہلے ایک نمائندہ بھیجا جو وہاں گیا اور دیکھا کہ ایک چشمہ ہے جس کے پاس ایک خاتون ایک معصوم بچے کو لیے بیٹھتی ہے اس کی اطلاع پر قبیلے کے سارے لوگ حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچے اور درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو وہ بھی یہاں ڈیرہ لگالیں حضرت ہاجرہ بھی تنہائی سے پریشان رہتی تھیں اجازت دیدی کہ رہ سکتے ہیں پانی استعمال کر سکتے ہیں مگر حق صرف ہمارا ہی ہوگا اس قبیلے نے یہ شرط منظور کر لی اور رہائش پزیر ہو گئے اپنے دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی بلالیا یہاں پر بھی خاصی بستی آباد ہو گئی سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ جہم سے زبان عربی سیکھی نہایت، ذکی، قابل، ہونہار جوان ہوئے قبیلہ جہم کے سردار نے اپنی بیٹی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نکاح میں دے دیا حضرت ہاجرہ کی وفات پر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۱۴ سال ہو گئی تھی اسی دوران اللہ کا فضل ہوا حضرت سارہ کے لطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جن کا نام حضرت اسحاق رکھا گیا حضرت سارہ اپنے بیٹے کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئیں اس عرصہ میں کچھ جوش غیرت بھی کم ہو گیا تب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا اگر محسوس نہ کرو تو اسماعیل علیہ السلام دیکھ آؤں حضرت سارہ نے کہا آپ چلے جائیں اپنے بیٹے سے ملاقات کر لیں مگر شرط یہ ہے کہ آپ زمین پر قدم نہ رکھیں اور بہت دیر نہ ٹھہریں۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

- (1) أبو الفداء عماد الدین اسماعیل بن علی بن محمود بن محمد ابن عمر بن شہنشاہ بن یوب، المملک الممؤید، صاحب حیمة (المتوفی: 732ھ)، المختصر فی أخیام البشر، باب العرب المستعربة، ص 67/1
- ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، باب ذکر عمارۃ البیت الحرام بمکة، ص 34/1
- ابن الجوزی، المنتظم، باب ومن الحوادث، ص 50/1
- ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، باب ذکر عمارۃ البیت الحرام بمکة، ص 34/1
- (2) <https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کی اجازت چاہی اجازت ملنے پر جب آپ تیسری مرتبہ مکہ تشریف آئے اسماعیل علیہ السلام کے گھر گئے آپ کے بارہ میں پوچھا گھر سے پتہ چلا آپ شکار پر ہیں نئی بہو نے دیکھتے ہی بسم اللہ پڑھی اور اندر آنے کی درخواست کی اور قیام کی خواہش کی عرض کی بابا جی آپ کے سر میں گرد و غبار ہے آپ سفر سے آئے ہیں اجازت فرمائیں تو سر دھو دوں آپ نے فرمایا مجھے سواری سے اترنے کی اجازت نہیں اس جواب پر آپ کی بہو ایک پتھر لے آئیں اور سواری کے رکاب کے پاس رکھ کر عرض کی یہاں قدم رکھ دیں آپ اپنے وعدہ پر بھی قائم رہ سکیں گے اور مجھے خدمت کا موقعہ بھی مل جائے گا سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی بہو کی دانشمندی سے بہت متاثر ہوئے بہو نے غسل کر دیا نیاز مندی کا مظاہرہ کیا آپ نے اپنی بہو سے گھر کے حالات پوچھے انہوں نے کہا زندگی بہت اچھی گزر رہی ہے قدرت نے ہمیں کسی کا محتاج نہیں کیا میرے شوہر شکار لے آتے ہیں کھاتے ہیں زم زم پی لیتے ہیں آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ تمہارے گوشت اور پانی میں برکت دے آپ نے فرمایا اپنے شوہر سے ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام بھی دے دینا کہ تمہاری چوکھٹ اچھی ہے اسے غنیمت جانو محفوظ رکھو۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام شام واپس آئے اہلیہ نے سارا ماجرا سنایا آپ نے فرمایا وہ میرے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے جو تیرے بارے میں حکم دے گئے ہیں کہ تجھ سے حسن سلوک کروں تیرا ساتھ دوں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) احمد بن اسحاق (أبي يعقوب) بن جعفر بن وهب بن واضح اليعقوبي (المتوفى: 292هـ)،

التأريخ، باب اسحق بن ابراهيم، ص 9/1

الطبري، تأريخ الرسل والملو، باب ذكر اصحابنا البيت، ص 99/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خلیل علیہ السلام تیسری بار حرم مکہ میں

اس سے قبل حرم مکہ شریف میں دو مرتبہ حاضری تو ہوئی مگر لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہو سکی محبت پدری نے پھر جوش مارا حضرت سارہ سے فرمایا میں اسماعیل کو ملنے جانا چاہتا ہوں پہلی دونوں مرتبہ ملاقات نہیں ہو سکی حضرت سارہ نے غیر مشروط اجازت دے دی آپ نے پھر فلسطین سے حرم مکہ کا رخ کیا۔ سیدنا ابراہیم مکہ شریف پہنچے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو دیکھا زم زم کے پاس ایک درخت کے نیچے تیروں کو درست فرما رہے تھے اس قدر طویل فراق کے بعد باپ بیٹے کی ملاقات کا انداز کچھ عجیب و غریب ہی ہوگا باپ بیٹے نے ایک دوسرے کو پہچانا فرزند بے اختیار اٹھے باپ نے گلے لگا لیا ماتھا چوما اس قدر روئے کہ پرندے بھی ہوا میں رونے لگے اور وہاں کچھ قیام فرمایا ایک دن فرمایا اسماعیل رب قدوس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ خانہ کعبہ کی تعمیر کروں تم میری مدد کرو آپ نے عرض کی بسر و چشم حاضر ہوں ابراہیم علیہ السلام نے پہلی ذیقعد کو تعمیر شروع کی اسی ماہ کی ۲۵ تاریخ کو ختم فرمادی پھر آٹھویں ذی الحجہ کو خواب میں فرزند ذبح کرنے کا حکم ملا دسویں ذی الحجہ کو ذبیحہ کا واقعہ پیش آیا۔ (1)

☆ ذبح اسماعیل علیہ السلام کا حکم یہ نوین آزمائش تھی جس میں آپ زبردست کامیابی سے ہمکنار ہوئے جب ابراہیم علیہ السلام نے سعادت مند بیٹے سے خواب سنائی تو آپ نے جھٹ گردن عجز سے جھکا دی اور عرض کی ابا جان جس شے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے کر گزریئے آپ مجھے صابروں میں پائیں گے انشاء اللہ چنانچہ والد گرامی نے بیٹے کے حوصلہ افزا جواب پر خوشی محسوس کی اور بیٹے کو جنگل کی طرف لے گئے اور پیشانی کے بل لٹایا اور گلے پر تیز دھار چھری چلا دی ندا آئی بس ابراہیم رک جائیے آپ نے خواب سچی کر دکھائی ہم اس طرح محسنوں کو بدلہ دیتے ہیں الصافات ۱۰۴ اتو حکم خداوندی ”مائتومر“ کے اشارے سے پتہ چلا نبی کی خواب بھی وحی ہوتی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کے وقت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۱۳ برس نہیں

(1) عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم، أبو القاسم الراغبی القزوی (المتوفی 623)،

بلکہ زیادہ تھی (واللہ اعلم) ۱۲۰ سال کی عمر میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا وصال ہوا۔ والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں حطیم کعبہ میں دفن ہوئے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار نے کعبہ کی تولیت سنبھالی خدمت کعبہ کا اعزاز سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں رہا۔ زمانہ گزر جانے کے بعد بنو جرہم مکہ مکرمہ پر قابض ہو گئے اور بنو اسماعیل مکہ سے نکل کر قرب و جوار میں مقیم ہو گئے۔ اور بنو جرہم کے مظالم سے لوگ تنگ آ گئے تو ان کے خلاف تحریک چلی اور بنو جرہم کو مکہ سے نکال دیا گیا۔ یہ لوگ مکہ مکرمہ کو چھوڑتے ہوئے چاہ زمزم کو بردار گئے۔ تبرکات ضائع کر دیے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابراہیم علیہ السلام کا شجرہ نسب

آپ تارخ ابن ناخور کے بیٹے ہیں ابو الفیضان لقب ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروع بن رعو بن عایر بن شالح بن زرفھار بن سام بن نوح (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم ، أبو القاسم الراغبی القزوی (المتوفی 623)،

التدوین فی أخبار قزوین ، ص 99/1

ابراہیم علیہ السلام کے خصائص

- ☆ سب سے پہلے آپ ہی نے اپنی اولاد کا ختنہ کیا۔
 - ☆ سب سے پہلے آپ ہی کے بال سفید ہوئے۔
 - ☆ آپ ہی نے ناخن کٹوائے اور زری ناف بال دور کئے۔
 - ☆ سب سے پہلے آپ ہی نے سلا ہوا پاجامہ پہنا۔
 - ☆ سب سے پہلے آپ ہی نے خضاب استعمال فرمایا۔
 - ☆ سب سے پہلے آپ ہی نے منبر پر خطبہ پڑھا۔
 - ☆ سب سے پہلے آپ ہی نے عصا لیا۔
 - ☆ سب سے پہلے آپ ہی نے پراٹھے پکوائے۔
 - ☆ آپ نے ہی سب سے پہلے معافہ کیا۔
 - ☆ آپ ہی اپنے بعد انبیاء کے باپ ہیں۔
 - ☆ ہر آسمانی دین نے آپ ہی کی اطاعت کی۔
 - ☆ حج کے ارکان آپ ہی کی یاد ہیں۔
 - ☆ آپ ہی معمار کعبہ ہیں۔
 - ☆ آپ ہی کے قدموں سے لگنے والا پتھر مقام ابراہیم کہلاتا ہے۔
 - ☆ قیامت میں آپ ہی کو امتیازی لباس فاخرہ پہنایا جائے۔
 - ☆ مسلمانوں کے فوت شدہ بچوں کی آپ اور حضرت سارہ پرورش کرتے ہیں۔ (1)
- و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابراہیم علیہ السلام سلامتی کے مظہر تھے

اگرچہ انبیاء علیہم السلام میں تمام صفات کمال اپنے بلند مقام کے ساتھ موجود ہوتی ہیں تاہم ہر نبی کے کمالات کا ایک مخصوص انداز نمایاں دکھائی دیتا ہے کسی کی نبوت سطوت و شوکت کی قابیں

Click For More Books

مزین دکھائی دیتی ہے کسی کی فقر و فاقہ کی کملی میں نمایاں نظر آتی ہے۔ کسی میں جاہ جلال کا ظہور ہوتا ہے تو کسی میں محبوبیت و جمال کا کسی نے خلوت و علیحدگی کی صورتوں میں اعلان حق کیا تو کسی نے جلوتوں اور تعلقات کی بنا پر انسانیت کو پروان چڑھایا انبیاء علیہم السلام میں تمام کمالات کی جامعیت کے باوجود کوئی صفت غالب نظر آتی ہے جو اس نبی کیلئے امتیازی نشان بنی رہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور انکی آل میں امتیازی صفت شان قدسیت و سلامیت نمایاں دکھائی دیتی ہے آپ کی زندگی کے حالات و معجزات پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے ان کی ہر شان میں رب قدوس جل مجدہ کی صفت قدوس و سلام ظہور کر رہی ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں تقدس سلامتی کا یہ عالم ہے باطن تو ہر عیب نقص معصیت سے پاک ہے ظاہر سے بھی کوئی آفت ذات اقدس تک آنا چاہتی ہے تو پاس نہیں بھٹک سکتی یا پاس آتی ہے تو باقی نہیں رہ سکتی اگر باقی رہ جاتی ہے تو ہزاروں خیرات و برکات کا پیش خیمہ بن جاتی ہے جس سے ذات اقدس آفت سے محفوظ رہتی ہے بلکہ خود ذات والا صفات کی خیر اسے مغلوب کر دیتی ہے جیسے گذشتہ صفحات میں ہے آزمائشوں کی تفصیل سے واضح ہے کہ آپ اور آپ کی آل مصائب میں کامیاب رہے۔

- 1- نمرود کی آگ میں ڈالے جاتے ہیں تو آگ گلزار ہو جاتی ہے آپ محفوظ رہے ہیں۔
- 2- بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ملتا ہے تو تعمیل ہوتی ہے تو فوراً چھری کند کر دی جاتی ہے اور اسماعیل علیہ السلام بچ جاتے ہیں۔
- 3- مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ آبادی میں بیوی اور بچے کو تنہا چھوڑ جانے کا حکم ملتا ہے تعمیل ہوتی ہے۔ جنگل میں ہزاروں مصائب مشکلات میں سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام محفوظ رہتے ہیں۔
- 4- سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تشنہ لبی اور شدت کی پیاس ان کی ہلاکت کا باعث نہیں بنتی بلکہ انسانیت کو نرم و ملاقی ہے۔

- 5- جنگل میں بے سرو سامان اور بے خانماں ہونا ہلاکت کا باعث نہیں بلکہ تعمیر کعبہ کا سبب بن جاتا ہے۔
- غرضیکہ آفات و بلیات مصائب ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کے گرد ہجوم کر کے آتی ہیں مگر شان سلامتی کا ظہور ہے کہ ناکام رہتی ہیں بلکہ وہی مشکلات انعام در انعام کا سبب بن جاتی ہیں۔

صوتی کمال

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے کمالات میں سے ایک کمال آپ کی آواز پاک بھی ہے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد رب قدوس جل مجدہ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا اعلان کرنا تیرا کام ہے اور لوگوں تک پہنچانا میرے ذمہ ہے۔ چنانچہ آپ نے پتھر پر کھڑے ہو کر حج کرنے کا اعلان کیا تو یہ آواز کہاں تک پہنچی

فأسمع من في أصلاب الرجال وامرأء النساء (1)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو تمام انسانوں تک پہنچا دیا حتیٰ کہ جو ابھی مردوں کی پشتوں میں اور عورتوں کے رحموں میں تھے۔ انہوں نے بھی اس اعلان کو سنا اور جس نے لبیک کہا وہ حج کی سعادت حاصل کرے گا۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

حریت حاجرہ رضی اللہ عنہا

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عظمت آپ قدوسیت و سلامیت کے بعد آپ کی ذات والا صفات پر مختلف اعتراضات اور ان کے جوابات کے بعد ضروری محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کی رفیقہ حیات حضور سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر وارد کئے جانے والے اعتراضات کا بھی جائزہ لیا جائے۔ عیسائیت کی طرف سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام لونڈی کے لطن سے پیدا ہوئے یہ اعتراض اس لئے کیا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پر حضرت اسحاق علیہ السلام کی عظمت برتری ثابت کی جائے۔ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ حضرت سارہ جو ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھیں اور آزاد تھیں یہ اعتراض محض حضور علیہ السلام کے تعصب کی بنا پر ہے اور کچھ حقیقت یہ ہے کہ سیدہ ہاجرہ کنیز نہ تھیں بلکہ قبیلہ قوم کے بادشاہ کی بیٹی تھیں علامہ سہیلی نے اپنی سیرت کی کتاب الروض الانف میں علامہ طبری کے حوالہ سے ایک بات لکھی ہے۔ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کے مصر کے محاصرہ کے موقع پر ایک خطاب فرمایا۔ اے مصریو ہمارے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رسول کی زبان سے نکل چکا ہے مصر فتح ہوگا اور تم مصریوں سے اچھا سلوک کرنا کہ ہمارا اہل مصر سے نسب کا رشتہ بھی ہے اور سسرال کا بھی اہل مصر نے کہا بے شک اس نسب کو اللہ کا نبی ہی یاد رکھ سکتا ہے۔ اور اس کا حق کا ادا کر سکتا ہے کیونکہ یہ رشتہ نسب بہت دور کا ہے۔ تمہاری ماں ہمارے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کی ملکہ تھی۔ پس عین شمس کے باشندوں نے ہمارے ساتھ جنگ کی اور ہمیں مغلوب کر لیا ہمارے بادشاہ کو قتل کر دیا اور اس کی ملکہ کو اٹھا کر لے گئے۔ اس طرح ہاجرہ تمہارے باپ ابراہیم تک پہنچی۔ (1)

(ب) اصلی تورات پر ایشہ نمبر ۶ یثوق نمبر ۳ سے صاف ظاہر ہے۔

حضرت ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی تھیں نہ کہ لونڈی کیونکہ حضرت ہاجرہ کی نسبت بھی وہ لفظ آیا ہے جو حضرت سارہ کی نسبت تھا (ایشیا) جس کا معنی بیوی کا ہے۔

(ج) عبرانی صحیفہ پریشدت ۱۶ ج ۱ میں ہے ہاجرہ کی نسبت لفظ (شفعہ) موجود ہے۔

عبرانی لغت میں شفعہ کا معنی خاندانی شخص کے ہیں۔

(د) تفسیر ہارون صفحہ ۴ ج ۳ آپ کی دوسری بیوی ہاجرہ حرم کہلائی بہترین خادمہ تھیں۔ (2)

(ر) یہودیوں کے زبردست مفسر توریت ابی شلومو کتاب پیدائش کی تفسیر میں لکھتے ہیں

بث بوعہ ہایشا کثرا نسیم شعثہ سارہ مرتاب شتہابی شفعہ بیت

مرہ ولو کبیرہ بیت اخیر (3)

وہ شہزادی تھی جب بادشاہ نے سارہ کی کرامت دیکھی تو بولا میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ رہنا دوسرے گھروں میں ملکہ ہونے سے بہتر ہے۔

(س) عبرانی زبان میں غلام لونڈی کے لئے مختلف الفاظ ہیں جو غلام یا لونڈی جنگ سے بطور غنیمت ملے اسے شیبت حرب کہتے ہیں۔ جو لونڈی رقم سے خریدی جائے اسے مقتت کسف کہتے ہیں۔ جو بچے غلام یا لونڈی سے پیدا ہوں یلید یا بیث کہا جاتا ہے۔

عبرانی تورات میں حضرت ہاجرہ کو حضرت سارہ نے امتی کہا ہے جس کا معنی لونڈی ہے۔ پچھلی سطور میں گزر گیا ہے کہ مصری بادشاہ نے حضرت سارہ کی کرامت دیکھ کر کہا تھا میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ

ہونا دوسری جگہ ملکہ ہونے سے بہتر تو یہاں امتی کا معنی خادمہ ہوگا نہ کہ لونڈی پھر یہ بات بھی سمجھ آتی ہے اگر کسی موقعہ ایک سوتن دوسری کو طنزیہ لفظ کہہ دے تو وہ علمی دلیل نہیں ہو سکتی۔

(ش) حضرت یعقوب علیہ السلام کی ماموں زاد لڑکیاں لیاہ اور راحل بیویاں ہیں ایک موقعہ پر یہ دونوں اپنی لونڈی ہونے کا ذکر کرتی ہیں حالانکہ لونڈیاں نہیں عبارت یوں ہے۔ ٹھہریں اس نے تو ہمیں۔ بیچ ڈالا اور ہمارا مال بھی کھا گیا۔ (1)

ان کے فرزند موسیٰ اور ہارون ہیں پھر مسیح علیہ السلام کا شجرہ نسب ماں کی طرف سے ملتا ہے انہیں کیا کہا جائیگا۔ (معاذ اللہ) اس وضاحت کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ سیدہ ہاجرہ کو لونڈی کے تحارت آمیز الفاظ سے یاد کرے۔

(ص) پھر کسی بڑے کی تعظیم کے لئے بھی اپنے آپ کو اس کا غلام کہنا مروج ہے اور اس طرح کہنے سے وہ حقیقی غلام نہیں ہو جاتا تو رات کی عبارت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

یعقوب نے اپنے بھائی عیص کو کہلا بھیجا کہ یہ تھے تیرے غلام یعقوب نے بھیجے ہیں اور تیرا غلام یعقوب خود بھی پیچھے آ رہا ہے۔ (2)

پیدائش کی اس عبارت سے کوئی عیسائی یہودی یعقوب علیہ السلام کو عیص کا غلام نہیں سمجھتا سیدہ ہاجرہ کا خادمہ ہونا اسی میں ہے۔ سیدہ ہاجرہ کے والد کے بارہ میں یہ الفاظ ملتے ہیں

وكان ابو هاجر من ملوك القبط (3)

کہ سیدہ ہاجرہ کا باپ قبطی بادشاہوں میں تھا۔ ابن ہشام نے کتاب التيجان میں ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اسی مضمون کو لکھا ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

(1) پیدائش 14: 31، 15

(2) پیدائش 18: 32

(3) قسط لانی ص 4/4
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کے نام کے سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے آپ کے والد گرامی کا نام تاریخ تھا۔ اور چچا کا نام آزر چونکہ والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش چچا آزر کے ہاں ہوئی اسی باعث انہیں کے بیٹے مشہور ہوئے ۸۰ فیصد علماء محققین کی یہی رائے ہے چونکہ آزر بت تراش بھی تھا اور بت پرست بھی آگر آزر کو والد مانا جائے تو یہ نظریہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے صریح خلاف ہے۔

پہلی دلیل

آپ فرماتے ہیں۔

لم ازل انقل من اصلاّب الطّاهرین الی ارحام الطّاهرات (1)

میں شروع سے آخر تک طیب و طاہر پشتوں سے طیب و طاہر خواتین کے رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا ہوں۔ یہ روایت علامہ آلوسی بغدادی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں آیہ مبارکہ،

اذقال ابراہیم لایبہ آذر (2)

کے تحت نقل کی ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

دوسری دلیل

مجھے ۱۹۵۰ کا اپنا ایک واقعہ یاد ہے یہ زمانہ میری طالب علمی کا تھا اپنے دادا استاد حضرت مولانا

بوالبرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث انجمن حزب الاحتاب لاہور کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ یہی سوال میں نے عرض کیا قرآن مقدس فرماتا ہے۔

اذقال ابراہیم لایبہ آذر (3)

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 256/1

الزمرقانی، الشرح، ص 327/1

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(2) الانعام 74:06

ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا نص تو صاف بتا رہی ہے کہ آپ کے باپ آذر تھے پھر اختلاف کا ہے۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ باپ کے ساتھ آذر نام کی ضرورت کیوں پیش آئی اتنا ہی کافی تھا۔ ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا کبھی کسی نے ایسا نہیں کہا کہ اس کے باپ بشیر نے کہا اس کے باپ نذیر نے کہا معلوم ہوتا ہے ابراہیم کے حقیقی باپ تاریخ تھے اور تربیت و پرورش کے لحاظ سے باپ آذر مشہور ہوئے۔ اسی لئے آیہ کریمہ میں نام آذر کی وضاحت کر دی یہی وضاحت اس امر کی دلیل ہے۔ حقیقی باپ دوسرے ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تیسری دلیل

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ شریف مکمل ہو جانے پر یہ دعا مانگی

ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب (1)

اے رب مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین اور مسلمانوں کو بھی بخش دے

اگر آپ کے والدین کافر ہوتے تو انکی مغفرت کی دعا نہ کی جاتی کہ کافر کیلئے مغفرت کی دعا سے منع کر دیا گیا ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

چوتھی دلیل

نعت کی مشہور کتاب قاموس میں ہے کہ آذر حضرت ابراہیم کے چچا کا نام ہے مسالک الحفا

میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

پانچویں دلیل

قرآن مقدس نے لفظ اب کا اطلاق چچا پر کیا ہے چچا کو باپ کہنا قریباً قریباً سبھی جگہ معمول

ہے ہے بالخصوص عربوں میں تو خاصہ مشہور تھا قرآن مقدس میں ارشاد ہے۔

نعبد الهك والہ ابائلك ابراهيم و اسماعيل و اسحاق الهأ واحد (1)

اس آیہ مبارکہ میں حضرت اسماعیل کو حضرت یعقوب کے آباء میں ہونے کا ذکر کیا گیا ہے باوجود اس کے کہ آپ چچا ہیں۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

چھٹی دلیل

عربوں کے اس محاورہ پر کہ چچا کو باپ کہا جاتا ہے ایک حدیث شریف میں دلیل ہے حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کے بارہ میں فرمایا۔

مراد و اعلیٰ ابی (2)

میرے باپ کو واپس لاؤ یہاں سے مراد حضرت عباس ہیں۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ساتویں دلیل

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر - تفسیر مظہری میں اس مقام پر فرماتے ہیں۔

انما كان آزر عمالہ و كان اسم اب ابراهيم تأمرخ آزر (3)

ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا اور آپ کے والد کا نام تاریخ تھا۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

آٹھویں دلیل

مکہ مکرمہ سے ایک تجارتی قافلہ جناب ابوسفیان کی قیادت میں روم پہنچا اور اس قافلہ کی خبر قیصر روم کو دی گئی تو قیصر روم نے تمام ارکان قافلہ کو اپنے دربار میں بلایا اور رومی عربی ترجمان بھی بلائے اور کہا تم میں سے جو اس نبی کے خاندان سے زیادہ قریب ہے وہ آگے آئے۔ میں نے اس سے چند

سوالات کرنے ہیں چنانچہ حضرت ابوسفیان جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے آگے ہوئے۔ قیصر روم نے جو ابوسفیان سے سوالات کیے ان کی پوری تفصیل بخاری شریف جلد اول کے شروع میں بھی موجود ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے قیصر کے سوالات سے ایک سوال جو میرے اس مضمون سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے۔

کیف نسبہ فیکم؟ (1)

ان کا نسب کیسا ہے؟

صحیح بخاری شریف کے یہ الفاظ ہیں ابوسفیان نے جواب دیا۔ ”ہو فینا ذونسب“

وہ ہم میں بڑے نسب والا ہے حافظ ان حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بزاز کی روایت میں یہ الفاظ زائد بھی ہیں۔

لا یفضل علیہ احدٌ (1)

یعنی حسب و نسب اور خاندانی شرف میں کوئی ان سے بڑھ کر نہیں۔

قیصر روم کے اس سوال اور ابوسفیان کے اس جواب سے حضور ﷺ کے حسب و نسب کا عمدہ ہونا مظہر ہوا، مقدس ہونا واضح طور پر سمجھ آ رہا ہے پھر قیصر نے اپنی زبان سے بھی اعتراف کیا و کذا لک الرسول تبعث فی نساب قومها (1)

پیغمبر ہمیشہ شریف خاندان سے ہی ہوتے ہیں۔ بت پرستی، جہالت، کفر، بدکرداری شرافت کے منافی ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب بدء الوحی، الرقم 6، ص 8/1
البخاری، الجامع الصحیح، باب دعاء النبی ﷺ، الرقم 2723، ص 93/10
البخاری، الجامع الصحیح، باب قول اللہ عزوجل قل یا اهل الكتاب تعالوا، الرقم 4188، ص 22/14

المسلم، الجامع الصحیح، باب کتاب النبی ﷺ، الرقم 3322، ص 235/9
سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى 360)،

نویں دلیل

علامہ آلوسی نے اس ضمن میں ابوالحسن علی الماوردی کی کتاب اعلام النبوت سے یہ عبارت نقل کی ہے۔

كما كان انبياء الله صفوة عباده و خير خلقه استخلصهم

من اكرم العناصر حفظا لنبهم من جرح الخ (1)

نبی اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں سے چنے ہوئے ہوتے ہیں اور اسکی تمام مخلوق سے بہتر ہوتے ہیں انہیں اس نے ایسے عناصر سے چنا ہے جو کریم ہیں اور ایسے رشتوں سے انہیں مضبوط کیا ہے جو نہایت پختہ ہیں تاکہ ان کے نسبت کی ہر اعتراض سے حفاظت کی جاسکے اور ان کے منصب کو ہر عیب سے بچایا جاسکے تاکہ لوگوں کے نفوس ان کے سامنے سر جھکا لیں اور ان کے دل ان کی باتوں کو غور سے سن سکیں اور ان کا حکم سننے میں جلدی کریں اور ان کا حکم ماننے میں کوتاہی نہ کریں۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

دسویں دلیل

حضور ﷺ نے فرمایا

انا سيد ولد آدم ولا فخر (2)

میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اگر خدا نخواستہ کوئی نسبى خامی واقع ہو تو سردار کیسے ہونگے یعنی

کسی نقص کا ہونا سردار ہونے کے منافی ہے۔

(1) الماوردی، اعلام النبوة، ص 200/1

(2) ابن ماجہ، السنن، باب ذکر الشفاعة، الرقم 4298، ص 366/12

ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال الطبرانی (المتوفی 307)، مسند أبی یعلیٰ،

باب انا سیدولا فخر، الرقم 4192، ص 366/12

سلیمان بن احمد بن یوب بن میر اللخیمی الشامی، ابو القاسم الطبرانی (المتوفی 360)، المعجم الاوسط،

باب ماجاء فی التخییر بین الانبیاء، الرقم 2252، ص 128/6

سلیمان بن احمد بن یوب بن میر اللخیمی الشامی، ابو القاسم الطبرانی (المتوفی 360)،

عربوں میں بھی نسب دانی کا خاصہ اہتمام ہوتا تھا۔ انسان تو انسان جانوروں کے نسب بھی یاد رکھے جاتے تھے اور ان پر فخر کیا جاتا تھا۔ نسب میں یہاں تک خیال رکھا جاتا تھا کہ کون آزاد عورت کے لطن سے ہے اور کون لونڈی کے۔ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کس نے رزلیہ کا جیسا کہ حلیمہ بن اکوٹ کے شعر سے واضح ہوتا ہے آپ نے فرمایا آج معلوم ہوگا کس نے آزاد عورت کا دودھ پیا ہے اور کس نے لونڈی کا میں اکوٹ کا بیٹا ہوں۔ دور جاہلیت کے ایک اور شعر سے مزید اس صورت کا پتہ چلتا ہے کہ عربوں میں نسب کے سلسلہ میں کس قدر احساس تھا وہ کہتا ہے۔

لو كنت من مازن لم تستبح ابلى بنو الملقيط من ذهل بن شيباناً (1)
اگر میں قبیلہ مازن سے ہوتا تو ایک ترک سیر سے اٹھائی گئی عورت کے بیٹے جو قبیلہ ذهل بن شیبان سے منسوب ہیں ہرگز میرے اونٹ نہ پکڑ سکتے اس شاعر نے انہیں حقارت کی نظر سے بنو الملقيط سے تعبیر کیا ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

گیارہویں دلیل

اسی عنوان کے تحت ابوالحسن علی المادردی نے اپنی کتاب اعلام النبوة میں بطور فیصلہ لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے آباؤ اجداد میں کوئی شخص بھی رزلیہ نہیں سب آباؤ اجداد شریف عظیم سردار اور قائد ہیں تمام کے تمام عقلاء حکماء سادات تھے۔ جن آباؤ اجداد کے ملت ابراہیمی پر ہونے کے واضح دلائل نہیں ملتے ان کے حالات زندگی ان کے سلیم الفطرۃ ہونے پر واضح دلائل ہیں۔ اسی مقام پر ان کا دوسرا جاندہ فقرہ اس طرح ہے

شرف النسب من شروط النبوة (2)

نسب کا اعلیٰ ہونا نبوت کے شرائط میں ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

بارہویں دلیل

اس ضمن میں سیدنا ابن عباسؓ کا ارشاد موجود ہیں۔

قال رسول الله ﷺ فأهبطني الله الى الارض في صلب آدم و جعلني في
صلب نوح وقذف بي في صلب ابراهيم لم يزل الله يتقلني من الاصلاب
الكريمة الى امرحأم الطيبة حتى اخرجني من بين ابوي لم يلتقيا على
سفاح (1)

حضور ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب امام میں رکھ کر زمین پر اتارا اور مجھے صلب
نوح اور صلب ابراہیم علیہ السلام تک پہنچایا میرا اللہ تعالیٰ مجھے اصلا ب طیب اور ارحام طاہرہ میں منتقل
کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے والدین نے نکالا اور آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک کوئی
زانی نہیں۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

تیرہویں دلیل

سیدنا انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے یہ آ یہ کریمہ تلاوت فرمائی

لقد جاءكم رسول من انفسكم كي بجائ انفسكم پڑھا اور فرمایا

اَنَا اَنْفُسُكُمْ حَسْبًا وَصِهْرًا (2)

میں حسب و نسب اور صہر میں تم سب سے زیادہ نفیس ترین ہوں

(1) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 237/1

عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن الیحصی السبئی، ابو الفضل (المتوفی 544)،
الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، ص 83/1، 167/1

(2) القرطبی، التفسیر، ص 301/8

البعثی، التفسیر، ص 115/4

ابو حیان، البحر المحیط، 253/6

النیسا بوری، التفسیر، ص 224/4

الغازن، تفسیر حق، 373/3

حضرت عباس فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ممبر پر ارشاد فرمایا۔

انما محمد بن عبدالمطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في
خيرهم ثم جعلهم فرتين فجعلني في خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيتاً
فجعلني في خيرهم بيتاً وانا خير كم (1)

میں محمد ﷺ ابن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے بہترین مخلوق
(انسانوں) سے پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کے دو گروہ (عرب و عجم) اور مجھے بہتر گروہ (عرب) میں
رکھا پھر مجھے بہترین قبیلہ قریش میں رکھا۔ پھر قریش کے چند خاندان تو مجھے سب سے اچھے خاندان بنی
ہاشم میں سے کیا میں ذاتی اور خاندانی طور پر سب سے اچھا ہوں۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

ذاتی مشاہدہ یا ۱۴ویں دلیل

حرم مدینہ منورہ میں حاضر تھا خواب میں باب مجیدی میں بہت بڑی بھیڑ دیکھی پوچھا یہ کیا
ہے تو جواب ملا وہ دیکھو مسجد نبوی شریف کی چھت پر روضہ انور کے قریب کھڑے جبریل علیہ السلام نعت
سنارہے ہیں سیدنا جبریلؑ کی زیارت ہوئی۔ اور ان سے یہ شعر سنے۔

آفا کہا گردیدہ ام مہرتباں درزیدہ ام

بسیارخوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

کائنات کو دیکھا لاکھوں حسین دیکھے مگر محبوب تیری تو بات ہی کچھ اور ہے جب تو چیزے دیگری فرماتے
تو گنبد پاک کی طرف اشارہ فرماتے مجمع پر رقت طاری تھی۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

(1) الترمذی، السنن، باب فی فضل النبی ﷺ، الرقم 3541، ص 91/7

احمد، مسند، الرقم 1692، ص 219/4

البیہقی، دلائل النبوة، باب فانا خير کم بیتاً وخیر کم نفساً، الرقم 76، ص 91/1

پندرہویں دلیل

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے

و توکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی السجدين (1)

اس آیت مبارکہ میں سجدہ کرنے والوں میں پھرنے کے کئی معانی ہیں۔

پہلا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ تہجد گزاروں کا جائزہ لیتے کون پڑھتا ہے کون نہیں۔ دوسرا

مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ما یخفی علی س کو عکم و خشوعکم (2)

گویا نمازوں میں اپنی توجہات سے گھوم رہے ہیں۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ محبوب نماز میں تیرے رکوع و

سجود کو خدا دیکھتا ہے۔ چوتھا مفہوم یہ ہے کہ تیرا نور ساجدین کی پیشانیوں میں گھومتا خدا دیکھتا ہے یہی

اہلسنت کا مسلک ہے ساجدین سے مراد مومنین ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الشعراء 26: 217، 218، 219

(2) مآلک بن انس بن مالک بن عامر الاصبیحی المذنبی (المتوفی 179)، موطأ مالک بروایت محمد

بن الحسن اشیبائی، باب العمل فی جامع الصلوٰۃ، الرقم 361، ص 25/2

البخاری، باب عظة الامام الناس فی التمام الصلوٰۃ، الرقم 401، ص 185/2

البخاری، باب الخشوع فی الصلوٰۃ، الرقم 699، ص 183/3

ابن حبان، الصحيح، باب ذکر ما خص الله ---، الرقم 6443، ص 211/26

المسلم، الجامع الصحيح، باب الامر بتحسين الصلوٰۃ، الرقم 643، ص 410/2

احمد، مسند، باب مسند ابی ہریرہ، الرقم 7681، ص 222/16

احمد، مسند، باب مسند ابی ہریرہ، الرقم 8416، ص 458/17

احمد، مسند، باب مسند ابی ہریرہ، الرقم 8522، ص 64/18

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

باب چہارم

حضور اکرم ﷺ کے آباؤ اجداد اور ان کے کارنامے

نسب مقدس کے چند مشاہیر

اپنی اس کتاب (جلوہ جاناں) کو مزید حسن دینے کیلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ حضور ﷺ کے مقدس آباو اجداد میں عدنان تک وہ مشاہیر جن کے بارہ میں کتب تواریخ میں کسی حد تک وضاحت ملتی ہے یہاں درج کر دیئے جائیں۔ جناب عدنان تک اس لئے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضور ﷺ کے نسب شریف کے متعلق بخاری شریف باب مبعث النبی ﷺ میں ذکر فرمایا ہے مگر صرف عدنان تک حافظ عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے حضور ﷺ کے نسب پاک کو صرف عدنان تک واضح کیا ہے۔ مگر اپنی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام تک بیان فرمایا۔ (1)

عدنان تک سلسلہ نسب تمام علم الانساب کے ماہرین نے بیان کیا ہے اور کسی قسم کا اختلاف نہیں اور عدنان کا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا بھی تمام کے نزدیک مسلم ہے۔ (2)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے ہے حضور ﷺ جب نسب شریف کو بیان فرماتے ہیں تو عدنان سے تجاوز نہ فرماتے عدنان تک پہنچ کر رک جاتے علامہ سہیلی فرماتے ہیں امام مالک علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کا اپنے سلسلہ نسب کو حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچانا کیسا ہے تو آپ نے ناپسند فرمایا اور فرمایا

من اخبرہ (3)

کس نے اس کو خبر دی ہے۔

مندرجہ بالا عبارات کے پیش نظر میں نے یہاں عدنان تک مشاہیر گرامی کے ذکر کا فیصلہ کیا ہے کہ قدر وضاحت سے لکھ دیا جائے اس سے آگے سیدنا آدم علیہ السلام تک فقط اسماء گرامی ہی درج کر دیئے جائیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) احمد بن علی بن حجر ابو الفضل العسقلانی اشافعی، فتح الباری شرح صحیح البخاری،

باب مبعث النبی ﷺ، الرقم 3561، ص 168/11

(2) ابن قیم، زاد المعاد، باب وفاة ابيه، ص 70/1

(3) ابن کثیر، السیرۃ، 75/1

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ۵۵۴ھ ۲۴ جنوری کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ دائرۃ المعارف

صفحہ ۲۹۶ ج ۲ خلاق کائنات جل مجدہ نے اپنی پوری کائنات میں جو مقام و مرتبہ حضرت عبداللہ کو دیا ہے آپ کو اس بلند ترین مقام پر بٹھایا جس کی چوٹی دیکھنے کے لئے نظر تو تھک جائے مگر احاطہ نہ کر پائے رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا وہ مقام عظمت یہ ہے سید المرسلین رحمۃ اللعالمین انیس الغریبین حضور سید عالم ﷺ کے والد گرامی ہیں یہی وہ شرف ہے یہی وہ عظمت ہے جس کا جواب نہیں آپ اپنے والد گرامی کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے انہیں یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے بیٹے سید الانبیاء حبیب کبریاء ﷺ نے کائنات کا ٹوٹا ہوا رشتہ رب کائنات سے پھر جوڑ دیا ان کے نور نظر نے کائنات میں وہ نورا زلی کی شمعیں روشن کیں جنکی روشنی میں لاتعداد گمراہ رستہ پر آگئے آپ اپنے دور میں حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے ذبیح کے لقب سے مشہور ہوئے حافظ عسقلانی فرماتے ہیں یہ آپ حضور ﷺ کے والد کا نام ہے جس میں کوئی کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ (1)

یہ نام اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب دو نام ہیں ایک عبداللہ اور دوسرا عبدالرحمان لفظ اللہ اسم اعظم ہے جیسے امام اعظم علیہ الرحمۃ سے منقول ہے جسے اسم اعظم ہست اللہ العظیم اللہ تعالیٰ کے اسم پاک اللہ کے بعد اسم رحمان کا مرتبہ معلوم ہوتا ہے جس کی طرف قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے

قل اودعوا اللہ ادعوا الرحمن (2)

- (1) ابو داود سلیمان بن الأشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (المتوفى 275)، سنن ابی داود، باب فی تقسیسیر الاسما، الرقم 4298، ص 114/13
- الترمذی، السنن، باب ما جاء يستحب من الاسماء، الرقم 2759، ص 46/10
- الترمذی، السنن، باب ما جاء يستحب من الاسماء، الرقم 2760، ص 47/10
- الدارمی، السنن، باب ما جاء يستحب من الاسماء، الرقم 2751، ص 335/8
- ابن ماجه، السنن، باب ما جاء يستحب من الاسماء، الرقم 3718، ص 148/11
- الموصلی، مسند ابو یعلیٰ، باب احب الاسماء الی اللہ تعالیٰ عبد اللہ و عبد الرحمن،

الرقم 2715، ص 325/6

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(2)

کہہ دیجئے اللہ کو پکارو یا رحمان کو لہذا یہ دونام سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

سیدنا امیر معاویہؓ فرماتے ہیں ہم ایک مرتبہ حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے تو وہاں ایک اعرابی حاضر ہوئے اس نے حضور کو ان لفظوں سے خطاب کیا یا ابن الذنبین اے دو ذبیحوں کے بیٹے۔ حضور ﷺ اس کے اس خطاب پر مسکرائے حضرت امیر معاویہ جب اس روایت سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے پوچھا دو ذبیح کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں دوسرے ذبیح حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ ہیں (1)

حضرت عبد اللہ کو ذبیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد جناب عبد المطلب نے اللہ تعالیٰ کے حضور نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ میرے ساتھ کام کریں تو ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں قربان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا منت پوری ہوئی اور دس بیٹے عطا ہوئے ایک دفعہ خانہ کعبہ میں سورہ ہے تھے خواب میں حکم ہو

اوف بهذا رب هذا البيت (2)

اے عبد المطلب وہ نذر پوری کیجئے جو اس گھر کے مالک کیلئے مانی تھی آپ جب خواب سے بیدار ہوئے اور سب بیٹوں کو بلایا خواب کا پورا ماجرا سنایا تو سب نے کہا، آپ وہی سنت پوری کیجئے وافعل ما شئت (3)

اور جو چاہیں کریں آپ نے بچوں کی طرف سے یہ حوصلہ افزا اور نیاز مندانہ جواب ملنے پر قرعہ ڈالا کہ کس بچے کو ذبح کیا جائے۔ قرعہ حضرت عبد اللہ کے نام نکلا یہ سب سے چھوٹے تھے حضرت عبد المطلب کو بڑے محبوب تھے مگر ایفاء نذر کیلئے سب کچھ کر گزرنے کا فیصلہ کر لیا تھا آپ حضرت عبد اللہ کو لے کر قربان گاہ کی طرف گئے اور چھری نکالی تو بہنیں رونے لگیں اور کہا بابا آپ ہمارے بھائی عبد اللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈال لیں اگر قرعہ اونٹوں کے نام پر نکل آئے تو آپ

(1) محمد بن عبد الوہاب بن سیلمان التیمی الجدی (المتوفی 1206)،

مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص 80/1

الصالحی، سبیل الہدی و الرشاد، ص 246/1

Click For More Books

(2) الصالحی، سبیل الہدی، ص 246/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اونٹوں کو ذبح کر دیں اور ہمارے بھائی عبداللہ کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ قرعہ ڈالا گیا تو پھر حضرت عبداللہ کا نام آیا پھر اصرار ہوا پھر دس اونٹ مزید قرعہ ڈالا پھر حضرت عبداللہ کا نام اس طرح مزید قرعہ اندازی ہوئی پھر دسویں مرتبہ سوا اونٹوں اور حضرت عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ ہوا تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا خوشی کے نعرے لگے بہنیں خوش ہوئیں حضرت عبداللہ نے فرمایا سوا اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان تین مرتبہ قرعہ اندازی کرو اگر تینوں مرتبہ اونٹوں کا نام قرعہ نکلا تو مان لوں گا عالم انسانیت کی خوش بختی تھی کہ تینوں مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلا چنانچہ وہ سوا اونٹ ذبح کر دیئے گئے اسی دن سے سے آدمی کی دیت ایک سوا اونٹ قرار دی گئی اور حضور ﷺ نے بھی اسی کو برقرار رکھا طبقات ابن سعد صفحہ ۵۴ ج ۱۱ اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ ذبح کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حسن و جمال

سیدنا عبداللہ اپنے حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھے آپ کو بھی اپنے اس خداداد حسن و جمال کی وجہ سے اپنے زمانہ کی عورتوں سے اسی طرح کی مشکلات پیش آئیں جس طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کو ان کے حسن کے باعث زنان مصر کی مشکلات تھیں آپ جدھر سے گزرتے زیارت کرنے والوں سے بازار بھر جاتے ہر ایک جھلک کا متنی تھا بڑی بڑی حسینوں کی نگاہیں آپ کیلئے فرش راہ بنتیں تھیں آپ کا انتہائی اطمینان اور سکون اور بے نیازی سے گزر جانا عشاق کے لئے ذبح سامانی کا باعث بنتا تھا سیرۃ نبویہ کی عبارت پڑھیں

فلقی عبداللہ فی زمن النساء من العناء مثل مألقي يوسف فی زمنه من

امراته العزيز (2)

حضرت عبداللہ کو بھی اپنے زمانہ کی عورتوں سے انہیں حالات کا سامنا کرنا پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے زمانہ کی خواتین سے پیش آئے تھے۔ اسی کتاب سیرت نبویہ میں اسی مقام پر آپ کے

حسن و جمال کا تذکرہ اس طرح سے ہے

كان يتلانا نوما في قریش و كان اجملهم (1)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں ایک درخشندہ نور تھے حسن میں آپ کا کوئی مثل نہیں تھا جو خواتین انہیں دیکھتی وہ ہوش و حواس کھو بیٹھتی تھیں مگر آپ کبھی التفات نہ فرماتے اور اپنی پارسائی پر ہی زکامی پر ذرا آنکھ نہ آنے دیتے ہزاروں گمراہ کن طریقوں سے آپ کو ورغلانے کی تدابیر کجائیں مگر ہمیشہ اپنے رب قدوس کی حفاظت میں رہے اور ہمیشہ آپ کے چہرہ انور پر شرم و حیا شرافت و نجابت کا حسین جھومر چھایا رہا ایسا کیوں نہ ہوتا کہ سید الانبیاء کے والد ہیں۔ آپ کے خداداد حسن و جمال اور شرافت و نجابت پر ذرا گہری نظر کرنے سے دل کے نہاں خانہ میں یہ بات فوراً کھلنے لگتی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کا گزرا ہوا زمانہ کہیں دوبارہ تو نہیں آ گیا جی میں بار بار آ رہا ہے کہ میں اس مقام پر حضرت عبداللہ کی عفت اور سید یوسف علیہ السلام کی پارسائی کو ذرا تفصیل سے لکھوں مگر ڈر لگتا ہے۔ کہ کہیں نبی اور غیر نبی کے تقابل کا تصور پیدا نہ ہو جائے۔

آپ کی پیشانی سے نور چمکتا تھا اس بنا پر لوگوں نے آپ کا نام مصباح الحرم رکھا ہوا تھا یہود اس نور کو دیکھ کر حسد کرتے بعض اوقات شہید کرنے کی غرض سے کوششیں کرتے مگر ناکام رہتے۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عفت و پارسائی

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جس طرح حسن و جمال میں اپنے دور کے یکتا تھے ایسے عفت و پارسائی طہارت و پاکیزگی میں جواب نہ تھا اسی ضمن میں آپ کی تقریب نکاح کا واقعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے جب آپ کی عمر ۱۸-۲۰ برس کو پہنچی تو آپ کے والد گرامی عبدالمطلب کو اپنے اس چھوٹے مگر سب سے عظیم بیٹے کی شادی کی فکر پیدا ہوئی تو آپ نے اپنے زمانہ کے مشہور خاندان بنو زہرہ کے سردار وہب بن عبد مناف سے رابطہ کیا اور انکی بیٹی حضرت آمنہ کیلئے حضرت عبداللہ کے نکاح کا پیام دیا اور ساتھ ہی جناب عبدالمطلب نے حضرت آمنہ کے چچا وہب کی بیٹی ہالہ کیلئے اپنا پیغام نکاح بھی دیا (3)

(1) الزمرقانی، الشرح، ص 207/1

(2) عبدالحق دہلوی، مدارج النبوة، ص 12/2

(3) محب الدین أحمد بن عبد اللہ الطبری (المتوفی: 694)، ذخائر العقبی ص 258/1

عبدالرحمن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان النصری المشہور بأبی زمرعة الدمشقی الملقب

بشیخ الشباب (المتوفی: 422/3)، تاریخ دمشق (تأریخ دمشق)، ص 422/3

<https://archive.org/details/@zohrabasariattari>

چنانچہ جب جناب عبدالمطلب اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ کو نکاح کیلئے لیکر چلے گویا یہ جشن بارات تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس بارات کا گزر راستہ میں ایک یہودی عورت پر ہوا یہ خاتون تورات و زبور کی ماہر تھی اسے فاطمہ بنت مر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جب اسکی نگاہ (دولہا) حضرت عبداللہ کے چہرے پر پڑی تو فریفتہ ہو گئی کہ چہرہ انور میں نور نبوت موجزن تھا اس خاتون نے سیدنا عبداللہ کو اپنی طرف بلایا اور ساتھ ہی ایک سواونٹ نذر دینے کا بھی کہا اس عظیم نازک مرحلہ پر بھی حضرت عبداللہ کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی۔ فاطمہ بنت مرہ کا حسن۔ ایک سواونٹ کا نذرانہ آپ کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانہ سکا فاطمہ بنت مرہ کے جواب میں جو سیدنا عبداللہ نے اشعار فرمائے وہ یہ ہیں۔

أما الحرام فالسمات دونہ والحل لالحل فاستبینه

فكيف بأمر الذی تبغينه يحصى الكريم عرضه ودينه (1)

حرام کا ارتکاب کرنے سے موت آسان ہے۔ اور ایسا کام حلال نہیں کہ کر سکوں۔

وہ برا کام جو تو چاہتی ہے وہ مجھ سے ممکن نہیں شریف آدمی تو اپنی عزت اور دین کی حمایت و حفاظت کرتا ہے۔ فاطمہ بنت مر اس جواب سے مایوس چلی گئی۔ حضرت عبداللہ جب اپنے نکاح کی تقریب سے واپس لوٹے تو پھر اس نے آپ سے پوچھا آپ کہاں رہے آپ نے فرمایا میں نے وہب کی بیٹی آمنہ سے نکاح کر لیا ہے اور تین دن اپنے سسرال میں رہے اب واپس جا رہا ہوں تو اس یہودی عورت نے کہا اللہ کی قسم میں بدکار عورت نہیں تمہارے چہرے میں انوار نبوت دیکھ کر چاہا تھا کہ یہ نور میری طرف منتقل ہو جائے لیکن قدرت کی مرضی ہے اس نے جہاں چاہا اس نور کو رکھ دیا۔ (2)

میں یہ روایت مختلف طریقوں سے بیان کی گئی ہے کسی راوی کے ضعیف ہونے سے اس کی

(1) العصامي، سبط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، ص 118/1

السهبلی، الروض الاف، ص 273/1

ابن کثیر، البدایہ و النہایہ، ص 308/2

(2) ابن کثیر، السیرۃ، 178/1

الطبری، التأمیخ، ص 6/2

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حضرت عبداللہ کی آخری آرام گاہ

تقریب نکاح کے بعد آپ تجارت کی غرض سے ایک قافلہ کے ساتھ شام تشریف لے گئے پورا قافلہ اپنا دورہ مکمل کرنے کے بعد مدینہ منورہ کے راستہ واپس مکہ مکرمہ پہنچ گیا آپ اپنی بیماری کی وجہ سے مدینہ منورہ ٹھہر گئے جناب عبدالمطلب قافلہ میں اپنا فرزند ارجمند نہ دیکھ کر پریشان ہو گئے اور گھبراہٹ کے عالم میں پوچھا عبداللہ کہاں ہیں قافلہ کے سربراہ نے بتایا وہ اپنی بیماری کی وجہ سے مدینہ منورہ اپنے ننہال بنی نجاہ کے ہاں رک گئے ہیں۔ آپ نے حارث کو حکم دیا کہ وہ فوراً جائیں اور صحت کے متعلق معلوم کریں جب حارث مدینہ منورہ پہنچے تو پتہ چلا کہ جناب عبداللہ کا وصال ہو گیا اور انہیں نابغہ کے مکان میں دفن کر دیا گیا حارث نے واپسی پر جناب عبدالمطلب کو اطلاع دی تو آپ سخت غمگین ہوئے وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۸ یا ۲۸ سال تھی عسقلانی فرماتے ہیں اس وقت عمر ۱۸ سال تھی علامہ سیوطی نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (۱)

اگر اس آخری بات پر حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات فوراً ذہن میں آتی ہے کہ شادی کے فوراً بعد ہی یہ سفر شام ہوا اور موت واقع ہوئی انتقال کے وقت حضرت عبداللہ کے ترکہ میں پانچ اونٹ چند بکریاں ایک باندی ام ایمن تھیں۔ مدینہ منورہ میں دراز عرصہ تک نابغہ کے مکان میں یہ فقیر حاضری دیتا رہا اور فاتحہ شریف پڑھتا رہا کئی لوگ میرے اس اقدام کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں بہت سے افراد جو آپ کی قبر سے متعارف تھے حاضر ہوتے اور بند مکان

(1) الطبري، التأمريخ، ص 579/1

ابن الاثير، الكامل في التاريخ، باب ابن عبد المطلب، 241/1

الطبري، تأريخ الرسل والملوك، ص 368/1

پر باہر ہی فاتحہ پیش کر کے چلے جاتے آپکی وفات کے بعد جہاں والد گرامی کو صدمہ پہنچا وہاں حال ہی میں نکاح میں آنے والی مقدسہ خاتون سیدہ آمنہؓ کو بھی بے حد دکھ پہنچا

برجستہ رباعی

اس عنوان پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا ۱۲ مئی ۱۹۶۶ کی بات ہے مولانا محمد عبداللہ شیخ الفقہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے ہمیں دوران کلاس بتایا کہ وہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو حضرت عبداللہ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے انہوں نے بتایا کہ وہاں مکان کی دیوار پر فارسی میں لکھی گئی ایک رباعی پر نظر پڑی تھی جس کا آخری فقرہ یاد رہ گیا ہے والدے پیغمبرے ہمیں کہا تم میں سے جو اس رباعی کو مکمل کرے اسے انعام دیا جائے گا۔ میں نے بھی طبع آزمائی کی اور پانچ منٹ کے اندر اس رباعی کو اس طرح مکمل کیا

مرقدے عبداللہ زندہ دلے

نے رسول دئے پیغمبریں دلے

ملک و جن و انس گویند السلام

بر مزارے والدے پیغمبرے

ترجمہ یہ ہے یہ ایک زندہ دل اللہ کے بندے کی قبر ہے وہ رسول ہے اور نہ نبی مگر جن انسان فرشتے حضور ﷺ کے والد کے مزار پر سلام کہتے ہیں اس پر مولانا بے حد خوش ہوئے اور دس روپے کا انعام دیا و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ذاتی مشاہدہ

سیدنا عبداللہ کی عظمت کے سلسلہ میں گذشتہ صفحات میں چند باتیں لکھی گئیں اس ضمن میں ایک ذاتی مشاہدہ بھی ہے جس کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں نہ بیان کرنے سے ڈرتا ہوں کہیں حضور ﷺ کے والد گرامی کے بارہ میں بجل نہ ہو جائے جن دنوں سعودی حکومت نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا منصوبہ بنایا تو نابذ کا مکان جس میں حضور ﷺ کا چہرہ شریف تھا وہ علاقہ توسیع میں آ گیا اب [Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نگرانی میں یہ قبر کھولی گئی اور جسد شریف کو نکال کر جنت البقیع میں دفن کیا گیا مدینہ منورہ کے میرے
دیرینہ دوست حاجی محمد عبدالرحمان کا بیان ہے کہ رات اور اگلادن مدینہ منورہ کی فضاوں میں بھینی بھینی
مہک بسی رہی مجھے جب واقعہ سنایا گیا تو شدید احساس ہوا کاش میں بھی کہیں سے رات کے اس منظر کو
دیکھ پاتا اپنی بد نصیبی پر نالاں تھارات خواب میں دیکھا ایک بہت بڑا جنازہ جارہا ہے اور جنازہ میں
شامل لوگ سبھی سفید لباس میں ملبوس ہیں اس سے اور حیرت ہوئی آگے بڑھ کر پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے
جو مدینہ کی گلیوں میں بڑی دھوم سے جارہا ہے تو مجھے بتایا گیا یہ سیدنا عبداللہ کا جنازہ ہے کہ انکی قبر مسجد
نبوی شریف کے توسیعی منصوبہ میں آگئی ہے اور جسد شریف کو نکال کر جنت البقیع شریف میں یجایا جا رہا
ہے الحمد للہ میں بھی جنازے میں شامل رہا کندھا دینے کی سعادت حاصل ہوئی اور پھر آنکھ کھل گئی
اس خبر کو انہیں دنوں ملکی اخبارات میں لکھا کہ حضرت عبداللہ کا کفن میلا انہیں ہوا تھا۔ نوائے وقت ۲۱
جنوری ۱۹۷۸ء کراچی ۲۰ جنوری میں مزید وضاحت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ
چند اور صحابہ کے اجسام مقدسہ بھی منتقل کئے گئے۔ جو اپنی اصلی حالت میں تھے۔ (۱)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا عبدالمطلب

حضور سید عالم ﷺ کے دادا کا نام شہیتہ الحمد تھا مشہور عبدالمطلب ہوا اصلی نام سے بدل کر عبدالمطلب مشہور ہونے کی وجہ یہ بنی ان کے والد ہاشم کے انتقال کے بعد انکی والدہ دیر تک مدینہ منورہ میں رہیں قبیلہ بنی خزرج کی دختر تھیں یہ قبیلہ مدینہ منورہ میں خوشحال متصور کیا جاتا تھا ان کے چچا کا نام مطلب تھا جو ان کے والد ہاشم سے چھوٹے تھے وہ انہیں مکہ مکرمہ سے لینے آئے کہ بھائی کا بچہ یتیم ہے۔

اپنے پاس لا کر پرورش کریں چنانچہ مدینہ منورہ آئے اور اپنی بھانج سے اپنے یتیم بھتیجے شہیتہ الحمد کو لے لیا انکی والدہ سلمیٰ وہیں یثرب میں رہیں اونٹ پر بٹھا کر واپس لائے شہیتہ الحمد کے کپڑے میلے تھے کہ یتیمی کا دور تھا گرد آلود تھے یتیمی کے آثار نمایاں تھے لوگوں نے مطلب سے پوچھا یہ بچہ کون ہے مطلب نے شرم کے مارے کہا یہ میرا غلام ہے حالانکہ بھتیجا ہے یہ اس لئے کہہ دیا کہ لوگ طعن نہ کریں کہ بھتیجے کے کپڑے میلے کیوں ہیں۔ بس اسی وقت سے شہیتہ الحمد کے نام کی بجائے عبدالمطلب (مطلب کا غلام) مشہور ہوئے مکہ میں پہنچ کر بچے کو نہلا کر اور نئے کپڑے پہنا کر لائے۔ (1)

عبدالمطلب اپنے حسن و جمال میں اپنے دور کے یکتا تھے ایک عربی شاعر نے ان کے متعلق لکھا ہے۔

علی شیبته الحمد الذی کان وجہہ

یغنی ظلام اللیل کا القمر البدر (2)

چو ہدویں کے چاند کی طرح شیبہ الحمد کا چہرہ روشن تھا اور تاریک رات کو جگمگا دیتا تھا۔
جناب عبدالمطلب تمام خاندان قریش میں سب سے زیادہ حسن و جمال والے تھے۔
ہمت و قوت کے لحاظ سے بھی مشہور تھے برباد حلیم۔ سخی کریم النفس اور مہمان نواز تھے شرفتنہ سے الگ تھلگ رہتے قریش نے مصحفہ طور پر انہیں اپنا سردار مانا تھا۔

جو دو سخا میں آپ بہت آگے بڑھے ہوئے تھے بعض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپ اپنے

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 184/1

(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 266/1

باپ ہاشم سے کہیں زیادہ سخی، مہمان نواز، غمگسار تھے جانوروں پرندوں کی خوراک کیلئے بے چین رہتے تھے ان کے بہت سے القابات میں ایک لقب جو عرب میں مشہور ہے

مطعم طیر السماء (1)

آسمان کے پرندوں کو کھلانے والا بھی بڑا مشہور ہوا تھا شراب سے قطعی نفرت تھی اسکے حرام ہونے پر لوگوں کو بتایا کرتے تھے رمضان شریف کے آنے پر فقر مساکین تیمائی کا خاص خیال رکھتے گوشہ تنہائی کو بہت پسند کرتے تھے شرافت کم گوئی، حوصلہ بردباری آپ کے خاص اوصاف میں شمار ہوتے تھے۔ (2)

جوان ہونے پر ان کے چچا مطلب نے ان کے والد ہاشم کی ساری جائداد انہیں کے سپرد کردی اور کئی ایک مناصب جو جناب ہاشم کے سپرد تھے وہ بھی انہیں لوٹا دیے اس طرح سے عبدالمطلب اپنے والد ہاشم کے صحیح جانشین بن گئے آپ بچپن سے ہی تیر اندازی میں بھی بڑے ماہر تھے ایک مرتبہ سات برس کی عمر میں بچوں کے ساتھ تیر اندازی میں مصروف تھے کہ عبدمناف کے ایک شخص کا گزر وہاں سے ہوا اس نے دیکھا کہ ایک بچہ تیر اندازی میں بڑا ماہر ہے جب اس کا تیر نشانہ پر لگتا ہے تو وہ خوشی سے چلا اٹھتا ہے

انا ابن ہاشم انا ابن سید البطحی (3)

میں بنی ہاشم کا بیٹا ہوں اور وادی کے سردار کا بیٹا ہوں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الطبری، التاریخ، ص 8/2

(2) الیعقوبی، التاریخ، باب ولد اسماعیل بن ابراہیم، ص 96/1

(3) الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 369/1

الطبری، التاریخ، ص 8/2

بیر زمزم کی کھدائی

جناب عبدالمطلب کے اہم کارناموں میں ایک یہ بھی عظیم کام ہے کہ آپ نے ایک عرصہ تک بیر زمزم بند رہنے کے بعد اسکی ازسرنو کھدائی کی یمن سے قبلیہ جرہم کے لوگ بھی وہاں قحط پڑنے کے باعث یہاں آ گئے اور حضرت ہاجرہ کی اجازت سے قیام کیا بعد ازاں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی بھی اسی قبیلہ میں ہو گئی سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے ۳۰ سال کی عمر پائی جب آپ کا وصال ہوا تو یہ مذہبی نظام آپ کے بیٹے قیدار کے ہاتھ آ گیا۔ کہ وہ خانہ کعبہ کے متولی ہو گئے طویل عرصہ تک اپنی طرح یہ نظام یکے بعد دیگرے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں رہا ایک وقت آیا کہ بنو اسماعیل اور قبیلہ جرہم میں تصادم ہو گیا اور نبی جرہم غالب آ گئے اولاد اسماعیل علیہ السلام کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اولاد اسماعیل کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا۔ بنو جرہم کے دور میں ظلم و ستم بڑھ گئے خانہ کعبہ کی بے حرمتی ہونے لگی تو اطراف مکہ کے قبائل انکی اس بے حرمتی پر مقابلہ کیلئے میدان میں آ گئے جس کے نتیجہ میں جرہم کو شکست ہوئی اور پھر ایک مرتبہ زمزم اور خانہ کعبہ پر اولاد اسماعیل کا نظام قائم ہو گیا بنو جرہم نے مکہ سے نکلتے وقت تخریب کاری کا مظاہرہ کیا توڑ پھوڑ سے شہر کو نقصان پہنچایا خانہ کعبہ کی اشیاء کو بیر زمزم میں پھینک دیا اسی طرح بیر زمزم کو بند کر کے زمین کے برابر کر دیا بنو جرہم کے بعد بنو اسماعیل مکہ میں مسلط ہو گئے۔ مگر زمزم پر توجہ نہ دے سکے۔ زمانہ گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی سرداری جناب عبدالمطلب کے ہاتھ آ گئی۔ (1)

آپ کو خواب میں اس جگہ کے کھودنے کا حکم دیا گیا جہاں پر بیر زمزم تھا اور نشانات بتادئے گئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں میں حطیم میں سوراہا تھا کہ مجھے خواب میں حکم ملا۔

احقر برة (2)

برہ کھودو

(1) المعقوبی، التأمیخ، باب ولد اسماعیل بن ابراہیم، ص 96/1

الطبری، تأریخ الرسل والملوک، ص 369/1

(2) السہیلی، الروض الاف، باب العلامات التي مرأها عبد المطلب و تأويلها، ص 257/1

ابن هشام، السيرة، باب الرؤيا التي مرأها عبد المطلب و حفي، ص 141/1
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zonabhasanattari>

میں نے کہنے والے سے پوچھا مابہ برہ ہے کیا تو وہ شخص غائب ہو گیا۔ اگلے دن پھر اسی جگہ سورہا تھا۔ تو خواب میں کہا گیا۔ احفر المصونہ کھودو مضمونہ میں نے اسی سے پوچھا مضمونہ ہے کیا تو وہ غائب ہو گیا۔ اگلے دن پھر میں سورہا تھا کہ خواب میں کہا گیا احفر طیبہ میں نے پوچھا ما طیبہ طیبہ ہے کیا۔ تو وہ شخص چلا گیا۔ چوتھے روز پھر وہی خواب آئی۔ وہ شخص کہتا ہے۔

احفر زمزم (1)

زمزم کو کھودو میں نے پوچھا زمزم کیا ہے۔

اس نے جواب دیا۔

لا تقزف ابداء تسقى الحجيج الاعظم (1)

وہ پانی کا ایک کنواں ہے۔ اس کا پانی نہ تو کم ہوتا ہے نہ ٹوٹتا ہے اور بے شمار حاجیوں کی پیاس بجھاتا ہے۔ جناب عبدالمطلب کو اس خواب کے بار بار آنے پر یقین ہو گیا کہ یہ خواب سچی ہے۔ اس پر عمل کیا جائے۔ رساء قریش کو بلایا اپنی یہ خواب سنائی۔ اور زمزم کھودنے کے عزم کا ذکر کیا۔ سبھی نے اس کام کی مخالفت کی مگر جناب عبدالمطلب نے کسی کی پرواہ کیے بغیر کدال لیکر اپنے بیٹے حارث کیساتھ کھودنا شروع کر دیا۔ عبدالمطلب کھودتے تھے اور حارث مٹی الگ کرتے تھے۔ مسلسل ان کی محنت شاقہ کے بعد بیرزم زم کا کنارہ نظر آیا اور خوشی سے نعرہ لگایا۔

هذا طوى اسماعيل (2)

یہی ہمارے دادا سیدنا اسماعیلؑ کا کنواں ہے۔

اب آپ نے بیرزمزم کے دائیں بائیں کچھ حوض بنائے جو زمزم کے پانی سے بھر دیئے جاتے اور حاجیوں کو وہاں سے پلایا جاتا۔ بعض شریر طبع لوگوں نے انہیں خراب کرنے کا منصوبہ بنایا۔

(1) السہیلی، الروض الانف، باب العلامات التي مرأها عبد المطلب و تأويلها، ص 257/1

ابن هشام، السيرة، باب الرؤيا التي امر بها عبد المطلب في حفر، ص 141/1

ابن كثير، السيرة، ص 168/1

(2) أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادى المعروف بابن

سعد (المتوفى: 230)، البغدادى المعروف بابن سعد، ص 83/1

رات کو حوض خراب کر جاتے۔ صبح کو جناب عبدالمطلب پھر درست کرتے۔ پانی بھرتے حجاج کو پلاتے۔ شریروں کے اس فتنہ سے تنگ آ کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ یا اللہ میں زمزم سے لوگوں کو نہانے کی اجازت نہیں دیتا یہ صرف پینے کیلئے ہے۔ یہ دعا قبول ہوئی۔ صبح ہوتے ہی اعلان کر دیا اب جس نے ستایا یا حوض کو خراب کرنے کی کوشش کی وہ کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہوگا۔ کئی لوگوں کے بیمار ہونے پر عام تاثر پیدا ہو گیا کہ حوض خراب کرنے سے آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ پھر یہ شرارتیں رک گئیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایفائے عہد

جناب عبدالمطلب کے خصوصی کاموں میں ایک کام ایفائے عہد بھی سرفہرست نظر آتا ہے عہد کی پابندی ایک اہم مسئلہ ہے اسلام نے اس اہم موضوع پر بہت کچھ بتایا ہے اور سکھایا ہے معاہدوں میں حفظ مراتب کا خیال بڑا ضروری ہے سب سے پہلے انسان پر اس عہد کا پورا کرنا فرض ہے جو انسان نے اپنے رب سے کیا ہوا ہے جناب عبدالمطلب کے اس سلسلہ میں بھی ایفائے عہد کا ایک اہم مسئلہ سامنے آتا ہے۔ آپ نے چاہ زمزم کھودتے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر تو مجھے دس بیٹے عطا کرے تو ایک بیٹا تیری راہ میں قربان (ذبح) کر دوں گا اس وقت آپ کے ساتھ صرف آپ کے بیٹے حارث ہی تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا دس بیٹے عطا ہوئے آپ کو خواب میں حکم ہوا

اوف بئذ سرک لوب هذالبیت (1)

اس گھر کے مالک کیلئے جو نذرمانی تھی اسے پورا کرو

آپ نے اپنے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کر لیا بہت سے قریش نے اس فیصلہ پر نظر ثانی کا مشورہ دیا۔ جناب عبد اللہ کا حسن و جمال دل لبھانے والا تھا آپ کو ذبح کرنے کے فیصلہ کی شدید مزاحمت ہوئی لوگ بگڑ گئے طعن و تشنیع شروع ہوا مگر آپ اپنے رب سے کئے وعدہ کے ایفاء کیلئے چٹان بنے رہے اور فرمایا جو وعدہ میں اپنے رب سے کر چکا ہوں وہ بہر حال پورا کروں گا آپ نے روماء قریش کے سامنے یہ اشعار پڑھ

کر فیصلہ پر پکا رہنے کے عزم کا اظہار فرمایا۔

عأهدته و انا موف عهده

والله لا یحمد شیء کما یحمد ربہ (2)

میں نے اپنے رب پاک سے عہد کیا ہے اور میں بہر حال اس عہد کو پورا کروں گا اللہ کی شہادت کی ایسی حمد نہیں کیجاتی جس طرح اللہ کی حمد کیجاتی ہے۔

اذا كان مولاي وانا عبده

نذرت نذرما لا احب مرده (1)

جب وہ میرا مولا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور پھر میں نے اس کیلئے نذر مانی ہے اب میں پسند نہیں کرتا کہ وہ نذر مسترد کر دوں پھر مجھے زندہ رہنے کی خواہش نہیں۔

آپ اپنے عظیم کارناموں اپنی دانائی پارسائی اور عمدہ خصائل کے باعث پوری قوم کے راہنما تھے پورے عرب کیلئے باعث فخر تھے خاندان قریش کی پیشانی کا حسین جھومر تھے عام لوگ زمانہ کے ساتھ چلتے ہیں مگر زمانہ ان کے ساتھ چلتا تھا ایک عرب نے آپ کی ذات اور خصائل کو دیکھ کر بے ساختہ کہا تھا۔

اذا احب الله انشاء دولته خلق له امثال هولاء (2)

جب اللہ تعالیٰ کسی مملکت کو بنانا پسند کرتا ہے تو اس کے قیام کیلئے ایسے جوان مرد پیدا کر دیا کرتا ہے۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابرہہ مرعوب ہو گیا

جناب عبدالمطلب کے اہم کارناموں میں ابرہہ سے ٹکراؤ روبرو گفتگو اور اس سے انداز ملاقات بھی ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ یمن کے حکمران شاہ حبشہ کے گورنر ارباط اور نائب گورنر ابرہہ کے درمیان اقتدار کی جنگ شروع ہو گئی فوج دو حصوں میں بٹ گئی ابرہہ نے کہا بجائے اس کے کہ فوج میں قتل عام ہو میں اور تو (اریاط) لڑتے ہیں جو غالب آجائے پوری فوج اسکی اطاعت کرے تجویز پر اتفاق ہو گیا ابرہہ اور اریاط دونوں مسلح ہو کر لڑے ابرہہ غالب آ گیا اور اسے اقتدار مل گیا۔ ابرہہ نے شاہ حبشہ کو خوش کرنے کے لئے حسین انداز میں گرجا تعمیر کرایا اور بادشاہ سے کہا میں چاہتا ہوں لوگ کعبہ کی بجائے یہاں حج کرنے آئیں اور کعبہ کو گرا دوں۔ اہل عرب کو ابرہہ کی اس حرکت پر شدید غصہ آیا اور ایک شخص اس کنیہ (گرجا) میں گیا اور غلاظت پھیلا کر نکل گیا ابرہہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا اور مکہ مکرمہ پر حملہ کی تیاری شروع کر دی یمن کے وہ باسی جو کعبہ کی عظمت کے قائل تھے ذوفکر کی قیادت میں اکٹھے ہو گئے کہ ابرہہ کو اس حرکت سے باز رکھیں ابرہہ اور ذوفکر کے حامیوں میں سخت جنگ ہوئی ذوفکر کو شکست ہوئی ابرہہ شدید دلیر ہو گیا۔ مکہ پر حملہ کی غرض سے مسلح چلا تو راستہ میں نفیل بن خبیب نے ابرہہ کے لشکر کو روکنے کی کوشش کی مگر ابرہہ ہی کامیاب رہا اہل طائف بھی ابرہہ کی لشکر کشی سے مرعوب ہو گئے اور ابرہہ کے ساتھ ابورغال نامی آدمی کو روانہ کیا کہ راستہ دکھاتا رہے۔ ابرہہ جب مکہ کے قریب پہنچا تو اسور بن مقصود فوجی کو بھیجا کہ وادی کے جنگلوں میں جتنے جانور چر رہے ہیں قبضہ کر کے لے آؤ۔ ان جانوروں میں دو سوانٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے جو وہ لے آیا۔ ابرہہ نے اپنے سپاہی حباط سے کہا جاو مکہ جا کر وہاں کے رئیس سے کہو ابرہہ جنگ کیلئے نہیں آ رہا وہ انسانوں کی خونریزی نہیں چاہتا صرف کعبہ گرانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر وہ میرے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھیں تو میرے پاس لے آؤ اس نے مکہ آکر جناب عبدالمطلب سے ملاقات کی اور ابرہہ کا پیغام دیا آپ نے فرمایا ہم جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے حباط آپ کو ابرہہ کے پاس لے آیا جناب عبدالمطلب اور ابرہہ کے درمیان ملاقات کا سبب انیس نامی ایک شخص بنا انیس ابرہہ کے پاس گیا اور ملاقات کا وقت لیا جونہی عبدالمطلب ابرہہ کے دربار میں پہنچے تو آپ کے جلال و جمال کی ہیبت اس پر چھا گئی آپ کی وجاہت و

اپنے پاس بٹھایا ترجمان کے زیرِ یو چھا آپ کیسے آئے ہیں آپ نے فرمایا تیرے سپاہی میرے اونٹ لے آئے ہیں وہ لینے آیا ہوں ابرہہ نے کہا حیرت ہے آپ اپنے اونٹ مانگ رہے ہیں اور میں کعبہ گرانے آیا ہوں اس کا کوئی احساس نہیں کر رہے حالانکہ وہ آپ کا آپ کے ابا و اجداد کا گھر ہے آپ نے فرمایا

انما مرب الابل وللبیت مرب (1)

میں اونٹوں کا مالک ہوں میں نے اونٹوں کا مطالبہ کر لیا ہے کعبہ کا خدا مالک ہے وہ خود اپنے گھر کو بچالے گا

ابرہہ نے کچھ خاموشی کے بعد اونٹ واپس کر دیئے۔ اونٹ واپس کرنے کے ساتھ ابرہہ نے کہا انہیں سب ہاتھی دکھائے جائیں۔ اس کا یہ عمل غالباً حضرت عبدالمطلب کو مرعوب کرنے کیلئے تھا جب آپ کو ہاتھیوں کے قائد مست ہاتھی کے پاس لائے تو عجیب کیفیت پیدا ہوگئی زرقانی میں اس طرح ہے

فلما نظر الفیل الی وجه عبدالمطلب برک کما یرک البعیر وخر ساجدا

وانطق اللہ تعالیٰ الفیل فقال السلام علی النور الذی فی ظہرک یا

عبدالمطلب (2)

جب ہاتھی نے آپ کا چہرہ دیکھا تو اونٹ کی طرح بیٹھ کر سجدہ میں گر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھی کو بولنے کی توفیق دی اس نے کہا عبدالمطلب میرا سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پشت میں ہے۔ یہ دیکھ کر سب حیران ہوئے اور آپ اپنے اونٹ لے کر واپس مکہ مکرمہ آ گئے اور قریش سے کہا مکہ سے نکل کر پہاڑوں پر چلے جاؤ اور خود معززین شہر کے ساتھ باب کعبہ پر پہنچ کر دہلیز کعبہ پکڑ کر رو کر دعا کی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 34/1

السہیلی، الروض الانف، باب ذکر عبدالمطلب و ابرہہ، ص 298/1

ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، باب ذکر الفیل، 151/1

Click For More Books

عبدالسلام ہامون، تہذیب السیرۃ، ص 111
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عبدالمطلب کی دعا

لاھم ان المرء یمنع

مرحلہ فامنع مرحالك (1)

اے اللہ تعالیٰ بندہ اپنی جگہ کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے مکان کی حفاظت فرما۔

وانصر علی آل الصلیب

و عابديه اليوم الك (1)

اہل صلیب اور صلیب کے پرستاروں کے مقابلہ میں تو اپنے اہل کی مدد فرما

لا یغلبن صلیبهم

ومحالمهم غدوا محالك (1)

انکی صلیب اور ان کی تدبیر تیری تدبیر پر کبھی غالب نہیں آ سکتی کہیں ایسا نہ ہو تیرے گھر

صلیب گاڑ دیں۔

جزو جمیع بلادهم

والفیل کے یسبو عیالك (1)

وہ لشکر اور ہاتھی چڑھالائے ہیں تاکہ تیرے عیال کو قید کر لیں۔

(1) عبد الرحمن بن اسحاق البغدادي النہاوندی الزجاجی، أبو القاسم (المتوفی: 337)،

أخبار أبي القاسم الزجاجی، باب شرح السألة، ص 10/1

محمد بن أحمد بن الضیاء محمد القرشی العمری المکی الحنفی، بہاء الدین أبو البقاء،

المعروف بأبن الضیاء (المتوفی: 854)، تأریخ مكنة المشرفة و المسجد الحرام و المدينة الشریفة

و القبر الشریف، باب ذکر الفیل، ص 36/1

اليعقوبي، التأریخ، باب ادیان العرب، ص 99/1

ابن سعد، الطبقات الكبرى، باب ذکر نذر عبد المطلب ان یحمر ابنه، ص 92/1

ابن الاثیر، الکامل فی التأریخ، باب ذکر امرا الفیل، ص 151/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 158/1

Click For More Books

317 <https://ataunnabi.blogspot.com/> الطبری، التأریخ، باب ذکر نذر عبد المطلب ان یحمر ابنه، ص 92/1

ان كنت تأمرهم

وقبلتاً فأمرماً بلالك (1)

اور اگر تو انکو اور ہمارے قبیلہ کو آزاد چھوڑنے والا ہے تو جس طرح تیری مرضی ہو تو کر

عهد و حرمك بکيدهم

جهلا و مامر قبو جلالك (1)

تیرے حرم کی بربادی کا ارادہ محض جہالت ہے انہوں نے تیری عظمت کا خیال نہیں کیا
آپ یہ دعا مانگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے اور ابرہہ نے اپنے لشکر کو حملہ کرنے کیلئے
آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔ ملا علی قاری اپنی کتاب المورداردی ص ۶۸ پر فرماتے ہیں۔ جناب
عبدالمطلب نے کہا بخدا اللہ کے حرم سے ہرگز نہیں نگلوں گا تاکہ اس کے علاوہ کسی اور کے پاس عزت
تالاش کروں میں تو اللہ تعالیٰ کے بدلے اور کسی چیز کا متمنی نہیں۔ ابرہہ نے کعبہ شریف منہدم کرنے کا
حتی فیصلہ کر لیا تھا اگلے دن لشکر کو تیار کیا جب اس نے اپنے محمود ہاتھی کو کعبہ کی جانب پھیرا تو نفیل بن
حبیب آیا اور ہاتھی کے پہلو کے ساتھ کھڑا ہو کر اس کے کان میں کہا

ابرك محمودا و ارجع مراشد فانك في بلد الله الحرام (2)

(1) عبد الرحمن بن اسحاق البغدادي النہاوندی الزجاجی، أبو القاسم (المتوفی: 337)،

أخبار أبي القاسم الزجاجی، باب شرح السألة، ص 10/1

محمد بن أحمد بن الضیاء محمد القرشی العمری المکی الحنفی، بہاء الدین أبو البقاء،

المعروف بأبن الضیاء (المتوفی: 854)، تأریخ مکتة المشرقة و المسجد الحرام و المدینة الشریفة

و القبر الشریف، باب ذکر الفیل، ص 36/1

المعقوبی، التأریخ، باب ادیان العرب، ص 99/1

ابن سعد، الطبقات الکبری، باب ذکر نذر عبد المطلب ان یحرق ابنه، ص 92/1

ابن الاثیر، الکامل فی التأریخ، باب ذکر امر الفیل، ص 151/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 158/1

الطبری، تأریخ الرسل والملوک، باب زمن النوشروان و توجیه الفرس، ص 317/1

(2) ابن الاثیر، الکامل فی التأریخ، باب ذکر عود الیمن الی حمیر و اخراج الحبشة، ص 152/1

السہلی، الروض الانف، باب ابرهہ و الفیل و الکعبة، ص 123/1

ابن هشام، السیرة، باب خراج ابنه مکتة و اقراره بالفیل، ص 152/1

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محمود بیٹھ جایا لوٹ جا تو اللہ تعالیٰ کے مقدس شہر میں ہے۔ یہ سنتے ہی ہاتھی بیٹھ گیا ہاتھی کو ہر سمت سے مارا گیا ہانکا گیا۔ مگر وہ نہ اٹھا یمن کی طرف اس کا رخ کیا تو چل پڑا شام کی طرف منہ پھیرا تو بھاگ نکلا مشرق کی طرف چلایا تو چل گیا جب مکہ کی طرف منہ پھیرا جاتا تو بیٹھ جاتا۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے چھوٹی چھوٹی چڑیوں کے ذریعہ اس حملہ کو ناکام کیا ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں وہ جسے لگ جاتی ہلاک ہو جاتا اسی طرح ابرہہ کا سارا لشکر تباہ ہو گیا ابن ہشام اسی عنوان کے تحت عبد اللہ بن الزبیری کے چند اشعار بھی نکل کیے ہیں۔

سل امیر الحبیش عنہا مامرای

ولسوف یبئى الجاهلین علیہا (1)

تجھے پتہ نہیں امیر لشکر ابرہہ سے پوچھ اس نے کیا دیکھا نا واقفوں کو واقف کا پتہ بتا دیگا۔

ستون الفأ لم یوبو امرضهم

بل لم یعیش بعد الایاب سقیمہا (1)

ساٹھ ہزار کا لشکر اپنے وطن واپس نہ ہو سکا ان کا بادشاہ ابرہہ بھی شدید بیماری کے بعد مر گیا۔

کانت اعدو جرهم قبلهم

والله من فوق العباد یقیہا (1)

ان سے پہلے عداور جرہم کو ہمت نہ ہو سکی تھی کہ بیت اللہ پر نظر بد سے دیکھیں اللہ تعالیٰ اسے

قائم رکھنا چاہتا ہے۔

اس لشکر کے ساتھ ۱۳ یا ۱۸ ایک ہزار ہاتھی تھے ابرہہ کے جسم پر چپک نمودار ہوئی جس سے سارا

بدن گل گیا جسم سے لہو بہنے لگا ایک ایک عضو کوٹ کر جدا ہوتا گیا سینہ پھٹ گیا دل باہر نکل آیا۔ (2)

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 39/1

السہیلی، الروض الانف، باب ما قیل فی صفۃ الفیل من الشعر، ص 132/1

ابن ہشام، السیرۃ، شعر بن الزبیری فی وقعة الفیل، ص 57/1

Click For More Books

ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ص 209/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس واقعہ کو قرآن مقدس نے سورہ انفیل میں بیان کیا ہے ابرہہ کی ہلاکت کا ذکر کر کے محبوب
یاک علیہ السلام کو تسلی دیدی کے محبوب جس طرح کعبہ کی حفاظت کی گئی تیری بھی ایسے ہی کی جائے
گی۔ وہ جسموں کا کعبہ ہے تو روحوں کا کعبہ ہے وہ قرآن کا کعبہ تو ایمان کا کعبہ ہے وہ سروں کا کعبہ ہے تو
دلوں کا کعبہ ہے۔ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے عمرم ابرہہ کے لشکر کو وادی محسر میں تباہ کر دیا گیا جس سپاہی
کو بانیل کی ٹنگری لگی اسپر اسکا نام بھی تھا یہ عظیم بمباری تھی جس سے ابرہہ برباد ہوا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مکہ میں پہلی مرتبہ خضاب

مکہ مکرمہ میں خضاب آنے کا باعث بھی حضرت عبدالمطلب ہیں ایک مرتبہ آپ یمن
تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر اپنے ایک حمیری دوست کے ہاں قیام کیا وہ خضاب لگایا کرتا تھا اس نے
جناب عبدالمطلب سے بھی کہا کہ خضاب لگایا کریں یمن سے واپس آتے وقت کافی مقدار
میں خضاب ساتھ لے آئے۔ چنانچہ خضاب لگا کر باہر آ گئے تو ایک غیلہ نامی خاتون نے کہا
عبدالمطلب یہ ہمیشہ رہ جائے تو اچھا ہے آپ نے جوابا فرمایا۔

لودام لی هذا السواد حمدته

فكان بدیلا من شباب قد انصرم (1)

یہ بالوں کی سیاہی میرے لئے ہمیشہ رہتی تو میں اسکی تعریف کرتا اسی صورت میں یہ اس جوانی
کا بدلہ ہوتی جو گزر گئی۔

تمتعت منه والحيات قصيرة

ولابد من موت نتيلته اوهرم (1)

میں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے مگر زندگی تھوڑی ہے اے غیلہ آخر کار بوڑھا ہونا ہے اور مرنا بھی تو
ضرور ہے

آپ سے پہلے مکہ مکرمہ میں خضاب کسی نے نہیں لگایا تھا پھر آہستہ آہستہ یہ رسم عام ہو گئی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) محمد بن حبيب بن أمية عمرو الهاشمي، بالولاء، أبو جعفر البغدادي (المتوفى: 245)،

وفات پر مرثیہ خوانی

جناب عبدالمطلب کی وفات پر آپ کی چھ بیٹیوں نے اپنے والد کے غم میں جو اشعار کہے وہ درج ذیل ہیں۔ ان اشعار میں عبدالمطلب کی عظمت مترشح ہے۔

یا عینی جو دادم مع دمر

علی طیب الخیم والمعتصر (1)

اے میری آنکھ! سو بہا ایسے شخص پر جو نیک سیرت کریم اور فیاض ہے۔

علی مآجد المجد داری الذنار

جمیل المحیا عظیم الخطر (1)

وہ جو صاحب عظمت ہے بخت والا حاجتمندوں کا معین ہے۔ حسین چہرے والا بڑے رتبے والا۔

علی شیبته الحمد ذی المکر مات

وذی المجد والعز والمغتر (1)

اس شہیدۃ الحمد پر آنسو بہا جو صاحب تعظیم ہے برزگی، عزت اور فخر والا ہے۔

ذی الحلم والفضل فی التألمات

کثیر المکام و الفخر (1)

مشکلات میں بردبار ہے فضل والا ہے فخر والا ہے۔

لہ فضل مجد علی قومہ

مبین یلوح کضوء القمر (1)

اپنی قوم پر عزت و فضیلت والا ہے وہ ایسا منور ہے کہ چاند کی طرح چمکتا ہے۔

اتتہ المنایا فلم تحفظہ شی

بصرف الیالی و مرید القدس (1)

یہ سارے فضائل اس میں جمع تھے مگر موت آئی تو اسے کوئی شئی پہچانہ سکی۔

(1) السہلی، الروض الانف، باب وفاة عبد المطلب، ص 299/1

ابن ہشام، السیرة، باب مراثی عائكة لابیہا عبد المطلب، ص 170/1

ابن سعد، الطبقات الكبرى، باب ذکر عبد المطلب، ص 118/1

Click For More Books

ابن السجق، السیرة، باب ذکر عبد المطلب، ص 170/1
<https://archive.org/details/@zonabhasanattari>

آپ کی چار بیویاں تھیں جن سے تیرہ لڑکے - الغدیق - نجم - عبدالکعبہ - ضرار - المقوم -
حجل - الوارث - ابولہب - ابوطالب - الزبیر - العباس - حمزہ - اور عبداللہ اور چھ لڑکیاں صفیہ - برہ -
عاتکہ - ام الحکیم - البیضاء - امیمہ رومیہاں طلب سے سوا کی عطا ہے - منت دس بیٹیوں کی تھی عطا ۱۳
ہوئے -

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا ہاشم

حضرت عبدالمطلب کے والد حضرت ہاشم تھے جناب ہاشم اپنے چاروں بھائیوں میں
ہر طرح ممتاز تھے پوری قوم میں مقتدر مانے جاتے تھے۔ آپ شجاعت سخاوت امانت دیانت میں شہرہ
افاق تھے اپنی اوصاف حمیدہ کے باعث پوری قوم کے سردار مقرر ہو گئے عفو و درگزر جو دو کرم کے
مظہر ہر لمحہ دکھائی دیتے تھے امیہ ازراہ تعصب مخالفت کرتا مگر ناکام رہتا۔ غریبوں سے پیار فقیروں کی مدد
، یتامی کی سرپرستی بیوگان پر دست شفقت حق و انصاف کی حمایت اپنی طبیعت ثانویہ بن چکی تھی یہ وہ
انداز تھا جو حضرت ہاشم کو بلند یوں تک لے گیا ایک موقع پر ان کے بھتیجا امیہ نے انہیں مقابلہ کا چیلنج دیا
آپ نے امیہ کے چیلنج کو اس شرط پر منظور کیا جو ہار جائے وہ ایسی پچاس اونٹنیاں ذبح کرے جنکی
آنکھیں سیاہ ہوں نیز وہ مکہ مکرمہ سے دس سال تک نکل جائے۔ امیہ نے اسی طرح شرط منظور کر لی ابھی
فریقین کا ٹاکرا نہ نہیں ہوا تھا وہاں کے الخزاعی نامی کاہن نے پہلے ہی اعلان کر دیا

لقد سبق ہاشم امیہ الی المائر (1)

ہاشم امیہ کے سبقت لے گیا۔

چنانچہ حسب معاہدہ امیہ دس سال کیلئے مکہ سے جلا وطنی کر کے شام چلا گیا اس عظیم کامیابی پر
حضرت ہاشم نے پچاس اونٹ ذبح کر کے عوام میں ان کا گوشت تقسیم کیا

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

آپ کے جو دوسرا کے پیش نظر لوگ آپ کو سیدالطحا بھی کہتے تھے کہ آپ ہمیشہ دکھ سکھ میں لوگوں کے کام آتے آپ کا دستر خواں ہمیشہ بچھا رہتا آپ ایک ایسا عظیم سایہ تھے کہ لوگ دور دراز سے آپ کے ہاں آیا کرتے تھے آپ کو آپ کے بھائیوں کو لوگ المجیرون بھی کہتے جس کے معنی ہیں پناہ دینے والے آپ کو ہاشم کہنے کی ایک وجہ یہ بیان کجانی ہے امام مالک فرماتے ہیں ہاشم کا نام عمر تھا ایک موقع کہ مکہ میں شہر اٹھانے کے لیے لوگ تھے امام مالک نے فرمایا کہ ہاشم کا نام لیا ج کے ایام

Click For More Books
<https://archive.org/details/@zonedigitalmatters>

میں لدے ہوئے اونٹوں کے ساتھ واپس ہوئے روٹیاں پکائیں اونٹ ذبح ہوتے رہے سالن پکایا گیا شور بے میں روٹیاں توڑ توڑ کر ڈالی گئیں اس طرح ٹرید تیار کیا تھا دسترخوان تیار ہوا سبھی لوگ آتے اور کھا کھا کر چلے جاتے آپ کے جو دو سخا کا تذکرہ عام رہتا ہاشم کا معنی روٹیاں توڑ توڑ کر شور بے میں ملانے والا ہاشم کے معنی چورہ کے ہیں بعض نے کہا یہ فلسطین سے آٹا لائے تھے۔ (1)

آپ کے دسترخوان سے اپنے پرائے دوست دشمن سبھی فائدہ اٹھاتے تھے مسافروں کو سواری کیلئے اونٹ عطا فرما دیتے پیشانی میں نور نبوت چمکتا تھا علماء بنی اسرائیل آپ کو دیکھ کر جھک جاتے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔

انکی تعریف میں ایک عربی شاعر نے اس طرح کہا ہے۔

عمر العلامشم الشريد لقومه

ومرجال مکه عاجزو عجاف (2)

عمر بلند مرتبہ نے اپنی قوم اور تمام اہل مکہ کو ٹرید بنا کر کھلایا اور مکہ کے لوگ قحط سے لاغر و ناتوان تھے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

بے نیازی

عرب کے بڑے بڑے امراء بنی اسرائیل کے علماء تورات و زبور کے ماہرین نکاح کیلئے جناب ہاشم کو لڑکیاں پیش کرتے ہیں۔ بلکہ روم کے بادشاہ ہرقل نے بھی آپ کو خط لکھا کہ مجھے آپ کے جو دو سخا کی خبر ملی ہے میں اپنی بیٹی آپ کی زوجیت میں دینا چاہتا ہوں آپ یہاں تشریف لائیں کہ اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دوں جناب ہاشم نے معذرت کر دی شاہ روم کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ نور

(1) ابن کثیر، السيرة، ص 186/1

ابن کثیر، البدایة والہدایة، ص 311/2

(2) أبو الحسن ظہیر الدین علی بن زید البیہقی، الشہیر بآبن قدمہ (المتوفی: 565)

لباب الأنساب و الألقاب والأعقاب، ص 15/1

ابن سعد، الطبقات الكبرى، باب ذکر ہاشم بن عبد مناف، ص 76/1

Click For 1017 Books

المسعودی، المروج الذهب، ص 1017
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نبوت جو جناب ہاشم کی پیشانی میں چمک رہا تھا اسے اپنے گھرانے میں منتقل کر دے۔ جناب ہاشم نے سب سے پہلے قریش میں یہ دستور جاری کیا کہ سال میں ۲ مرتبہ قافلہ روانہ ہوا کرے موسم گرما میں شام کی طرف موسم سرما میں یمن کی طرف حبشہ کا بادشاہ نجاشی جناب ہاشم کی بہت عزت کرتا تھا۔ اور ہدیے پیش کرتا تھا۔ جناب ہاشم نے قریش کے کارواں تجارت کی حمایت اور حفاظت کا حکم حاصل کیا عرب راستے عموماً محفوظ نہ تھے اس لئے جناب ہاشم نے قبائل سے معاہدہ کیا کہ ہم تمہاری ضروریات مہیا کریں گے اور تم نے ہمارے قافلہ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچانا۔

حضرت ہاشم کی اس تدبیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام راستے محفوظ ہو گئے آپ نے ایک سفر کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں قیام کیا وہاں ایک معزز خاتون سلسی کو نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کر لیا نکاح کے بعد کچھ دیر تک آپ یہیں مقیم رہے واپسی پر مقام غزمیں انتقال فرمایا۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بنو ہاشم عرب میں

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم کو دو بیٹے عطا فرمائے سیدنا اسماعیل علیہ السلام جو حضرت ہاجرہؑ کے لطن سے ہوئے اور چھوٹے حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت سارہؑ کے لطن سے ہوئے تو رات اور قرآن مقدس میں ان دونوں بیٹوں کا بابرکت ہونا واضح ہے یہ دونوں بیٹے بڑی بڑی قوموں کے جد اعلیٰ بنے دونوں کی اولاد کثرت سے ہوئی دونوں صاحبزادے دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے شریک رہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور خاندان کی درخواست پر دونوں کو علیحدہ علیحدہ ملک تقسیم کر دیئے شام کا ملک سیدنا اسحاق علیہ السلام کو دیا اور عرب کا ملک سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے ہوئے جو پورے عرب پر چھا گئے مغرب کی طرف سے مصر تک جا پہنچے اور جنوب کی طرف سے یمن تک شمال کی طرف سے شام تک بہت جلدی یہ صاحبزادے۔ بحر ہند اور بحر احمر کی بندرگاہوں پر قابض ہو گئے عرب کے اندرونی حصہ پر تسلط ہوا جو

غیروں سے بچا وکیلے ہمیشہ ناقابل تسخیر قلعہ ثابت ہوا۔ (2)

مورخین نے قبائل عرب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) عرب باندہ عرب کے وہ قدیم قبائل جو اسلام سے پہلے فنا ہو چکے تھے

(۲) عرب عاربہ۔ بنو فظان جو عرب باندہ کے بعد عرب کے اصلی باشندے تھے ان کا اصل وطن یمن تھا۔

(۳) عرب مستعربہ۔ یہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد تھی جو حجاز میں آباد تھی سیدنا اسماعیل مکہ مکرمہ

میں آباد ہوئے تو مکہ مکرمہ کے باسی قبیلہ بنو جرہم میں شادی فرمائی آپ کی شادی کی یہ اولاد مستعربہ کہلاتی

ہے اب عرب کا عظیم حصہ اس خاندان بنو ہاشم سے ہے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کو ایسے علاقہ میں بھلنے پھولنے کا موقع دیا جو ایشیاء یورپ افریقہ کے

براعظموں کے وسط میں ہے اور وہ خشکی تری کے دونوں راستوں سے دنیا کو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ

سے ملا کر ایک کر رہا ہے دنیا بھر کی ہدایت کیلئے واحد مرکز قائم کرنے کے لئے یہی خطہ موزوں تر تھا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ہاشم کی مدح سرائی

عرب کے شعرا نے سیدنا ہاشم کی مدح سرائی میں طبع آزمائی کی ہے جس سے آپ کی مقبولیت

کا پتہ چلتا ہے صاحب سیرۃ النبویہ زینی دحلان نے اپنی اس کتاب کے ص ۲۸ اور ۹۹ جلد اول

میں ایک عربی قطعہ نقل کیا ہے۔ کوئی شخص اپنی پریشانی یا غربت کے باعث اپنے کچا وے کو الٹا کئے با

ب بنی شیبہ سے گزر رہا تھا کچا وے کا الٹا کرنا اسکی کس پرسی اور غربت کی علامت تھی تو وہاں پر ایک

عرب شاعر نے اسے متوجہ کر کے کہا۔

یا ایہا الرجل المحول مرحلہ

الا نزلت بآل عبد مناف (۲)

اے شخص جو تو اپنا کچا وہ الٹا کیے جا رہا ہے کیا تو عبد مناف کی آل کے ہاں مہمان نہیں ٹھہرا۔ شاعر نے

کہا ہے کہ عبد مناف سخاوت محبت میں اپنی مثال ہے جو کوئی غریب ان کا مہمان ٹھہرتا تو وہ غریب نہ رہتا

(۱) الصالحی، سبیل الہدی و الرشاد، ص 3/1، ص 152/1

(۲) ابن کثیر، السیرۃ، ص 186

(ال عبدمناف بنوہاشم ہیں) پھر اسی شاعر نے اس کچا وہ والے سے کہا۔

هبلتك امك لو نزلت بر حلهم

منعوك من عدم ومن اقراف (1)

تیری ماں تجھے روئے اگر تو ان کے ہاں اترتا اور ان کا مہمان ہوتا تو وہ تجھے تنگدستی سے بچا لیتے اس شعر میں بھی بنوہاشم کی عظمت کا ذکر نمایاں کیا گیا ہے (آل عبدمناف بنوہاشم ہی ہیں)

الخاطلين غنيهم بفقيرهم

حتى يعود فقيرهم كالكانى (1)

وہ بڑے غنی کو اپنے فقیر سے ملا دیتے ہیں یہاں تک کہ جب ان سے فقیر واپس ہوتا ہے تو وہ غنی ہوتا ہے اور اپنی زندگی کی تمام ضروریات کا خود کفیل ہوتا ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

حکیمانہ اقوال

حضرت ہاشم کے حکیمانہ اقوال فصاحت و بلاغت سے بھرے ہوئے ایک خطبہ کا ذکر صاحب اعلام النبوۃ نے اپنی کتاب ۱۷۶ تا ۱۷۷ اس طرح بیان کیا ہے۔ اے لوگو ہم آل ابراہیم ہیں اولاد اسماعیل ہیں کنانہ کے فرزند ہیں قصی بن کلاب کے بیٹے ہیں مکہ کے مالک ہیں حرم میں رہنے والے ہیں حسب و نسب کی بلندی ہمارے لئے ہے جس نے کسی کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کیا ہے وہ بلائے تو لبیک کہنا لازمی ہے اے قصی کے بیٹو تم اس طرح ہو جیسے درخت کی دو ٹہنیاں ہوتی ہیں اگر ان میں سے ایک ٹوٹ جائے تو دوسری بھی نقصان سے دوچار ہو جاتی ہے۔ تلوار کی حفاظت اسکی نیام میں ہی ہو سکتی ہے۔ صبر کامیابی کی کلید ہے۔ اچھائی ایک خزانہ ہے اور سخاوت سرداری ہے اور جہالت کمینگی ہے دن بدلتے رہتے ہیں زمانہ تغیر پذیر رہتا ہے ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق باز پرس کی جاتی ہے اچھے کام سے تعریف ہوتی ہے برے سے شرمندگی۔ فضول باتوں سے الگ تھلگ رہو اپنے ساتھی کی عزت کرو تمہاری محفلیں پر رونق رہیں گی۔ اپنی ذات کے ساتھ یہی انصاف کرو تم پر اعتماد ہوگا اخلاق کی پابندی کرو اس میں تمہاری بلندی ہے۔ بری عادات سے دور رہو۔ (2)

عظمت بنو ہاشم

سیدنا ہاشم کی اولاد آپ کی نسبت سے ہی ہاشمی کہلاتی ہے اپنی اسی نسبت سے ہی حضرت سید عالم ﷺ کو رسول ہاشمی کے الفاظ مبارکہ سے یاد کیا جاتا ہے اولاد ہاشم کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ حضور سید عالم ﷺ کے اہل بیت آل رسول ہیں بنو ہاشم کی اس عظمت کو شیخ محقق حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ وفضلہ

میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

بنو ہاشم اہل بیت آں حضرت اند (1)

بنو ہاشم حضور ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ شیخ منقح علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب الشرف الموبد لآل محمد میں فرماتے ہیں

سواء کان حسنیاً او حسنیاً ام علویاً من زمریۃ محمد بن الحنفیہ

من اولاد علی ابن ابی طالب ام جعفریاً ام عقیلیاً ام عباسیاً (2)

بنو ہاشم حسنی ہوں حسینی علوی ہوں یا جعفری عقیلی ہوں یا عباسی یہ سبھی خاندان اہلبیت اور آل رسول ہیں۔

☆ بنی ہاشم پر زکوٰۃ حرام ہے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے اپنی

کتاب الزہر الباسم فی حرمتہ الزکوٰۃ علی بن ہاشم میں تفصیل فرمائی ہے ابن عباس سے ہے حضور ﷺ

نے فرمایا صدقہ لوگوں کی میل ہے۔ محمد اور آل محمد کیلئے حلال نہیں۔ (3)

☆ زمین والوں کیلئے ان کا وجود امن عافیت رحمت و برکت کا باعث ہے جیسا کہ شیخ نبہانی علیہ

الرحمۃ نے فرمایا۔

ان وجود ہم فی الارض امن لاهلہا (4)

(1) عبدالحق دہلوی، اشعۃ اللمعات، ص 406/1

(2) الشرف المؤید، ص 360

(3) الشرف المؤید، ص 360
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ☆ علامہ حبان فرماتے ہیں ان پراحسان اور بھلائی کا بدلہ قیامت کے دن حضور ﷺ دیں گے
- ☆ ان کی محبت درازی عمر اور قیامت کے دن چہرہ کی درخشندگی کا باعث ہوگی
- ☆ شجاعت اور بہادری میں ان کا ہم پلہ کوئی بھی نہ تھا۔
- ☆ انکی سادگی کے باوجود قیصر و کسری پر ان کی ہیبت طاری رہی عرب کا ایک غریب بھی کسی بڑے کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔
- ☆ بنو ہاشم سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔
- ☆ ایثار و قربانی ان کا شعار خاص تھا۔
- ☆ مہمان نوازی میں لا جواب تھے خود بھوکے رہ جاتے مگر مہمان کو کھانا پیش کر دیتے ایک مہمان کیلئے اونٹ ذبح کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔
- ☆ قیامت کے دن حضور ﷺ کی ذات کریم سے ان کا نسب متصل ہوگا اور انہیں اس اتصال سے فائدہ پہنچے گا۔
- ☆ اقوام عالم میں کوئی قوم ان کے ہم پلہ نہیں قومی سطح پر خاندانی معیار پر ان کا جواب نہیں ملتا۔
- ☆ تمام سادات کرام ترمذی ہوں یا مشہدی بخاری ہو یا گیلانی سبھی خاندانی اور قومی لحاظ سے بنو ہاشم ہیں۔
- ☆ ان کے ساتھ سید کا خصوصی لفظ بطور لقب استعمال ہوا ہے بطور قوم نہیں لفظ سید کا بطور لقب استعمال ہونا قرآن پاک میں وارد ہے۔
- ☆ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے بارہ میں ارشاد ہے۔
- سیداً و حصوماً و نبیاً من الصالحین (1)
- سردار اور پاکپاز ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے
- ☆ ایک اور مقام پر یہ لفظ سید مالک یا شوہر کے معنی میں بھی وارد ہے
- والفیاء سیدھا لدی الباب (2)
- ☆ یہاں پر سید سے مراد حضرت زلیخا کا شوہر ہے یا مراد مالک ہے

تیسری جگہ پر بھی یہ لفظ بمعنی سردار وارد ہے

قالوا ربنا انا اطعنا سادتنا (1)

قیامت کے دن کفار کہیں گے اے اللہ ہم نے اپنے سرداروں کی مانی تھی

چوتھی جگہ ایک اور حدیث شریف میں بھی یہ لفظ سید بمعنی سردار مستعمل ہے حضور ﷺ نے

فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اوائل میں تمام اہلبیت کو شریف کہا جاتا تھا خواہ وہ عباسی ہوں یا عقیلی بعد میں جب فاطمین مصر میں حکمران ہوئے تو شریف کا لفظ سیدنا حسن و حسین علیہ السلام

کی اولاد پر استعمال ہونے لگا۔ (2)

ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو عظمت و قار سیدہ فاطمۃ الزہراء کی اولاد کو ملا ہے اگر حضور

ﷺ کی دوسری صاحبزادیوں کا سلسلہ نسل جاری رہتا تو انکی اولاد بھی اس شرف کی مستحق ہوتی۔ مگر یہ

نظام قدرت ہے یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ (3) فتاویٰ حدیثیہ 142

حضور ﷺ نے اپنے نواسے سیدنا حسن علیہ السلام کیلئے فرمایا

ابنی هذا سید (4)

یہ میرا بیٹا سید ہے

(1) الاحزاب 33: 67

(2) فتاویٰ حدیثیہ 144

(3) فتاویٰ حدیثیہ 142

(4) البخاری، الجامع الصحیح، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی، الرقم 2505، ص 211/9

البخاری، الجامع الصحیح، باب علامات النبوة فی الاسلام، الرقم 3357، ص 458/11

البخاری، الجامع الصحیح، باب مناقب الحسن، الرقم 3463، ص 88/12

النسائی، السنن، باب مخاطبة الامام مرعیتہ و هو علی المنبر، الرقم 1393، ص 266/5

أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نعيم بن الحكم الضبي الطهماني البوسري

المعروف بأبن البيع (المتوفى: 405)، المستدرک علی الصحیحین باب من فضائل الحسن،

الرقم 4796، ص 125/11

أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن اسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430)،

معركة الصحابة، الرقم 1636، ص 280/3

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

الحسن و الحسين سيد اشباب اهل الجنة (1)

حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں

ان ارشادات میں اولاد سیدہ فاطمہ کو اس لقب سے نوازا گیا ہے جو مقدس خانوادے کا خصوصی امتیاز بن گیا اور کثرت استعمال کے باعث لفظ سید بمعنی قوم استعمال ہونے لگا۔ اس ضمن میں مزید معلومات کیلئے ہماری کتاب مقالات طہیات ص ۸۹ تا ۹۹ کا مطالعہ مفید رہے گا۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1)

الترمذی، السنن، باب مناقب الحسن و الحسين، الرقم 3701، ص 238/2

الأحمد، مسند، باب مسند ابی سعید الخدری، الرقم 10576، ص 121/22

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، باب من مناقب الحسن و الحسين، الرقم 4762،

ص 90/11

سلیمان بن أحمد یوب بن مطیر اللخدمی الشامی، أبو الفاسم الطبرانی (المتوفی: 360)،

المعجم الكبير، الرقم 2534، ص 61/3

ابن حبان، الصحیح، باب ذکر البیان بأن سبطی المصطفیٰ، الرقم 7085، ص 459/28

أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجری المصری

المعروف بالطحاوی (المتوفی: 321)، مشکل الآثار، باب الحسن و الحسين سيد اشباب

Click For More Books

اهل الجنة، الرقم 1681، ص 499/4
<https://archive.org/details/@zohabhasanattar>

سیدنا عبد مناف

حضرت ہاشم کے والد گرامی کا نام مغیرہ تھا مشہور عبد مناف تھے جیسے گذشتہ صفحات میں درج ہوا جیسے حضور ﷺ کے جد امجد عبد المطلب کا اصل نام شیبہ الحمد تھا مگر مشہور عبد المطلب ہوا۔ ایسے نام مغیرہ تھا مشہور عبد مناف تھے آپ کی ایک تحریر اس طرح ملتی جسے السیرۃ النبویہ نے ص ۲۷ ج ۱ پر اس طرح درج کیا ہے۔

انا المغیرہ بن قصی اوصی قریشاً بتقوی اللہ عزوجل وصلة الرحم وکان
نومالی صلی اللہ علیہ وسلم یضیی فی وجہہ

میں مغیرہ بن قصی ہوں میں قریش کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کریں رشتہ داروں سے اچھا سلوک کیا کریں حضور ﷺ کا نوران کے چہرے میں چمکتا تھا ان کے ہاتھ میں نزار کا جھنڈا اور حضرت اسماعیل کی کمان ہوا کرتی تھے انہیں قمر البطحاء (بطحا کا چاند) بھی کہا جاتا تھا۔ (1)

شجاعت سخاوت دیانت شرافت امانت میں اپنی مثال آپ تھے اپنے والد کے بعد قوم کی صحیح نمائندگی انہوں نے ہی کی عبد مناف کی تعریف کرتے ایک شاعر نے کہا ہے۔

کانت قریش بیضة فتغلقت فالمنح خالصة لعبد مناف (2)

قریش ایک صاف شفاف سترے انڈا کی مانند ہیں جب اسے کھولا گیا اس کا جوہر حقیقی مغرور اعلیٰ عبد مناف ہیں مناف اناف پیف سے ہے جس کا معنی ہے بلند و بالا چونکہ آپ شرف فضل کرم میں بلند مقام رکھتے تھے اس لئے مناف مشہور ہوئے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 272/1

(2) أبو ہلال الحسن بن عبد اللہ بن سہل بن سعید بن یحییٰ بن مہر ان العسکری (المتوفی 395ھ نحو)

الأوائل، باب محتویات، ص 2/1

ابن کثیر، السیرة، ص 164/2

سیدنا قصی

عبدالمناف کے والد گرامی کا نام قصی تھا اپنے دور کے عالم باعمل تھے نیکی پر رہتے لوگوں کو ملنے کی ہدایات کرتے اپنی تقاریر میں لوگوں کو خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کا حکم دیتے بتوں سے بچنے کا حکم دیتے مکہ مکرمہ میں بت پرستی کی لعنت پیدا کرنے والا شخص عمر بن لُحی خزاعی تھا (1)

آپ اسکی اس خیانت کا برملا ذکر کرتے حضور ﷺ کی آمد کے بارہ میں اکثر و بیشتر رطب اللسان رہتے چرچا کرتے کہ وہ نبی برحق آنے والا ہے جب وہ جلوہ گرہوں تو انکی بات مان لینا جمعہ کے دن لوگوں کو اکٹھا کر کے وعظ و نصیحت کرتے اسوقت اس دن کو یوم العربہ کہتے تھے۔ (2)

قصی آپ کو اس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ قوم سے دور رہتے تھے آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو والد نے فاطمہ بنت سعد بیوہ ربیعہ بن حزام سے دوسرا نکاح کر لیا ربیعہ کا قبیلہ شام کی سرحد پر سکونت پذیر تھا اس لئے آپ کو اور آپکی والدہ کو وہیں جا کر رہنا پڑا آپ نے ہمیشہ اپنے کوربیعہ کا بیٹا ہی سمجھا اور اس پر ہی فخر کرتے جوان ہونے پر ایک مرتبہ دوستوں میں تیر اندازی کا مقابلہ ہوا حضرت قصی کامیاب ہو گئے تو مخالف گروپ نے ارادہ حسد کیا جاتو کہیں اپنی قوم میں تو توہم سے ہے ہی نہیں گھر آ کر والدہ سے پوچھا تو والدہ نے بتایا بیٹے تیرے والد کلاب بن مرہ تھے وہ فوت ہو گئے تھے میں نے ربیعہ سے ثانی عقد کیا بیٹے تیری قوم اس قوم سے بہر حال افضل ہے اشرف ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہتی ہے کعبہ کی پڑوسی ہے تو آپ کو اپنی قوم میں آنے کا شوق پیدا ہو گیا تو آپ حج کے موقع پر آنے والے قافلہ کے ساتھ مکہ آئے آپ کے بھائی نے آپ کا خیر مقدم کیا مرحبا کہا جانا دقتسیم کردی آپ وہاں رہنے کیلئے مکہ کے ایک سردار حلیل الخزاعی نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت قصی سے کر دیا جہیز آنے پر مال و دولت میں بھی اضافہ ہو گیا آپ کے سر حلیل مکہ کے سردار تھے جب اسکی موت کا وقت آیا تو اس نے بیت اللہ شریف کی تولیت کا حق تو اپنی بیٹی کو دیا اور دروازے کھولنے اور بند کرنے کا

(1) أبو الفتح محمد بن عبد الکریم بن أبی بکر أحمد الشهر ستانی (المتوفی: 548)، الملل و النحل،

باب معطلۃ العرب، ص 200/1

Click For More Books

ابن کثیر، السیرۃ، ص 166/1

(2)

کام الحترش کو دیدیا حلیل کی موت کے بعد الحترش نے چند اونٹوں کے عوض بیت اللہ شریف کے کھولنے اور بند کرنے کا عہد قصی کو دیدیا اس طرح سے آپ بیت اللہ شریف کے نظم و نسق میں مختار ہو گئے
(1)

اس کے بعد پھر ایک مرتبہ بنی خزاعہ کو تولیت جانے پر حسد ہوا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے چنانچہ بنی خزاعہ اور قصی خاندان میں تولیت کعبہ پر شدید جنگ ہوئی اور متفقہ طور پر عمر بن عوف کو ثالث مقرر کر لیا چنانچہ عمر بن عوف نے قصی کے حق میں فیصلہ دیدیا صلح کرادی اور اس طرح متفقہ طور پر قصی پھر متولی کعبہ اور امیر مکہ قرار پا گئے آپ نے بھرپور کوشش کر کے اپنی بکھری ہوئی قوم کو مکہ مکرمہ میں جمع کر لیا اس طرح سے آپ کی عظمت اور زیادہ مان لی گئی۔ (2)

انہیں مجمع کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا کہ انہوں نے اپنی بکھری ہوئی قوم کو ایک جگہ مکہ مکرمہ میں جمع کر دیا اسی باعث ایک عرب شاعر نے ان کے بارے میں کہا۔

ابو کمہ قصی کان يدعى مجمعا
جمع الله القبائل من هجر (3)

تمہارا باپ قصی تھا جسے مجمع کہا جاتا تھا۔ اس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فہری قبائل کو ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا۔ امام احمد بن حنبل امام شافعی نے قصی کا اصل نام زید بتایا ہے۔

-
- (1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 61/1
ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 244/1
ابن ہشام، السیرۃ، باب استبداد قوم من خزاعۃ بولایۃ البیت، ص 117/1
الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 274/1
ابن سعد، الطبقات الکبری، باب ذکر قصی بن کلاب، ص 18/1
ابوالفتح، عیون الاثر، 33/1
ابن کثیر، السیرۃ، ص 87/1
ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 71/1
الطبری، تأریخ الرسل وللملوك، ص 373/1
ابن المطهر، البدء والتاریخ، ص 218/1

قصی کی حکمت عملی دانائی کے کارناموں سے عرب کو فخر ملا آپ بڑے حکیم و دانائے تھے ان کے حکیمانہ اقوال میں ایک قول یہ بھی ہے جو کینے کی عزت کرے وہ بھی اس کینہ پن میں شریک ہے جو اپنے مرتبہ سے زیادہ طلب کرے وہ اس لائق ہے کہ محروم رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ شراب سے بچو وہ بدن کو تو عارضی درست کر لے گی مگر ذہن ہمیشہ کیلئے خراب کر دے گی۔
ایک عرب شاعر نے لکھا۔

وانتم بنو زید وزید ابو کم

به زیدت البطحاء فخر اعلی فخر (1)

تم زید کے بیٹے ہو اور زید تمہارا باپ ہے (زید قصی کا نام تھا) انہیں کے حسین کارناموں کی وجہ سے دادی بٹھا کو فخر ملا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایجادات قصی

حضرت قصی نے جہاں خاندانی قومی تجارتی معاملات میں دلچسپی لی اور عمدہ سے عمدہ تجاویز پیش کر کے اپنے کمر کزی مقام کا اہل ثابت کر دیا۔ وہاں پر مذہبی معاملات میں بھی دلچسپی لی۔ آپ اہم مذہبی منصوبوں کے موجد بھی بنے ہیں جس سے بنو خزاعہ دیر تک مکہ مکرمہ پر حکمرانی کرتے رہے عمر بن یحییٰ انہیں کا ایک فرد تھا جو مکہ مکرمہ میں بت پرستی کا باعث بنا عرب میں بت پرستی کی لعنت اسی نے پھیلائی آخر کار حضرت قصی نے ان کا تختہ الٹ دیا اس طرح عرصہ دراز کے بعد سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو ان کا وقار مل گیا۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 275/1

ابن قدمہ، لباب الانساب واللقاب والاعقاب، ص 15/1

Click For More Books

200/1
<https://archive.org/details/@zonahabasarattar>

(2)

تعمیرندوہ

آپ نے یہ ادارہ قائم کیا جس میں ملکی ملی تجارتی مسائل پر اجتماعی موقف اختیار کر کے عملی جامعہ پہنایا جاتا تجارتی قافلوں کی روانگی بھی یہیں سے ہوتی باہر سے آنے والے قافلے بھی پہلے یہیں اترتے پھر اپنا اگلا سفر شروع کرتے ملکی اصلاح کیلئے اس ادارہ کو ایک قومی اسمبلی کی حیثیت حاصل تھی یہ عمارت بہت وسیع تھی اس کی بنیادی رکنیت کیلئے شرط یہ بھی تھی کہ رکن کی عمر ۴۰ سال سے کم نہ ہو۔ انکی قومی سماجی تقریبات بھی یہیں ہوتیں بچی جوان ہوتی تو اسے یہاں لایا جاتا ارکان شوری کے معزز بزرگ لوگ اس بچی کو دوپٹہ پہناتے اور پردہ کرنے کی ہدایت کرتے بچوں کی رسم ختنہ بھی یہیں ہوتی تھی قصی نے دارالندوہ اپنے بیٹے عبدالدار کے سپرد کردی ان کے بعد یہ عمارت حکیم بن حزام کے پاس آگئی انہوں نے یہ عمارت ایک لاکھ درہم میں بیچ دی یہ زمانہ سیدنا امیر معاویہ کا تھا آپ نے حکیم بن حزام سے کہا تو نے آباد اجداد کی عزت کو فروخت کر دیا ہے تو اس نے جوابا کہا عزتوں کے معیار ختم ہو گئے ہیں میں نے اسے شراب کی ایک مشک کے بدلہ لیا تھا اور اب لاکھ درہم وصول کر لیا ہے آپ سب لوگ گواہ ہو جائیں میں ساری رقم اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں گا۔ (1)

یہ خدمت بنی مخزوم کے سپرد تھی بنی مخزوم کی طرف سے خالد بن ولید مقرر تھے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اللواء

یہ دوسرا کام یا اہم منصب بھی حضرت قصی نے ایجاد کیا یوں سمجھ لیجئے انہوں نے ایک قومی جھنڈا ایجاد کیا جب کبھی دشمن سے ٹاکرہ ہوتا یا کوئی خطرہ سامنے آتا حضرت قصی اس جھنڈے کو لا کر گاڑ دیتے اور لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جاتے اور اپنے قائد کے فرمان کا انتظار کرتے قائد کے فیصلے پر وہ جان دینے کے لئے تیار ہو جاتے حضرت قصی کو یہ بھی شرف حاصل تھا کہ کعبہ شریف کی وہ تعمیر جو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے کی تھی طویل زمانہ گزر جانے کی وجہ سے خستہ ہو گئی تھی تو حضرت قصی نے اسے از سر نو تعمیر کیا۔ اللواء کے منصب کو عقاب بھی کہتے تھے یہ بھی امیہ کے سپرد تھی جسے ابوسفیان اموی پورا کرتے تھے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

رفادہ

حضرت قصی کی ایجادات میں ایک رفادہ بھی ہے آپ نے اہل مکہ کو اکٹھا کر کے فرمایا حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں اور اس کے گھر کے زائر ہوتے ہیں ہم پر لازم ہے کہ انکی خدمت کریں ان کے اخراجات کا اہتمام کریں انکی میزبانی ہمارا فرض ہے ہم سب کو چاہیے کہ اپنے مالوں سے حصہ دیں اور ایسا فنڈ قائم کریں جس سے خدا کے مہمانوں کی تواضع کی جاسکے چنانچہ سبھی نے اس پر اتفاق کیا اور دل کھول چندہ دیا چنانچہ ایام حج میں حاجیوں کے تمام اخراجات اسی فنڈ سے پورے کئے جاتے اس منصب پر حارث بن عامر بن نوفل کی طرف سے مامور تھے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حجابہ

یہ بھی ایک عظیم منصب تھا کعبہ شریف کی خدمات انجام دینا دروازہ کھولنا بند کرنا کنجیاں اسی منصب والے کے پاس ہوتی تھیں کعبہ شریف میں جو امانتیں رکھی جاتیں انکی حفاظت بھی اسی منصب والے کے ذمہ ہوتی جو لوگ کعبہ شریف میں تحائف لے کر آتے ان کا ذمہ دار بھی یہی ہوتا تھا یہ چاروں مناصب حضرت قصی نے ہی ایجاد فرمائے تھے۔ یہ خدمت بنی عبدالدار کے سپرد تھی جس کو عثمان بن طلحہ انجام دیتے تھے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 189/3

ابن کثیر، السیرۃ، ص 98/1

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 125/1 ، 275/1

السہیلی، الروض الانف، ص 232/1

ابن ہشام، السیرۃ، ص 129/1

الیعقوبی، التاریخ، ص 94/1

ابن خلدون، التاریخ، ص 355/2

سقایہ

حجاج کو پانی پلانے کا منصب بھی انہیں کا ایجاد کردہ تھا حج کے موقعہ پر پانی کا ذخیرہ جمع کر لیتے اور ان میں کشمش ڈال کر ذائقہ بدلا کر حاجیوں کو پلاتے آخر میں آپ نے یہ مناصب اپنی اولاد میں تقسیم کردئے چنانچہ سقایہ اور ندوہ عبد مناف کو دئے انہیں کی اولاد میں حضور ﷺ جلوہ گر ہوئے حجابہ اور لواء اپنے بیٹے عبدالدار کو دیئے حج کے دنوں میں پانی پلانے کا فریضہ عبدالعزیٰ کو دیا ان کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اپنا چولہا گرم نہیں کر سکتا تھا۔ (1)

یہ خدمت بھی ہاشم کی طرف سے حضرت عباس انجام دیا کرتے تھے۔ ان مناصب کے علاوہ اور بھی مذہبی مناصب تھے جیسا کہ عمدۃ القاری شرح بخاری باب مناقب قریش میں درج ہے۔

عمارت

کا بھی ایک منصب تھا کہ حرم شریف کی تعمیر مرمت بنو ہاشم کی طرف سے حضرت عباس یہ خدمت انجام دیتے رہے

سفارت

بھی ایک منصب تھا یہ خدمت بنی عدی میں سے عمر بن الخطاب کے سپرد تھی۔

قبہ

یہ بھی ایک منصب تھا جنگ کے موقعہ پر فوج کیلئے خیموں کا اہتمام کرنا یہ خدمت مخزوم کے سپرد تھی۔

(1) ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 189/3

ابن کثیر، السیرۃ، ص 98/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 125/1 ، 275/1

السہیلی، الروض الانف، ص 232/1

ابن ہشام، السیرۃ، ص 129/1

المعقوبی، التأریخ، ص 94/1

ابن خلدون، التأریخ، ص 355/2

آعنه

یہ بھی ایک منصب تھا جنگ کے دنوں میں یا گھوڑ دوڑ کے موقع پر گھوڑوں اور سواریاں کا انتظام کرنا اس خدمت کو بھی بن مخزوم کی طرف خالد بن ولید ہی انجام دیا کرتے تھے حضرت خالد بن ولید زمانہ جاہلیت میں بہتر کمانڈر تھے۔

اشناق

یہ بھی ایک منصب تھا کہ آپس میں لڑائی جھگڑا فتنہ ختم کرنے کیلئے دیت یا تاوان کا ادا کرنا جس شخص میں تاوان ادا کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کیلئے تعاون کی تحریک پیدا کر کے مسئلہ حل کرنا یہ خدمت بنی تمیم میں سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے سپرد تھی لوگ آپ سے قریبی وابستگی رکھتے تھے کوئی اور سامنے آتا تو لوگ پیچھے ہٹ جاتے۔

موال مجرہ

(غیر مسلم اوقاف) اسکی نگرانی حارث بن قیس انجام دیتے۔

الازلام

یہ بھی ایک منصب تھا کہ یہ تیروں سے فال نکال کر سفر کرنا کہ یہ سفر اچھا ہے یا برا صفوان بن امیہ اس محکمہ فال کے ناظم تھے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن ہشام ، السیرة ، ص 129/1

اليعقوبي ، التآريخ ، ص 94/1

Click For More Books

ابن خلدون ، التآريخ ، ص 355/2
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سیدنا کلاب

قصی کے والد کا نام کلاب تھا چونکہ انہیں کتوں کے ساتھ شکار کا بڑا شغف تھا اس لئے کلاب کے نام سے مشہور ہو گئے ان کا اصل نام حکیم یا عروہ یا مہذب تھا۔ (1)

ابو الرقیش اعرابی سے کسی نے پوچھا تم لوگ اپنی اولاد کے نام جانوروں کے ناموں سے کیوں رکھتے ہو جیسے کلب کتا۔ ذبب بھیڑیا مگر غلاموں کے نام اچھے اچھے رکھتے ہو ابو الرقیش نے کہا بیٹوں کے نام دشمنوں کیلئے رکھتے ہیں کہ وہ نام سن کر دوڑ جائیں اور غلاموں کے نام اپنے لئے رکھتے ہیں چونکہ اولاد نے دشمن سے لڑنا ہوتا ہے اور لڑائی میں ہیبت کی ضرورت ہوتی ہے کہ دشمن نام سن کر مرعوب ہو جائے۔ (2)

ایک عرب شاعر ان کے متعلق لکھتا ہے

حکیم بن مرہ ساوی الومری

ببذل النوال دكف الاذی (3)

حکیم بن مرہ نے بخشش کو وافر کر کے مشکلات کو ختم کر کے لوگوں میں مساوات قائم کر دی۔

مرباح العشیرۃ افضلہ

وجنیہا طامرات الردی (3)

اپنے خاندان کو فائدہ پہنچانا اور مصیبتوں سے بچانا تو اس کے کمالات سے اپنی اہلیہ کا نام فاطمہ بنت سعد ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 276/1

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 24/1

سیدنا مرہ

جناب کلاب کے والد کا نام مرہ ہے ابو یثبطہ کنیت سے مشہور ہیں قوت و طاقت اور شہسواری کے معنی پائے جاتے ہیں۔ مرہ کا معنی کڑواہٹ کا ہے۔ عرب بہادر کو مرہ کہتے ہیں۔ آپ کی اہلیہ کا نام ہند بنت سریر ہے آپ کی اولاد بنی مخزوم کہلائی حضرت خالد بن ولید سیدہ ام سلمہ کا سلسلہ نسب بھی چھٹی پشت میں انہیں سے جاملتا ہے سیدنا صدیق اکبر حضرت طلحہ کا سلسلہ نسب تیم بن مرہ سے چھٹی پشت میں جاملتا ہے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا کعب

حضرت مرہ کے والد گرامی کا نام کعب ہے سب سے پہلے جمعہ کے دن اکٹھے ہونے کا طریقہ انہیں سے جاری ہوا آپ لوگوں کو اکٹھا کر کے خطبہ دیتے خدا کی حمد بیان کرتے کہ چاند تارے سورج سب اس کی مخلوق ہے پھر لوگوں کو ہدایات فرمایا کرتے کہ میری اولاد میں ایک نبی آنے والا ہے اگر تم اس کا زمانہ پالو تو اسکی اطاعت کرنا اسکا حکم ماننا۔ اور پھر عموماً اپنے خطاب میں عربی کا یہ شعر پڑھا کرتے۔

یألیتني شاهد فحواه دعوتہ اذا قریش تیغی الحق خزلانا (2)

کاش ان کے اعلان دعوت حق کے موقعہ میں بھی ہوتا جس وقت قریش انکی اعانت سے منہ پھیر لیں گے۔

آپ نے ہی یوم عروہ کا نام جمعہ رکھا (3)

البدایہ النہایہ میں آپ کے ایک خطبہ کا بھی ذکر ہے۔

(1) السہیلی، الروض الانف، باب لوی، ص 26/1

ابن ہشام، السیرۃ، باب اولاد مرہ والہاشم، ص 103/1

(2) السہیلی، الروض الانف، باب لوی، ص 26/1، 253/2

(3) ابن کثیر، السیرۃ، ص 166/1

ایک موقعہ پر آپ نے یہ بھی فرمایا۔

نہامس ولیل کل یوم بحادث سواء علینا لیلھا ونہامھا (1)
زمانہ کے دن رات کی آخرفنا ہے ہم اس دن رات کے برابر ہیں۔

ایک شعر یہ بھی آپکا ہی کا ہے

علی غفلتھا یاتی النبی محمد فیخبر اخبارھا صدوقاً خبیروھا (1)

جب لوگ غافل ہوں گے تو حضور ﷺ کی جلوہ گری ہوگی۔ تو آپ سچی خبریں دیں گے اور سچے خیر ہوں گے چونکہ عربوں میں آپ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اس لئے انہوں نے آپ کی تاریخ وفات اپنا سن قرار دے دیا عام الفیل تک اسی سے تاریخ بیان کرتے رہے پھر عام الفیل سے اپنی تاریخ شروع کر لی۔ (2)

آپ کی اہلیہ کا نام خشبہ بنت شیباء ہے سیدنا عمر فاروق حضرت سعید عمر بن عاص عثمان بن مظعون ایسے اکابر صحابہ آپ کے سلسلہ نسب سے وابستہ ہیں آپ کے حسین و جمیل خطبہ کو امام محمد بن یوسف الصالحی نے سبل الہدی والرشاد میں شاندار تفصیل سے بیان کیا ہے جو بے پناہ خوبیوں پر مشتمل ہے۔ ادیبانہ انداز نہایت دلکش ہے آپ کے خطبہ کے اہم موضوعات یہ ہوتے تھے صلہ رحمی وعدہ کی پابندی، حقوق العباد کی ادائیگی غربا و مساکین سے ہمدردی۔ حق و انصاف کا ساتھ اور حضور ﷺ کی آمد کا چرچا آپ حضور ﷺ کا ذکر کر کے فرمایا کرتے۔

واللہ لو کنت ذاسمع وبصر ویدوسر جل تنصیت فیھا تصب الجمل (3)
اللہ کی قسم کاش اس وقت میرے کان میری آنکھیں میرے پاؤں اور ہاتھ صحیح ہوں تو میں حضور ﷺ کی دعوت کو پھیلانے کیلئے ایسے کھڑا ہو جاتا جیسے اونٹ کھڑا ہو جاتا ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 167/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 279/1

ابن کثیر، البدایہ والنہایۃ، ص 302/2

البعقوبی، التاریخ، ص 92/1

العسکری، الاوائل، ص 8/1

(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 278/1

(3) ابن کثیر، البدایہ والنہایۃ، ص 302/2
<https://archive.org/details/@zohor-masaddatari>

لوی

حضرت کعب کے والد گرامی کا نام لوی ہے آپ نہایت حلیم الطبع تھے لوگوں کی سختیاں برداشت کرتے ناجوازیوں سے درگزر کرتے حوصلہ بردباری آپ کا خاص شعار تھا آپ کے حوصلہ بردباری کو لوگ بطور نشان سامنے رکھتے عربوں کو آپ کے عمدہ کردار پر فخر تھا بری محافل سے آپ ہمیشہ الگ تھلگ رہے انکی والدہ کا نام عاتکہ تھا قریش میں عاتکہ نام کی تین خواتین تھیں ان میں سب سے پہلے ان کا نام آتا ہے تاریخ طبری میں آپ کے بارے میں یہ عبارت موجود ہے۔

وكان لوى حلیمًا حكیمًا نطق بالحكمة (1)

لوی حلیم تھے دانا تھے دانائی سے بات کرتے تھے۔

آپ کے منہ سے نکلا ہوا فقرہ مثال بن جاتا تھا آپ کی کنیت ابو کعب تھی اصمعی فرماتے ہیں کہ لوی لواء الجیش کی تفسیر ہے یہ آپ کا یہ نام اس لئے مشہور ہوا کہ آپ اپنی قوم میں لواء (علمبردار تھے) آپ کی زوجہ کا نام ماریہ بنت کعب ہے نور محمدی آپ کے بڑے بیٹے کعب کو تفویض ہوا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا غالب

جناب لوی کے والد گرامی حضرت غالب ہیں آپ کی کنیت ابو تیم ہے آپ اپنے دور کے بڑے علامہ تھے عرب آپ کو مرکز حیثیت دیتے تھے قومی مسائل و معاملات پر آپ کی بات کو ترجیح دی جاتی تھی۔ قوم کے مشکل فیصلے آپ کیا کرتے آپ کی اہلیہ کا نام عاتکہ بنت میخلد ہے۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا فہر

آپ کی کنیت ابو غالب تھی لقب قریش تھا انہیں کے اس لقب سے قریش خاندان چلا انہیں کی اولاد کو قریشی کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے قریش نصر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں بعض احادیث مرفوعہ بھی اسی کی موید ہیں امام شافعی علیہ الرحمۃ سے بھی یہی قول نقل کیا گیا ہے کہ قریش نصر بن کنانہ کی اولاد کا نام ہے اب قریش کے بارے ان دونوں مختلف اقوال کو ایک جگہ پر ہے اس طرح کیا جاسکتا ہے جیسے کہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ فہر اپنے والد کے اکلوتے تہائیٹے ہیں کوئی دوسرا بھائی نہیں اسی طرح مالک بھی تہائیٹے تھے ان کا بھی کوئی دوسرا بھائی نہ تھا اس طرح دونوں باتوں میں مطابقت یوں ہو سکتی ہے جو شخص فہر کی اولاد ہے وہ نصر کی اولاد سے بھی ہے۔ لہذا اس طرح قریش کی تعیین میں سب متفق ہو گئے قریش کو قریش کہنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ اپنی بہت قوت طاقت کے لحاظ سے سب پر فوقیت رکھتے تھے قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو اپنی قوت سے تمام جانوروں پر غالب ہے ایک موقع پر عمر بن عاص نے حضرت ابن عباس سے کہا لوگ کہتے ہیں آپ بہت بڑے عالم ہیں بھلا قریش کی وجہ تسمیہ تو بتاؤ تو آپ نے یہی وجہ بتائی جو ابھی ذکر ہوئی ہے۔ شمر بن عمر میری نے اسی ضمن میں لکھا ہے۔

قریش ہی التي تسكن البحر بهاسمیت قریش قریشا (1)

قریش ایک دریائی جانور کا نام ہے جو دریا میں رہتا ہے اسی باعث قریش کا نام قریش رکھ دیا گیا۔

تاکل الغث والسمین ولا تترك لذی الجناحین مریشاً (1)

وہ ہر چھوٹے موٹے جانور کو کھا جاتا ہے اس کے پر تک نہیں چھوڑتا

ولهم آخر الزمان نبی یکثر القتل والخصو شاً (1)

اسی قبیلہ میں ایک آخر الزمان نبی ہوگا جو خدا کے دشمنوں کو قتل کریگا اور زخمی کریگا۔ قریش کو

قریش کہنے کی دوسری وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک دن نصر بن کنانہ اپنی قوم میں آئے ان کے

جلال و جمال کو دیکھ کر اہل محفل نے کہا

انظروا الی نصر کأنه جمل قریش (1)

نصر کو دیکھو کسی قدر بڑا طاقتور سا نڈ ہے بس اسی تعارف سے قریش مشہور ہو گئے حافظ بدرالدین عینی نے قریش کو قریش کہنے کی بہت سے وجوہ بیان کی ہیں اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو عمدۃ القاری ص ۴۸۶ ج ۷ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

قریش کہنے کی تحقیقی وجہ

حضرت نصر لوگوں کے مسائل اور معاملات میں گہری دلچسپی سے انکی ضروریات پوری کرتے اس لئے انہیں قریش کہا گیا ہے قریش قریش سے ہے جس کا معنی تفتیش کرنے کا ہے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چل کر اپنی اولاد بھی موسم حج میں حجاج کی خدمت کرتی انکی ضروریات پوری کرتی۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف کے بیٹے ابی سلمہ نے کہا ہے جب قصی حرم میں آئے اور انہوں نے بہتر بن کام کئے تو انہیں قریش کہا گیا لہذا قریش اپنے اعلیٰ اور عمدہ کاموں کے باعث قریش مشہور ہوئے اسی مفہوم کی تائید میں ابن ہشام لکھتے ہیں۔ قریش کا لفظ تفرش ہے جس کا معنی ہے تجارت کرنا چونکہ اس خاندان کا ذریعہ معاش تجارت تھا دور و دراز ملکوں تک سامان تجارت لیجاتے لے آتے اسی باعث قریش مشہور ہوئے۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الطبری، التأریخ، ص 22/2

الطبری، تأریخ الرسل و الملوك، ص 376/1

ابن کثیر، البدایة و النہایة، ص 256/2

(2) السہیلی، الروض الالنف، ص 185/1

سیدنا مالک

فہر کے والد گرامی کا نام سیدنا مالک تھا ابو الحارث کنیت تھی عرب کے عظیم سرداروں میں شمار ہوتے تھے اپنی بیبت و جاہت سے سبھی لوگ متاثر تھے

سمیعی مالک لائے کان ملک العرب (1)

آپ کا نام مالک اس وجہ سے تھا کہ آپ پورے عرب کے بادشاہ تھے
آپ کی سخاوت مہماں نوازی مشہور تھی اپنی اہلیہ کا نام جندیہ بنت عامر تھا حضور ﷺ کا نور مقدس ان کے بڑے بیٹے فہر کو منتقل ہوا انکی والدہ کا نام عاتکہ تھا بعض نے کہا عکرشہ تھا محسوس ہوتا ہے یہ کوئی دوسری خاتون ہیں مگر یہ ایک ہی ہیں عاتکہ نام تھا عکرشہ لقب تھا۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا نصر

حضرت مالک کے والد گرامی کا نام نصر تھا ان کا اصل نام قیس تھا مگر اپنے چہرے کی چمک دمک اور حسن و جمال کے باعث لوگوں نے نصر کے لقب سے یاد کیا قرآن مقدس میں ہے

تعرف فی وجوہہم نصرۃ النعیم (3)

انکی والدہ کا نام برہ بنت مرتھا ان کی عظیم شخصیت کو بدنام کرنے کیلئے دشمنوں نے اسپر یہ الزام بھی لگایا کہ نصر کی والدہ پہلے نصر کے دادا خزیمہ کے نکاح میں تھی خزیمہ کے فوت ہونے پر ان کے بیٹے کنانہ نے نکاح کیا اس سے نصر پیدا ہوا (معاذ اللہ) (4)

باپ کی منکوحہ سے شادی کو اسلام نے منع کیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

(1) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 247/1

(2) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 247/1

(3) المطففین 83: 24

(4) السہیلی، الروض الانف، ص 284/1

لا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ (1)

جن خواتین سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ان سے مت نکاح کرو

اس آیہ مقدسہ کی جامعیت واضح ہے خدا بھلا کرے ان محققین کرام کا جو اس قسم کے لغو اعتراضات کی چھان بین کر کے محققانہ فیصلے دے گئے۔ علماء نے اس اعتراض کا قلع قمع اس طرح کیا ہے کہ کنانہ کے والد خزیمہ کا جب انتقال ہوا تو کنانہ نے دور جاہلیت کے رواج کے مطابق اپنے باپ کی بیوہ کو نکاح میں لیا مگر وہ جلدی فوت ہو گئیں ان کے لطن سے کوئی بچہ نہ ہوا اس کے بعد کنانہ نے اپنی پہلی بیوی کے بھائی (اپنے سالار) کی بیٹی سے نکاح کیا ان کے لطن سے کنانہ کے گھر نضر پیدا ہوئے (2)

جن لوگوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہوئی اسکی وجہ یہ ہے دونوں بیویوں کے نام بھی اتفاق سے ایک تھے اور رشتہ بھی قریب کا تھا اگر خدا نخواستہ کوئی شخص اس ضد پراڑ گیا ہے کہ نضر کی پیدائش خزیمہ کی بیوہ سے ہے جو خزیمہ کے بیٹے کنانہ نے کی تھی تو یہ نظریہ حضور ﷺ کی نسل پاک پر بہت بڑا الزام اور بہتان ہے جبکہ حضور ﷺ اپنی نسل کے طیب و طاہر ہونے کا خود ذکر فرماتے ہیں اس عنوان پر مزید تحقیق و تسلی کیلئے السیرۃ النبویہ ص ۲۱ ج ۱ کا مطالعہ مزید مفید ہوگا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا کنانہ

حضرت نصر کے والد کا نام کنانہ تھا عرب میں بلند پایہ صاحب علم و عمل سمجھے جاتے تھے دور دراز سے لوگ انکی زیارت کیلئے آتے تھے (1)

آپکی کنیت ابوالنصر تھی حضور ﷺ نے فرمایا

ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل و اصطفیٰ قریشاً من کنانۃ

واصطفیٰ من قریش بنی ہاشم واصطفائی من بنی ہاشم (2)

اللہ تعالیٰ نے بنی کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے برگزیدہ

کیا۔ ابوعامر عدوانی فرماتے ہیں

مرایت کنانۃ بن خزیمہ شیخاً عظیم القدر یجنی العرب لعلمہ

وفضلہ (3)

میں نے کنانہ کو دیکھا ہے وہ بہت بزرگ تھے عظیم شخص تھے ان کے علم و فضل کیوجہ سے اکثر

اہل عرب انکے ہاں آتے تھے۔

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب مبعث النبی ﷺ، ص 168/11

(2) المسلم، الجامع الصحیح، باب فضل نسب النبی ﷺ، الرقم 4221، ص 380/11

الترمذی، السنن، باب فی فضل النبی ﷺ، الرقم 3538، ص 51/12

الاحمد، المسند، باب حدیث وائلہ بن الاسقع، الرقم 16372، ص 348/34

الاحمد، المسند، باب حدیث وائلہ بن الاسقع، الرقم 16373، ص 349/34

أبو یکر بن أبی عاصم و هو أحمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی (المتوفی: 287)،

الأحاد و المثنائی، باب ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔، الرقم 820، ص 11/3

البیہقی، دلائل النبوة، باب اصطفائی من بنی ہاشم، الرقم 71، ص 86/1

البیہقی، شعب الایمان، ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔، الرقم 1378، ص 429/3

الموصلی، المسند، ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔، الرقم 7319، ص 294/15

الموصلی، المسند، ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل۔۔، الرقم 7321، ص 296/15

ابن حبان، الصحیح، باب ذکر اصطفاء اللہ، الرقم 6439، ص 204/26

الاصبہانی، معرفة الصحابة، باب اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل، الرقم 25، ص 35/1

حضرت کنانہ کو یہ شرف حاصل ہے انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سیدنا زکریا سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی زیارت بھی کی ہے جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت کنانہ کی عمر اس وقت ۱۵ سال تھی جب عیسیٰ علیہ السلام شام و فلسطین سے جاز مقدس آئے تو حضرت کنانہ سے ملاقات بھی فرمائی اور بشارت دی تمہاری پشت مبارک سے نبی آخر الزماں کا ظہور ہوگا۔ (1)

آپ کے چودہ بیٹے تھے۔ حضور ﷺ کا نور مبارک حضرت نصر کو تفویض ہوا۔ عامر عدوانی ہی فرماتے ہیں

فقال انه قد جاء وقت خروج النبي من مكة يدعى احمد يدعو الى الله و الى البر والاحسان (2)

انہوں نے کہا مکہ سے ایک نبی کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے ان کا نام نامی احمد ہو گا وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں گے نیکی اور احسان کی تلقین کریں گے یہی عامر عدوانی اس عبارت سے متصل ہی تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز کنانہ حطیم میں سو رہے تھے کہ انہوں نے خواب دیکھی انہیں کہا گیا ان چار چیزوں سے کوئی ایک چن لو گھوڑے۔ اونٹ۔ تعمیرات۔ دائمی عزت آپ نے عرض کی کل بشارت اے اللہ یہ سب کچھ ہی دیدے اللہ تعالیٰ نے اپنی دعا کے طفیل قریش کو یہ ساری نعمتیں ہی عطا فرمادیں۔ (3)

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

سیدنا خزیمہ

حضرت کنانہ کے والد گرامی سیدنا خزیمہ ہیں انکی والدہ کا نام سلمیٰ بنت اسلم تھا ان کے بھائی کا نام ہذیل تھا ماں کی طرف سے ایک بھائی تھا جس کا نام تغلب بن صفوان تھا۔ (4)

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب مبعث النبی ﷺ، ص 168/11

(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 286/1

(3) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 287/1

(4) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 287/1

اصل نام عمر تھا لقب مدرکہ مشہور ہوا کہ آپ اونٹ تلاش کر کے لے آئے تھے ان کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ نمایاں جھلک دیتا تھا
وكان فيه نور المصطفى ﷺ ظاهراً بيننا (1)
حضور سید عالم ﷺ کا نور مبارک ان کے پانچوں بیٹوں میں سے حضرت خزیمہ کو عطا کیا گیا۔
و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

سیدنا الیاس

حضرت مدرکہ کے والد گرامی کا نام حضرت الیاس ہے انہیں شرف حاصل ہے کہ قربانی کے اونٹ سب سے پہلے بیت اللہ شریف میں انہوں نے ہی بھیجے ہیں انہیں یہ بھی شرف حاصل ہے جب حج پر جاتے تو اپنی پیٹھ میں حضور ﷺ کا تلبیہ پڑھنا سنتے تھے

كان في صلبه تلبية النبي ﷺ لبك اللهم لبك (2)
آخر تک آپ کی عظمت کے پیش نظر اہل عرب آپ کو سید العرب کہہ کر بلاتے نہایت خوبصورت تھے سخاوت و محبت میں امتیازی مقام تھا آپ کے انتقال پر آپ کی اہلیہ کو اتنا بڑا صدمہ ہوا کہ پوری زندگی اس جگہ سے نہ انھیں جناب الیاس کا انتقال ہوا لوگوں میں ان کے حزن و ملال غم وافر دگی کا عام چرچا تھا آپ دین ابراہیمی پر قائم تھے امام سہیلی فرماتے ہیں

لا تسبو الیاس فانه كان مومنًا (2)

الیاس کو برا نہ کہو وہ کامل مومن تھا۔

حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا

لا تسبو الیاس فانه كان مومنًا و كان في العرب مثل لقمان الحكيم في قومه (2)

الیاس کو برا نہ کہو وہ مومن تھا وہ عرب میں ایسے تھا جسے لقمان حکیم اپنی قوم میں۔

(1) عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911)، بدائع الزهور، في وقائع الدهور،

آپ کی گفتگو نہایت حکیمانہ انداز میں ہوتی ایک موقعہ آپ نے فرمایا۔

من یزمرع خیراً یحصد غبطتہ من یزمرع شراً یحصد ندامتہ (1)

جو خیر کی کاشت کرتا ہے راحت کی فصل اٹھاتا ہے جو برائی کاشت کرتا ہے شرمندگی اٹھاتا ہے۔ آپ نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو حق کی طرف لیجانے اور خرابیاں دور کرنے کیلئے بے پناہ محنت کی آپ اپنے والد کے صحیح جانشین تھے خاندان کے تمام افراد آپ کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ اپنی قوم میں اپنے جلیل القدر بزرگ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تعلیمات دینے میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرتے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا مضر اور انکی ذہانت

حضرت الیاس کے والد گرامی خدا داد حسن و جمال میں اپنے دور میں یکتا تھے آپ کے اور بھی تین ساتھی تھے۔ ایذا ربیعہ، انمار مضر کے والد جناب نزار نے اپنی موت سے قبل واضح طور پر وصیتیں کر دی تھیں کہ بعد میں جھگڑا پیدا نہ مگر تقسیم جائداد کے وقت پھر بھی الجھنیں پیدا ہو گئیں وصیت کے وقت والد نے نزار سے یہ بھی کہا تھا کہ جب کبھی کوئی الجھن پیدا ہو جائے تو تم اپنے معاملہ کو الحبر نامی راہب سے طے کروالیا کرنا یہ چاروں بھائی بلا کے ذہین تھے دور رس نگاہ کے مالک تھے۔

ایک موقعہ سفر کرتے راستہ میں مضر کی نگاہ گھاس پر پڑی اور فوراً کہا جس اونٹ نے یہ گھاس چری ہے وہ کانا ہے دوسرے بھائی ربیعہ نے کہا وہ لنگڑا بھی ہے تیسرے ایاد نے کہا وہ اونٹ دم کٹا بھی ہے چوتھے انمار نے کہا وہ چھوٹا ہوا بھی ہے۔ اس گفتگو کے چلتے ہوئے راستہ میں ایک شخص نے پوچھا میرا اونٹ گم ہے کہیں دیکھا تو نہیں مضر نے کہا وہ کانا ہے اس نے کہا جی ہاں ربیعہ نے کہا وہ لنگڑا بھی ہے اس نے کہا یہ نشانی بھی ٹھیک ہے تیسرے ایاد نے کہا وہ دم کٹا بھی ہے اس نے کہا ٹھیک ہے چوتھے

(1) ابن ہشام، السیرۃ، ص 195/1

السہیلی، الروض الانف، ص 345/1

Click For More Books

ابن کثیر، السیرۃ، ص 279/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بھائی انمار نے کہا وہ چھوٹا ہوا بھی ہے اس نے کہا ٹھیک ہے اب اس شخص نے اونٹ کا مطالبہ کر لیا انہوں نے حلف اٹھا دیا کہ ہم نے اونٹ دیکھا ہی نہیں وہ شخص بھی انہیں کے ساتھ چلتا گیا جب یہ الحمر نامی راہب کے پاس گئے تو اس نے الحمر نامی راہب کو سارا ماجرا سنایا اور اونٹ کا مطالبہ کیا الحمر نے ان سے پوچھا جب تم نے اونٹ دیکھا نہیں تو یہ نشانیاں کیسے بتا رہے ہو۔ جناب مضر نے کہا میں نے کاناس لئے کہا تھا کہ وہ ادھی گھاس چھوڑتا چلا گیا ربیعہ نے کہا میں نے دم کٹا اس لئے کہا تھا کہ اسکی میٹگنیاں ایک جگہ گری ہوئی تھیں اگر دم ہوتی میٹگنیاں ایک ایک کر کے گرتیں اور دور تک جاتیں ایاد نے کہا میں نے چھوٹا اس لئے کہا تھا دوسرے جھاڑیوں کو چھوڑتا ہوا چلا گیا الحمر نے انکی ہلاکی ذہانت کو دیکھ کر کہا آپ جیسے عقلمند لوگوں کو میرے فیصلے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کہہ کر اس نے دستر خواں لگا یا شراب پی گوشت کھا یا پھر ایک مرتبہ بھائیوں کی دور رس نگاہ نے یہاں بھی مظاہرہ کیا مضر نے کہا شراب اچھی تھی مگر کتنا اچھا ہوتا یہ قبر کے انگوروں سے نہ بنائی گئی ہوتی ربیعہ نے کہا گوشت اچھا تھا کاش اس بکری کو کتیا کا دودھ نہ پلایا ہوتا۔ ایاد نے کہا کاش ہمارا میزبان اپنے باپ کا بیٹا ہوتا انمار نے کہا آج جو اچھی باتیں سنی ہیں پہلے کبھی نہیں سنی تھیں بھائیوں کی اس گفتگو پر الحمر اٹھ کر گھر آیا اور اپنی ولادت کا حال پوچھا ماں نے سچ سچ بتا دیا بیٹا جس بادشاہ کے نکاح میں میں تھی وہ لا ولد جار ہا تھا تو میں دوسرے ایک شخص کے پاس چلی گئی جسکا محل ٹھہر گیا۔ شراب بنانے والے سے الحمر جرہی نے شراب کے متعلق پوچھا اس نے بتایا انگوروں کی ایک بیل قبر پر تھی یہ ان انگوروں کی شراب ہے پھر چرواہے سے ذبح ہونے والی بکری کا پوچھا اس نے بتایا اس بکری کو کتیا کا دودھ پلایا گیا تھا جرہی ان کے علم و فضل کا قائل ہوا اور جھگڑے والے مسئلہ کو احسن طریق سے طے کر دیا۔ (1)

(1) أبو البقاء مہبہ اللہ محمد بن نمہ الحلی، المناقب المزیدیة فی أخبار الملوك الأسیدیة، ص 214/1

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 290/1

الطبری، التاریخ، ص 26/2

ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 248/1

الجوزی، المنتظم، ص 202/1

الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 378/1

گا کروڑوں کا چلانا بھی انہیں کی ایجاد ہے اس کا آغاز یوں ہوا آپ اونٹ سے گرے اور ہاتھ ٹوٹ گیا تو آپ نے زور سے کہا یا یادہ یا یادہ ہائے ہاتھ ہائے ہاتھ آپ بہت خوش گلو تھے اونٹ یہ آواز سکر آپ کے پاس آگئے تو آپ نے سمجھا اونٹ بھی آواز پر مست ہوتے ہیں تندرست ہو کر تجربہ کیا تو کامیاب رہا حضور ﷺ نے فرمایا

(1) لاتسبوا مضر فأنه كان قد اسلم

مضر کو برا نہ کہو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

اس واقعہ سے اندازہ کریں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب پاک علیہ السلام کے ابا و اجداد کو کس قدر زہانت فراست اور بصارت سے نوازا ہے

آپ کے حکیمانہ اقوال میں یہ بھی ہے آپ نے فرمایا اپنے نفسوں کو ناگوار خاطر چیزوں پر آمادہ کرو یہ بھی فرمایا خواہشات سے نفسوں کو بچا دینا یہ بھی فرمایا اصلاح اور فساد کے درمیان صبر کے علاوہ کچھ نہیں۔ ایسے ہی حکیمانہ کلمات آپ کے بیٹے حضرت الیاس سے ملتے ہیں۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا نزار

علامہ سہیلی فرماتے ہیں جب نزار پیدا ہوئے تو انکی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور چمکتا تھا والد یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور احباب کو بلایا دعوت کھلائی اور فرمایا

(3) هذا كله نذر لحق هذا المولود فسمي نزاراً لذلك

یہ سب کچھ مولود کے حق کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اس لئے نزار نام رکھا گیا

ابوالفرج اصفہانی فرماتے ہیں نزار یکتا روزگار تھے اسی وجہ سے ان کا نام نزار رکھا گیا (4)

(1) ابوالبقاء، المناقب المزیدیہ، ص 97/1

(2) المأوردی، الاعلام النبوة، ص 168/1

(3) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 292/1

السہیلی، الروض الانف، ص 30/1

(4) ابن حجر، الطبقات، ص 168/1
Click For More Books
<https://ardoneel.org/details/@zonibiblasghatari>

تاریخ کی کتب میں ملتا ہے کہ

انہ خرج اجمل اہل زمانہ و اکبرہم عقلاً (1)

نزار اپنے دور میں سب سے زیادہ حسین تھا اور سب سے زیادہ عقلمند تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ نزار کا معنی نجیف کمزور بھی ہے چونکہ آپ پتلے دبلے کمزور دکھائی دیتے تھے نزار مشہور ہوئے مدینہ منورہ کے قریب مقام ذات الحیش میں انکی قبر ہے (2)

علامہ ماوردی اعلام النبوتہ میں فرماتے ہیں یہ بیٹا بہت بلند بخت تھا جہاں جاتے لوگ استقبال کرتے بادشاہ بھی کھڑے ہو جاتے۔ آپکی زوجہ محترمہ کا نام سودہ بنت عک تھا۔ (3)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدنا معد رضی اللہ عنہ

ابن سعد نے طبقات میں ابویعقوب سے نقل کیا گئے کہ بورخ بن نادیانے جو ارمیہ علیہ السلام کے کاتب تھے معد بن عدنان کا جو نسب نامہ بیان کیا ہے وہ میرے پاس محفوظ ہے۔ حضرت ارمیہ معد بن عدنان کو اپنے ساتھ شام لے گئے وہاں جا کر معد نے اپنی زندگی بنی اسرائیل میں گزاری اس وجہ سے اہل کتاب کے نزدیک معد بن عدنان کا نسب مشہور ہے۔ (4)

معد بن عدنان بخت نصر کے زمانہ میں ۱۲ سال کے تھے اس وقت بن ارمیہ پروچی نازل ہوئی کہ بخت نصر کو بتا دو ہم نے اسے مرتبہ دیا ہے اور وہ معد بن عدنان کو اپنے ساتھ سوار کرتے تاکہ معد کو کوئی صدمہ نہ ہو آپ بہت بڑے بہادر اور جنگجو تھے تمام عمر بنی اسرائیل سے جنگ اور مقابلہ میں گزاری ہر جنگ میں کامیاب تھے ان کی کنیت ابو نزار تھی۔ (4)

(1) الزمرقانی، الشرح، ص 149/1

(2) الزمرقانی، شرح المواہب، ص 149/1

(3) الماوردی، الاعلام النبوة، ص 167/1

(4) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 121/1

السہیلی، الروض الانف، ص 31/1

انہیں معد کہنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ ہمیشہ بنی اسرائیل کیخلاف جنگ کیلئے تیار رہتے تھے اور جب بھی کسی سے جنگ ہوئی تو آپ ہمیشہ کامیاب رہے یہ کامیابیاں فتوحات انہیں پیشانی میں چمکنے والے نور محمد کا صدقہ ملتی رہیں۔

دوسری جگہ پر بھی علامہ ماوردی فرماتے ہیں سب سے پہلا شخص جس نے بنی اسماعیل کو شرف بخشا اور انکی عزت کا باعث بنا معد ہی تھے آپ نے تہامہ پر قبضہ کر لیا آپکی ہر بات مانی جاتی تھی عرب کا ایک مشہور شاعر مہلہل لکھتا ہے ہمارا علاقہ تہامہ اسوجہ سے غنی اور خوشحال ہو گیا کہ یہاں پر معد کی اولاد سکونت پذیر رہی۔ (1)

معد نے وقت کے دونیوں کو حکم دیا کہ معد کو ساتھ لے کر یہاں سے نکل جاو کہ اسکی نسل سے محمد مصطفیٰ پیدا ہونے والے ہیں جنہیں میں آخری زمانہ میں مبعوث کرونگا اور انکی ذات پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دونگا اور انکی برکت سے پستی میں گرے ہوئے لوگوں کو شرف دونگا۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) المأوردی، الاعلام النبوة، ص 167/1

الطبری، التاریخ، 398/1

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 293/1

سیدنا عدنان رضی اللہ عنہ

حضرت معد کے والد گرامی کا نام عدنان ہے مشہور سیرت نگار عالم احمد بن ذہبی دھلان اپنی کتاب سیرۃ النبویہ ص ۲۶ ج ۱ پر قمر از میں فرماتے ہیں سب سے پہلے کعبہ شریف کو غلاف پہنانے والا شخص عدنان ہی ہے عدنان عدن سے مشتق ہے جس کا معنی دیر پا قائم۔ مضبوط اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے بندے عدنان کو شیطان کے شر سے بچانے کیلئے ان کی حفاظت پر فرشتوں کو مامور کیا اسی باعث عدنان نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ادیا اود ہے۔ جب بخت نصر نے عرب پر حملہ کیا اس وقت جناب عدنان ہی عرب کے سربراہ تھے عدنان اور بخت نصر کا مقابلہ شدید ہوا جب بخت نصر مقام خضور تک پہنچا عدنان بھی وہاں پہنچ گئے آپ نے خضواء کے گرد خندق کھودی عدنان اور بخت نصر دونوں نے اپنی اپنی فوجوں کو روک رکھا تھا کہ وہ عدنان یا بخت نصر کو قتل کریں۔ (1)

ابن خلدون کی وضاحت کچھ اس طرح ہے وہ لکھتے ہیں سیدنا شعیب علیہ السلام بنی اسرائیل کے مشہور نبی گزرے ہیں آپ کو فصیح و بلیغ انداز خطابت کے سبب لوگ خطیب الانبیا بھی کہتے تھے۔ آپ کے علاقہ میں ایک مرکزی شہر تھا جسے خضواء کہتے تھے ابن خلدون لکھتے ہیں جب خضواء کے باشندوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ارمیا اور برخیا علیہما السلام کو حکم دیا (یہ بنی اسرائیل کے نبی تھے) کہ بخت نصر کو حکم دیں وہ عرب پر چڑھائی کرے اور انہیں سرکشی کی سزا دے اسے بتادیں وہ اس مہم میں کامیاب ہوگا اسے یہ بھی بتادیں وہ عرب کے سردار عدنان کے بیٹے معد کو بھی ساتھ لائے بخت نصر کے اعلان پر تمام عرب اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور ذات العرق کے میدان میں جنگ ہوئی عرب شکست کھا گئے بخت نصر کو بے پناہ دولت ملی اس نے جنگی قیدیوں کو آبنائے شہر میں آباد کیا۔ کچھ عرصہ بعد عدنان فوت ہو گئے ان کے بعد عرب برباد ہو گیا بخت نصر فوت ہو گیا تو انبیا بنی اسرائیل مکہ مکرمہ واپس آئے سب نے حج ادا کیا۔

مؤرخین کی وضاحت سے جناب عدنان اور جناب معد کی تاریخی حیثیت پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ اپنے اپنے دور میں باپ بیٹا کس کس حیثیت سے رہ رہے تھے۔

نوٹ:

نسب شریف کے عدنان سے اوپر کے اسماء گرامی تبرک طور درج کئے جاتے ہیں عدنان بن ادو بن ہمسع بن سلمان بن عوض بن بوز بن قموال بن ابی بن عوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن طانج بن جاہم بن ناحش بن ماخی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان ب سنمر بن یثربی بن یحزن بن لیکن بن ادعوے بن دیشان بن عیصر بن افتاد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن نسعی بن مزکی بن عوض بن عرام بن قیدار بن اسماعیل علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن سروج بن زعو بن فائج بن عابر بن ارقلکھا دین سام بن نوح علیہ السلام بن لامک بن متوخل بن آخنوح بن یارو بن ملہل ایل بن قینان بن آنوش بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1)

ابن سعد، الطبقات الكبرى، ص 59/1

الوافعی، التدوین فی اخبار قزوین، ص 16/2

عبدالسلام ہامرون، تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ص 1/1

والدہ کی طرف سے نسب مقدس

اس سے پہلے صفحات میں جو ذکر ہوا وہ حضور ﷺ کے ابا و اجداد کے اسماء گرامی تھے ساتھ ساتھ قدرے انکی خدمات کی بھی تشریح ہوتی رہی ضروری ہے کہ ساتھ ہی حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کی طرف سے سلسلہ نسب کا ذکر ہو جائے محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ (1)

حضور ﷺ کے اجداد و نحال کے دونو سلسلہ نسب کلاب پر جا کر مل جاتے ہیں وہاں سے آگے سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک جا پہنچتے ہیں۔ والد گرامی سے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ والدہ گرامی سے۔ محمد بن آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف بن زہرہ بن قصی بن کلاب حضرت آمنہؓ عرب کے مشہور معزز خاندان قریش کے ممتاز قبیلہ بنی زہرہ کے سردار حضرت وہب کی صاحبزادی تھیں جو علم و عمل تقویٰ پر ہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھیں محدث ابن جریر علیہ الرحمۃ حضور سیدہ آمنہ اور ان کے عظیم والد حضرت وہب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

و وہب یومئذ سید نبی زہرہ سناؤ شرفاً فزوجہ آمنۃ بنت وہب وہی

یومئذ افضل امراته من قریش (2)

حضرت وہب ان دنوں عمر شرف بزرگی پارسائی کے اعتبار سے بنی زہرہ کے سردار تھے انہوں نے اپنی بیٹی حضرت آمنہ کا نکاح حضرت عبد اللہ سے کر دیا اور سیدہ آمنہ اسوقت قریش میں سب سے زیادہ افضل و اعلیٰ تھی حضرت شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے درمنثور میں حضور علیہ السلام

(1) شمس الدین أبو المعالی محمد بن عبد الرحمن بن الغری (المتوفی: 1167)، دیوان الأسلام،

بَاب النبی ﷺ، ص 1/1

ابوالفداء، المختصر فی اخبار البشر، ص 71/1

ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 7/3

ابن ہشام، السیرۃ، ص 110/1

السہیلی، الروض الاف، باب مولد النبی ﷺ، ص 210/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 326/1 (2)

ابن اسحاق، السیرۃ، ص 1/1

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے نکال کا ذکر حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کی روشنی میں اس طرح کیا ہے۔

لم يزل الله يقلني من اصلا ب طيبته الى ارحام طاهرة مصفى مهذباً

لاتشعب شعبتان الا كنت في خيرهما به (1)

اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا جہاں کہیں نسب دو حصوں میں منقسم ہوئی مجھے بہتر حصہ میں رکھا۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

تقریب نکاح

ایک موقعہ جناب عبدالمطلب نے سیدنا عبد اللہ کے ہم عمر بچوں سے فرمایا کہ پتہ کرو تمہارے دوست عبد اللہ کہاں اور کس خاندان میں شادی چاہتے ہیں دوستوں نے پوچھا تو آپ نے جواباً فرمایا میری شادی تو ہو چکی ہے دوستوں نے حیرانی سے پوچھا وہ کیسے تو فرمایا میں نے اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے تھے تیرا نکاح آمنہ بنت وہب کے ساتھ ہو گیا ہے مبارک ہو جب آپ کے دوستوں نے حضرت عبدالمطلب سے یہ بات بتائی تو آپ نے خوشی محسوس کی اور جناب وہب بن عبد مناف سے اپنے اس عظیم اور مقدس بیٹے کیلئے رشتہ چاہا جسے جناب وہب نے محبت سے تسلیم کر لیا (تفصیل گزر چکی ہے) یہ تقریب نکاح حرم کعبہ میں انعقاد پذیر ہوئی طواف کعبہ کے بعد دونوں خاندانوں کے سرکردہ افراد اکٹھے بیٹھ گئے اور جناب عبدالمطلب نے خطبہ پڑھا اور آپ نے ابا و اجداد کی عظمت بیان کی پھر لہن کی طرف سے جناب وہب بن عبد مناف نے کھڑے ہو کر اپنے حسب و نسب کا ذکر کیا اور قدیم عرب رواج کے مطابق سیدنا عبد اللہ اور سیدہ آمنہ کا نکاح ہوا۔ (2)

(1) ابو البقاء، المناقب المزیدیہ فی اخبار الملوك الاسدیہ، ص 97/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 256/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 176/1

السہیلی، الروض الانف، ص 273/1

بعض نے حرم کعبہ میں نکاح کی روایت کو ضعیف کہا اور بتایا یہ نکاح حضرت وہب کے مکان پر ہی ہوا تھا مگر عربوں کے قدیم رواج کعبۃ اللہ سے وابستگی اور اپنے مسائل کا حل حرم کعبہ میں بیٹھ کر تلاش کا قدیم طریقہ پر نظر کرنے سے بھی انداز نکاح کا حرم کعبہ میں ہونا ہی قرین عقل و فکر محسوس ہوتا ہے۔ پھر اگر کسی باعث ضعف ہو بھی تو فضائل و کمالات میں اس نظر انداز ہو جاتا ہے نیز یہاں پر کسی شے کے حلال و حرام ہونے کی بحث نہیں کہ تردید ہو۔

حضور سید عالم ﷺ کے شکم مادر میں جلوہ گر ہونے کے متعلق لکھا ہے اس رات بت سرنگوں ہوئے تمام بادشاہ خاموش ہو گئے ہا تف غیبی اعلان کر رہا تھا۔ ابوالقاسم کا ظہور قریب آ گیا۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حمل کا ایمان افروز واقعہ

حضور سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں جب حضرت عبداللہ کی جبیں سے میرے شکم میں نور مصطفیٰ منتقل ہوا تو مجھے پتہ تک نہ چلا کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں اس واقعہ کو ابن جوزی نے اپنی کتاب الوفا میں باس الفاظ نقل کیا ہے

ما شعرت انی حملت به ولا وجدت له ثقلاً کما تجد النساء الانی
انکرت حیفتی وآتائی آت وقال هل شعرت انک حملت بسید هذه
الامة (1)

مجھے پتہ چلا کہ میرے ایام ماہواری بند ہو گئے ہیں ایک روز خواب میں کوئی آنے والا آیا اور پوچھا آمنہ تجھے پتہ چلا تو حاملہ ہے میں نے جواب دیا نہیں پھر اس نے بتایا تم حاملہ ہو اور تیرے لطن میں اس امت کا سردار اور نبی تشریف فرما ہوا ہے سیدنا آمنہ

فرماتی ہیں حمل کے ایام بڑے آرام سے گزرے۔ سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ امید کے دنوں میں میرے سامنے ایک نور ظاہر ہوا اور اپنے گرد عورتوں کو دیکھا میں ان کے گھیرے میں تھی ان کا حسن و جمال مثالی

تھا پھر ان میں سے ایک نے کہا میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم ہوں یہ فرعون کی بیوی آسیہ ہے یہ صف بستہ خواتین حوران جنت ہیں ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہیں پھر چند پرندوں نے میرے گھر کو ڈھانپ لیا۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بشارات مقدسہ

حضور سید عالم ﷺ کی جلوہ گری کوئی ایسا اتفاقی عمل نہیں کہ اچانک ہو گیا جیسے بڑے بڑے واقعات اچانک رونما ہو جاتے ہیں یہ وہ انقلاب ہے جس کا صدیوں سے انتظار تھا۔ یہ وہ جلوہ ہے جس کے ظہور کیلئے انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اعلانات کرتے آئے یہ اس نور کا ظہور ہے جس کا ذکر خود رب قدوس جل مجدہ نے انبیاء علیہم السلام کی محفل میں فرمایا کہ اگر وہ تمہاری موجودگی میں آجائے تو

لتوء منن به ولتصبرنه

اسپر ایمان بھی لانا اور اسکی پیروی بھی کرنا حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند وہ بشارات جو میرے علم میں ہیں اور کتب سابقہ تورات انجیل زبور میں پائی جاتی ہیں ان کا ذکر کر دیا جائے مجھے ان بشارات کو ملکی اور غیر ملکی پادریوں کے سامنے مناظروں کے بڑے بڑے اجتماعات میں پیش کرنے کا بھی موقع ملا اور متعدد رسائل میں چھاپ کر تقسیم کرنے کا بھی موقع ملا۔ اس سلسلہ میں مجھے مندرجہ ذیل پادریوں سے تفصیلی بحث کا موقع ملا پادری کے ایل ناصر گوجرانوالا، بابو غلام مسیح فیصل آباد، پادری الیگزینڈر ڈیوڈ ساہیوال، پادری میلارام ساہیوال، پادری سادھو سنگت مسیح لاہور، پادری سادھو ہدایت مسیح کلارک آباد لاہور، مسٹر شوکت الماس بابواکبر

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 328/1

ابن سعد، الطبقات الكبرى، باب ذکر حمل آمنہ ص 98/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 206/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 37/1

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گل خیالی ڈاکٹر فیروز الدین گوجرانوالہ بلکہ پاک و ہند کے مشہور پادری مسٹر عبدالحق جو ہندوستان کے ایک بڑے عربی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کا فاضل تھا اور مرتد ہو گیا تھا) ان سے بھی بات ہوئی یہ غالباً ۱۹۵۴ء میں ساہیوال آیا تھے اور عیسائیوں کے بہت بڑے جلسہ کو خطاب کیا تھا وہیں پر ہی ان بشارات پر تبصرہ ہوا اور جواب نہ دے پائے امن امن کا شور کر کے پولیس کو مداخلت کی دعوت دیدی جس پر بحث ختم ہو گئی۔

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں

(1) اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا درگاہ بخشے گا بد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (1)

تشریح

دوسرا درگاہ کون ہے؟ وہ حضور ﷺ ہی ہیں جنکی بشارت خود عیسیٰ علیہ السلام دے رہے ہیں اب بد تک ساتھ رہنے والا کون ہے وہ حضور ﷺ ہی ہیں جو اپنے اصلی وطن معراج کے موقعہ گئے مگر پھر واپس تشریف لے آئے عیسیٰ علیہ السلام تو اب بد تک ساتھ رہنے والے نہیں جو آسمان پر چلے گئے قیامت کے قریب آئیں گے۔

(2) عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا نہیں آئے گا (2)

(3) عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لیکن جب وہ حق کا ماروچ آئے گا تو تمہاری سچائی سکھائے گا کیونکہ وہ آپ سے نہیں کہے گا لیکن جو کچھ وہ سنے گا وہ ہی کہے گا اور انہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ (3)

تشریح

وہ کون ہے جو اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے بتائے گا؟ وہ حضور کی ذات گرامی ہے جن

کے متعلق قرآن مقدس فرماتا ہے

وما يطق عن الهوى (1)

وہ اپنی طرف سے نہیں بولتا

آئندہ کی خبریں دینے والے کون ہے وہ حضور ﷺ ہیں جنہوں نے حشر تک کے معاملات قیامت کے واقعات قبر حشر شرکی صورت حال سے انسانوں کو مکمل آگاہی کی۔

(4) میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس کا سوار کمان لئے ہوئے ہے اسے ایک تاج دیا گیا اور فتح کرتا ہوا نکلا تاکہ اور بھی فتح کرے۔ (2)

ہمارے رسول ﷺ کی سواری گھوڑا تھا (سفر السعادت) حضور ﷺ عربی کمان ہاتھ میں رکھتے تھے عموماً خطبہ کے وقت بھی کمان ہاتھ میں دکھائی دیتی حضور ﷺ مسلمانوں کو بھی تیر اندازی کا حکم دیتے امرموا فان اباكم كان مراميا (3)

تیر اندازی کرو تمہارے باپ اسماعیل بھی تیر اندازی کرتے تھے۔

انا فتحنا لك فتحاً مبيناً (4)

کا ارشاد مبارک بھی حضور ﷺ کیلئے ہی ہے ایسی فتح کا ذکر ہی مکاشفہ میں ہے۔

(1) النجم 53 : 03

(2) مكاشفه 6 : 02

(3) البخاری، الجوامع الصحيح، باب التحريض على الرمي، الرقم 2684، ص 30/10

الأحمد، المسند، باب حديث سلمة بن الأكوع، الرقم 15931، ص 291/33

ابن أبي شيبة، المصنف، 214/16

ابن أبي عاصم، الأحاد والمثنائي، باب ما أحسن هذا اللهو، الرقم 2098، ص 435/6

الحاكم، المستدرک، باب امرموا يا بني اسرائيل، الرقم 2421، ص 71/6

الطبراني، المعجم الكبير، الرقم 2918، ص 258/3

الطبراني، المعجم الكبير، الرقم 6169، ص 130/6

ابو يعلى، المسند، باب امرموا يا بني اسرائيل، الرقم 5985، ص 373/12

ابن حبان، الصحيح، الرقم 399/19

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(4)

(5) وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ (1)

فاران مکہ مکرمہ کا نام ہے اور مکہ مکرمہ ہی حضور ﷺ کی جائے پیدائش ہے بائبل میں جس قدر پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابیں موجود ہیں۔ ان سب میں مکہ مکرمہ کا نام فاران ہے۔ کیونکہ اس جگہ فاران بن عوف نے قبضہ کیا تھا

پیدائش میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بیان کیا ہے۔

وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا۔ (2)

(6) سلع کے بسے والے گیت گائیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر لکاریں (3)

تشریح

انبیاء سابقین کی کتب میں سلع مدینہ منورہ کا نام ہے مورخ طبری کے بیان سے ثابت ہے کہ مسلمانوں نے جہاں خندق کھودی تھی وہاں پر ایک ٹیلہ ہے جس کا نام اہل مدینہ کی زبان پر: سلع: ہے۔ اس میں محبوب پاک ﷺ کی آمد کا ذکر واضح ہے۔ ان کے مدینہ منورہ آنے پر بچیوں نے گیت گائے ہیں۔

اشرق البدر علینا من ثیبات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا لله داع (4)

(1) استثناء 23: 02

(2) پیدائش 21: 21

(3) پیدائش 21: 23

(4) البیہقی، دلائل النبوة، باب لما قدم النبی ﷺ المدینة، الرقم 752، ص 364/2
البیہقی، دلائل النبوة، باب تلقی الناس مرسل اللہ ﷺ، الرقم 2019، ص 351/5

ابن کثیر، السیرة، ص 270/2

ابن کثیر، السیرة، ص 42/4

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 271/3

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 64/4

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 469/5

ابن قیم، زاد المعاد، باب 480/8

(7) دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا اور خداوند جس کے تم طالب ہونا گہاں اپنی ہیکل میں آ موجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزو مند ہو آئے گا۔ (1)
تشریح

رب فرماتا ہے میں اپنے محبوب کی روانگی سے پہلے اپنے رسول خاص عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجوں گا جو اس کی بشارت سنائے گا وہ عہد کا رسول ہوگا اور حضور ﷺ عہد کے رسول ہیں۔

واذ اخذ الله ميثاق النبيين (2)

جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پکا وعدہ لیا۔

اسی بشارت کا آخری حصہ ہے رب الافواج فرماتا ہے اس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے۔ حضور ﷺ ہی ہیں جن کی آمد کی تاب بت نہ لاسکے۔ شیطان نہ لاسکا۔ کسری کے محلات کے کنکرے گر گئے۔ آتش کدہ بجھ گیا۔

(8) محبت کبھی جاتی نہیں رہتی۔ نبوتیں موقوف ہوں گی زبانیں بند ہو جائیں گی اور علم بھی مٹ جائے گا۔ کیونکہ ہمارا علم ناقص اور ہماری نبوت نا تمام مگر جب وہ کامل آئے گا تو جو نا تمام ہے جاتا رہے گا۔ (3)

تشریح

مسح کے بعد آنے والے نبوت تام والے کامل علم والے وہ کون ہیں؟ وہ پیارے محبوب پاک ﷺ ہی ہیں: جو کامل ہیں: وہ محبوب پاک ﷺ ہی ہیں۔

(9) یوحنا میں لفظ وہ نبی: درج ہے۔ وہ نبی سے مراد بھی ہمارے رسول پاک ﷺ ہی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی آنحضرتؐ بولا جاتا ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے۔ (4)

(10) ان کے لئے انہیں کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا۔ (1)

تشریح

یہ خطاب موسیٰ علیہ السلام کو ہے کہ میں بنی اسرائیل کے لئے ان کے بھائیوں سے رسول بھیجوں گا جو تیری مانند ہوگا۔ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں اور حضور ﷺ بنی اسماعیل سے آئے۔ اس بشارت پر عیسائیوں کے ایک عالم پادری ڈبلیو گڈ سیک نے ایک دھوکہ دیا ہے وہ بھی سمجھتے جائیں۔ انہوں نے کہا یہاں بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل ہی ہیں۔ پادری صاحب کا یہ مفہوم روح بائبل کے منافی ہے۔ بائبل میں واضح طور پر بتایا گیا ہے بھائیوں سے مراد بنو اسماعیل ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ خداوند کے فرشتے نے اس سے کہا تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام اسماعیل رکھنا۔ اس لیے کہ خداوند نے تیرا دکھن لیا وہ گورخر کی طرح آزاد مرد ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے اور اپنے سب بھائیوں کے سامنے جیتا رہے گا۔ (2)

اس حصہ پر غور کریں اسماعیل بنی اسرائیل کے بھائی ہیں۔ اسی درس نے یہ بھی واضح کیا کہ حضرت ہاجرہ لونڈی نہیں تھی ورنہ اسماعیل آزاد کیسے ہو سکتے ہیں۔

☆ ہمارا دعویٰ ہے یہ بشارت حضور ﷺ کی ہے یہود کہتے ہیں یہ بشارت یوشع کے لئے ہے مگر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اس نبی کے ظہور ہونے کی بات ہے جو موسیٰ کے مماثل ہو اور بنی اسرائیل میں سے ہو بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسماعیل سے ہو۔ یوشع کے لئے اس لئے نہیں کہ یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت خود موجود تھے اور نبی ہو چکے تھے۔ بعض پادریوں نے کہا یہ بشارت جو توراۃ استثناء میں ہے ہے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے یہ بھی غلط ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ایک دوسرے کے مماثل نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کبھی خدا کے بیٹے ہونے کا دعویٰ نہ کیا نہ وہ مصلوب ہوئے نہ کفارہ بنے۔ ہاں حضور ﷺ مماثل ہوتے نظر آتے ہیں دونوں خدا نہ ہونے میں ابن اللہ نہ ہونے میں مصلوب نہ ہونے میں کفارہ نہ ہونے میں شریعت کے مسائل میں جہاد کے

اصولوں میں ہجرت کے کرنے میں مماثل دکھائی دیتے ہیں نیز اسی میں یہ بھی ہے کہ اپنا کلام منہ میں ڈالوں گا کہ فرشتہ وحی لے کر آئے گا۔ تو راۃ وزبور کی طرح کتاب لکھی ہوئی نازل نہ ہوئی فرشتہ سے سن کر کلام اللہ پڑھے گا۔

(11) اور وہ کوہ سے چکا۔ اس کا جلال چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند ہو گئی۔ (1)

تشریح

بشارت نمبر ۵ میں ذکر ہو گیا کہ فاران مکہ معظمہ کا نام ہے حضور ﷺ کی آمد سے آسمان تو کیا پوری کائنات میں جلال آیا ہے زمین و آسمان حمد سے معمور ہو گئے۔ حتیٰ کہ آسمان والوں نے احمد ﷺ اور زمین والوں نے محمد ﷺ نام سے پکارا۔

(12) یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یروشلم کے یہودی کاہن اور لاوی سے پوچھنے کو اس کے پاس بھیجا کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے کیا تو ایلیاہ ہے اس نے کہا میں ایلیاہ نہیں ہوں کیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں (2)

تشریح

یوحنا کے اس درس سے بات واضح ہے کہ اہل یروشلم کو حضرت مسیح اور حضرت ایلیاہ کے علاوہ کسی اور نبی کا انتظار تھا اور وہ نبی ان کے ہاں اتنا متعارف اور جانا پہچانا تھا کہ نام پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ نیز یہی انجیل یوحنا ۴۰ میں ہے۔ کہ وہ نبی حضرت عیسیٰ کے علاوہ ہے۔ عبارت یہ ہے تب ان لوگوں میں سے بہتروں نے سن کر کہا فی الحقیقت یہ وہ نبی ہے۔ حضرت عیسیٰ کا مقابلہ میں ذکر کرنا واضح دلیل ہے کہ وہ نبی حضرت عیسیٰ کے علاوہ ہے۔ اب اگر وہ نبی سے مراد حضور ﷺ نہ لئے جائیں تو علماء یہود و نصاریٰ بتائیں کہ وہ کون ہے نیز حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں کئی علماء یہود و

نصاری نے اعتراف کیا کہ وہ نبی سے مراد یہی ہے اور حضور ﷺ پر ایمان لے آئے جیسے خیر تق یہودی
ضغاطر عیسائی اور کئی افراد نے اعتراف تو کیا مگر ایمان نہ لائے۔ جیسے ہرقل شاہ روم عبداللہ بن صوریہ
وغیرہ۔

(13) اور اسماعیل کے حق میں میں نے بہتر دعا سنی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے آبرو مند کروں
گا اور اسے بڑھاؤں گا۔ (1)

تشریح

خدا کا یہ خطاب حضرت ابراہیم کو ہے اور اس سے پچھلی آیت میں حضرت اسحاق کی برکت کا
ذکر کیا ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت کا ذکر ہے چونکہ دونوں بیٹیوں کی اولاد نے برکت
حاصل کی جب دوسرے بیٹے کو برکت دینے کا وقت آیا تو یکسر نظام بدل دیا گیا بنی اسماعیل کی طرف
برکات کا رخ کر دیا ذرا غور کیا جائے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں حضور ﷺ سے بڑھ کر
کون زیادہ آبرو مند ہے کون زیادہ بابرکت ہے اور کنعان کی زمین کس کی وراثت میں ہوگی تو رات کے
اسی درس میں یہ الفاظ بھی درج ہیں اس سے بارہ سردار ہوں گے۔ سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں
بارہ سردار کہاں ہیں اس ضمن میں حضور ﷺ کا ارشاد پیش نظر ہے۔"

لايزال حبيي الاسلام عزيزا الى اثني عشر خليفة و كلهم من قريش (2)

اسلام کا پہلی بارہ خلفاء پر گھومے گا وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(14) خداوند سینا سے آیا اور سمیر سے ان پر آشکارا ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا (3)

(1) پیدائش 18: 20

(2) أبو عوانة يعقوب بن اسحاق بن ابراهيم النيسابوري الاسفريابي (المتوفى: 316)، مستخرج

أبي عوانة، باب بيان عدد الخلفاء بعد رسول الله ﷺ، الرقم 5631، ص 498/13

المسلم، الجامع الصحيح، باب الناس تبع لقريش، الرقم 3395، ص 335/9

الأحمد، المسند، باب حديث جابر بن سمرة، الرقم 19922، ص 356/42

ابن أبي عاصم، الأحاد والمثاني، باب لايزال الاسلام عزيزا۔۔، الرقم 1304، ص 262/4

Click For More Books

ابن حبان، الصحيح، الرقم 6787، ص 367/27
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عربی میں ترجمہ اس طرح ہے

جاء الرب من سيناً واشرق لهم من ساعير وتلاء له من جبال فلما ان

اس درس میں تین بشارتیں مذکور ہیں طور سینا کا ذکر یہاں پر موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ عطا کرنا مراد ہے ساعیر ایک پہاڑی کا نام ہے جو شہرناصرہ میں ہے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اشارہ ہے فاران مکہ مکرمہ کا نام ہے اس سے حضور ﷺ کی رسالت و نبوت کا ذکر ہے۔ حضور ﷺ کے ذکر مبارک کا آخر میں آنا آپ کے آخری نبی ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے یا یہ کہہ لیجئے توراۃ کے اس درس نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کیا ہے۔

یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا۔

(15) "یہودا سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصاء موقوف ہوگا جب تک

شیلا نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔ (1)

تشریح

ہمارے ہاں شیلا سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہے عیسائیوں کا خیال ہے اس بشارت سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے مگر درس کا مفہوم بڑا واضح ہے اس عبارت کا سیاق چاہتا ہے کہ شیلا کو یہودا کی نسل سے خارج مانا جائے اس لئے کہ شیلا کے ظہور سے یہودا کی نسل کا انقطاع اسی وقت متصور ہوگا جب شیلا کی نسل یہودا سے الگ ہوگی اور حضور ﷺ کی نسل یہودا سے نہیں نسل اسماعیل سے ہیں انجیل متی کے پہلے صفحہ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے عیسیٰ علیہ السلام نسل یہودا سے خارج نہیں کہ آپ داؤد علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور داؤد علیہ السلام یہودا کی نسل سے ہیں۔

(16) زبور باب نمبر ۴۵ کے شروع سے بیس آیت تک ہر آیت حضور ﷺ کی کھلی بشارت ہے غور سے

مطالعہ کیا جائے مفہوم و خلاصہ درج ذیل ہیں۔

"سب سے اعلیٰ و افضل بادشاہ ہونا" (2)

تشریح

حضور ﷺ کی بادشاہت مسلمہ ہے انبیاء علیہم السلام پر ان کی برتری افضلیت واضح ہے آپ کی کتاب آپکا دین آپ کی شریعت سب پر حاوی ہے آپ کی آمد پر تمام صحائف کے احکام بند تمام شریعتیں موقوف تمام جلے چراغ گل ہو گئے لہذا اس سے مراد حضور ﷺ ہی ہیں۔

(17) "حسین و جمیل ہونا" (1)

تشریح: آپ کے حسن و جمال کا جواب نہیں حضرت حسان کی یہ بات ذہن میں رہے میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین دیکھا ہی نہیں یہاں پر سوال ہوتا ہے حسان کا نہ دیکھ سکنا دلیل نہیں بن سکتی ہے کہ حضور ﷺ سے زیادہ کوئی حسین ہے ہی نہیں تو جناب حسان نے دوسرے مصرعہ میں جواب دے دیا ہے کہ کسی خاتون نے جنا ہی نہیں تو دیکھا کیسے جائے گا۔ حضرت حسان نے حضور ﷺ کے حسین و جمیل ہونے کے بارے میں اپنے دوسرے شعر میں حد کر دی۔

خلقت مبرا من کل عیب

كانك قد خلقت كما تشاء (2)

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے گویا آپ حسب منشا پیدا ہوئے۔

(18) "شیریں زبان اور فصیح اللسان ہونا" (3)

تشریح: آپ کا فصیح اللسان ہونا بھی مسلم ہے۔ ہزاروں احادیث مبارکہ آج بھی موجود ہیں جن سے آپ کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے عرب کے فصحا کا دم بخود ہو جانا ہی دلیل ہے

(1) زیوس 45: 01

(2) عبد الرزاق بن حسن بن ابراهيم البيطاس الميداني الدمشقي (المتوفى 1335)، حلية البشر في

تأريخ القرن الثالث عشر، ص 252/1

محمد خليل بن علي بن محمد بن محمد مراد الحسيني، أبو الفضل (المتوفى 1206)،

سلك الدمد في أعيان القرن الثاني عشر، ص 294/1

محمد أمين بن فضل الله بن محمد الدين بن محمد المحبى الحموى الأصل، الدمشقي

(المتوفى 1111)، خلاصة الأعيان، القرن الحادى عشر، ص 13/2
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohrahasanatan>

تیرے سامنے یوں ہیں دبے لیے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی کہہ کہ منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
(19)۔ "زمانہ بھر میں مبارک ہونا" (1)

تشریح

دنیا بھر میں مسلمان حضور ﷺ کے لئے برکت کی دعا کر رہے ہیں
اللہم بآمرک علی محمد (2)
واضح اور کھلی دلیل ہے آپ کا مبارک فی الدہر ہونا واضح ہوتا ہے لہذا اس بشارت سے مراد
بھی حضور ﷺ ہی ہیں۔
(20)۔ "پہلوان قوی و توانا ہونا" (3)

تشریح

اس درس سے مراد بھی حضور ﷺ ہیں کہ آپ اپنے دور میں سب سے قوی، مضبوط، توانا اور
طاقتور تھے۔ حضور ﷺ نے رکانہ پہلوان کو دو مرتبہ پچھاڑا ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو اللہ سے ڈرے
اور میری اتباع کرے تو میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب شے دکھا سکتا ہوں اس نے کہا وہ کیا ہے تو آپ
نے ایک درخت کو بلایا جو زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور پھر واپسی کا حکم ملنے پر واپس چلا گیا۔ (4)

(1) زیوس 45: 04

(2) البخاری، الجامع الصحیح، باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً، الرقم 3119، ص 156/11

البخاری، الجامع الصحیح، باب ان اللہ و ملائکتہ۔۔۔، الرقم 4423، ص 484/14

البخاری، الجامع الصحیح، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، الرقم 5880، ص 441/19

المسلم، الجامع الصحیح، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، الرقم 614، ص 374/2

ابو داؤد، السنن، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، الرقم 830، ص 161/3

السنائی، السنن، باب کیف الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، الرقم 1269، ص 59/5

(3) زیوس 45: 05

(4) ابوداؤد، السنن، باب فی العیام، الرقم 3556، ص 111/11

الترمذی، السنن، باب العیام، الرقم 1786، ص 429/6

Click For More Books
<https://archive.org/details/@zobailhakeanattari>

(21)۔ "شمشیر پسند ہونا" (1)

تشریح

تلوار آپ کا پسندیدہ ہتھیار ہے یہ بھی معنی ہے کہ آپ صاحب جہاد ہوں گے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام توراۃ کی اس بشارت پر پورے نہیں اترتے کہ انہوں نے کبھی جہاد کیا ہی نہیں نہ کبھی کسی قسم کا حصہ لیا آپ کی شریعت میں جہاد بالسیف ہے ہی نہیں لہذا اس درس سے مراد بھی حضور ﷺ ہی ہیں۔

(22) "صاحب صداقت ہونا" (2)

تشریح

حضور ﷺ ہی کے بارہ میں یہ ارشاد ہے آپ کا صاحب صداقت ہونا قرآن مقدس اس طرح بیان فرماتا ہے۔

"والذی جاء بالصدق" (3)

وہ جو سچی بات لے کر آئے دوسری جگہ پر اس طرح ارشاد ہے۔

"بل جاء بالصدق وصدق المرسلین" (4)

حق کو لے کر آئے اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی

ایک موقع پر مضر بن حارث نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا۔

هو اصدقكم حديثاً

وہ تم سب میں سے زیادہ سچا ہے۔ ہر قل نے ابوسفیان سے آپ کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ صفا پہاڑی پر آپ نے اپنے پہلے خطاب میں فرمایا

(1) زبوس 45 : 06

(2) زبوس 45 : 07

(3) الزمر 39 : 33

(4) الصافات 37 : 37 Click For More Books

هل وجد تمونى صادقاً و كاذباً (1)

”تم مجھے نے سچا پایا یا جھوٹا؟“

قالو يا محمد بل وجدناك صادقاً (1)

سب نے کہا اے محمد ہم نے تجھے ہمیشہ سچا پایا۔

(23) ”دائیں ہاتھ سے عجیب و غریب کرشمہ کا ظاہر ہونا“ (2)

زبور کی یہ بشارت بھی حضور ﷺ کے لئے ہے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا بھی دائیں ہاتھ کی انگلی کے اشارے سے ہی ہے مٹھی بھر مٹی سے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں دائیں ہاتھ سے ہی ہے۔ پانی کے پیالہ میں دایاں ہاتھ رکھا تھا کہ انگلیوں سے چشمے بہہ گئے اور پوری فوج کے پانی استعمال کرنے کے باوجود ختم نہیں ہو سکا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیا سے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(24)۔ ”تیر انداز ہونا“ (3)

زبور کے اسی باب میں ایک بشارت یہ بھی ہے کہ وہ تیر انداز ہوگا صفت تیر اندازی بھی ہمارے رسول کریم ﷺ میں ہی پائی جاتی ہے اور تیر اندازی بنی اسماعیل کا مشہور خاصہ ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے

ارموا بنی اسماعیل فان ابناکم کان مراحمياً (4)

(1) الترمذی، السنن، باب ومن سورۃ تبت یدا ابی لہب، الرقم 3286، ص 208/11

(2) زبور 09: 45

(3) زبور 10: 45

(4) البخاری، الجامع الصحیح، باب التحریض علی الرمی، الرقم 2684، ص 30/10

الأحمد، المسند، باب حلیث سلمۃ بن الأكوع، الرقم 15931، ص 291/33

ابن ابی شیبہ، المصنف، 214/16

ابن ابی عاصم، الأحاد والمثنائی، باب ما أحسن هذا اللہو، الرقم 2098، ص 435/6

الحاکم، المستدرک، باب ارموا یا بنی اسرائیل، الرقم 2421، ص 71/6

Click For More Books

الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 2918، ص 258/3
<https://archive.org/details/@zohraibhasanattari>

اے اسماعیل کی اولاد تیرا اندازی کرو تمہارے والد اسماعیل علیہ السلام نے تیرا اندازی کی ہے
ایک اور دوسری حدیث شریف میں ہے

من تعلم الرمی ثم ترکہ فقد عصانی (1)

جس نے تیرا اندازی سیکھ کر ترک کر دی وہ ہم میں سے نہیں۔

(25) زبور کے اسی باب میں ایک صفت یہ بھی ہے لوگوں کا اس کے نیچے کرنا یعنی مخلوق خدا کا ان کے تابع ہونا یہ وصف بھی حضور ﷺ میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے یہود و نصاریٰ سے صدیوں بعد آنے والا یہ اسلام دیکھتے ہی دیکھتے کائنات پر محیط ہو گیا مکہ مکرمہ مدینہ منورہ میں لوگ فوج در فوج اسلام میں شامل ہوئے اور آج بھی اس کی برق رفتاری دیکھی جاسکتی ہے۔ قرآن مقدس نے بھی اس عنوان کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

یدخلون فی دین اللہ افواجاً (2)

آپ نے دیکھ لیا لوگ دین میں فوج در

فوج آرہے ہیں۔

(26)۔ زبور کے اسی باب میں اس کے تحت کا ابدال آباد تک رہنا بھی ہے یعنی اس کی شریعت ابدال آباد تک رہے گی۔ یہ صفت بھی حضور ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جا رہی ہے۔ حضور ﷺ پر اتاری گئی کتاب قرآن حکیم کا ابدال آباد تک رہنا واضح ہے قرآن مقدس نے خود فرمایا

وانا لہ لحاظون (3)

اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں تو رات، انجیل، زبور کے حالات کسی سے مخفی نہیں ان کتابوں کے تضادات اور تخریضیں ہماری کتاب علم القرآن میں تفصیل سے درج ہیں۔
(27)۔ زبور کے اسی باب میں یہ بھی علامت ہے "صداقت کا دوست ہونا اور شرارت کا دشمن ہونا" حضور ﷺ کی زندگی پاک میں اچھائی سے محبت برائی سے نفرت کا اصول واضح درخشاں رہا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے صداقت سے مراد ابو بکر صدیق ہوں اور شرارت سے ابو جہل ہو صدیق اکبر بلا شبہ سر تا پا صداقت تھے اور ابو جہل سراپا پیکر شرارت تھا۔

(1) ابن ماجہ، السنن، باب الرمی فی سبیل اللہ، الرقم 2804، ص 327/8

ابن ابی شیبہ، المصنف، 214/6

Click For More Books

النص 02-110
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(2)

(28) زبور کے اسی باب میں یہ علامت بھی ہے "اس کے گھرانہ میں بادشاہوں کی بیٹیاں اور ہدایا کا آنا" اس علامت کا مصداق بھی حضور ﷺ ہیں حضرت صفیہ خیر کے امیر کی بیٹی تھیں حضور ﷺ کے گھر آئیں۔ مقوقس قبط کے بادشاہ نے آپ کی خدمت میں تین لونڈیاں ایک حبشی غلام ایک سفید نچر ایک سفید حمار اور ایک گھوڑا اور کچھ کپڑے بطور ہدیہ ارسال کیے تھے۔

(29) زبور کے اسی باب میں ایک علامت یہ بھی بیان ہے "کہ ابدال آباد تک لوگوں کا ستائش کرنا" یہ بات حضور ﷺ پر سچی آتی ہے پوری کائنات خداوند کا ذکر کرتی ہے جہاں خدا کا ذکر ہوتا ہے وہاں حضور ﷺ کا بھی ہے

إذا ذكرت ذكركت معي (1)

میرے ذکر کے ساتھ تیرا بھی ذکر ہوگا۔

(30) صحیفہ حقوق علیہ السلام باب تین آیت تین کی عبارت حضور ﷺ کی کھلی بشارت ہے "خدا تیرا سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاراں سے آیا اور اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی۔ (2)

تشریح

بجز رسول اللہ ﷺ کے کسی اور سے متعلق ہوئی نہیں سکتی حضور ﷺ کے بغیر کون ہے جو فاران سے مبعوث ہوا مکہ مکرمہ کا نام ہے زمین حمد سے معمور ہوئی حضور ﷺ کے اسماء حسنیٰ محمد احمد اس کی کھلی دلیل ہیں۔

(31) کتاب یوحنا میں درج ہے

"خداوند نے مجھے یوں فرمایا جانا گناہبان بٹھلا جو کچھ دیکھے سو بتلائے اس نے سوار دیکھے جو دو دو آتے تھے اور گدھوں پر بھی سوار اور اونٹوں پر بھی" (3)

(1) ابویعلیٰ، المسند، باب کیف رفعت ذکرك؟ الرقم 1349، ص 393/4

ابن حبان، الصحيح، الرقم 3451، ص 265/14

Click For More Books

(2) صحیفہ حقوق 03:02
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تشریح

اس بشارت میں حضرت یسعیاہ علیہ السلام نے دونوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے گدھے کی سواری سے اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر ہی بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے اونٹ کی سواری سے اشارہ حضور ﷺ کی طرف ہے کہ آپ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو اونٹنی پر سوار تھے۔

کتاب یسعیاہ باب نمبر ۴۲ کی یہ آیت بھی حضور ﷺ کی واضح اور کھلی بشارت ہے "دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدل جاری کرے گا" (1)

یہ بشارت بھی حضور ﷺ کے بارے میں واضح ہے میرا بندہ کا ترجمہ عبد اللہ ہے اور عبد اللہ آپ کے ناموں میں ایک نام ہے قرآن مقدس نے حضور ﷺ کا یہ نام ذکر کیا
لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ (2)

جب عبد اللہ کھڑا ہوا قرآن مقدس نے کئی مقامات پر حضور ﷺ کو لفظ عبد سے ذکر فرمایا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ (3)

وہ ذات پاک ہے جس نے سیر کروائی اپنے بندے کو۔ دوسری جگہ پر ہے

مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَيَّ عَبْدَنَا (4)

اس چیز سے جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری۔

اگر توراۃ کی اس بشارت کو عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سمجھیں تو غلط ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں یا خدا کے بیٹے اور روح سے مراد یہاں وحی الہی ہے جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی "اور عدالت جاری کرے گا" یہ فقرہ واضح طور پر بشارت

(1) یسعیاہ 42:

(2) الجن 72: 19

(3) الاسراء 17: 01
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے قرآن مقدس نے شوریٰ میں فرمایا

وامرت لا عدل بینکم (1)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں عدالت جاری کریگا یہ اس طرح بھی واضح ہے کہ حضور ﷺ صاحب حکومت اور صاحب عدالت نبی ہیں جب کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہ صورت نہیں۔

(32) کتاب یسعیاہ باب نمبر ۶۰ کی پہلی آیت دیکھیں "اٹھ منور ہو کیونکہ تیرا نور آگیا اور خداوند کا جلال تجھ پر ظاہر ہوا" (2)

یہ خطاب سرزمین مکہ سے ہے کہ صدیوں سے تجھ پر کفر و شرک اور گمراہی کی ظلمت چھائی تھی وہ حضور ﷺ کی نبوت اور نور قرآن سے زائل ہو گئی۔

(33) کتاب یسعیاہ کے اسی باب کی آیت تین دیکھیں "اور تو میں تیری روشنی کی طرف آئیں گی اور سلاطین تیرے طلوع کی تجلی میں چلیں گے" (3)

سبھی جانتے ہیں نور مصطفیٰ کے جلوہ گر ہونے پر شرق و غرب، جنوب و شمال سے اسلام کی روشنی کی طرف لوگ چلے آئے امیر غریب سبھی کے سبھی بلا امتیاز داخل اسلام ہوئے۔

(35) اسی کتاب یسعیاہ کے اسی باب نمبر ۶۰ کی آیت نمبر ۷ پڑھیے "قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی نباوت کے سب مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے" (4)

یہ بشارت بھی واضح طور پر حضور ﷺ کی ہے قیدار حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے جسے کتاب پیدائش ۲۵ ویں باب میں وضاحت سے مذکور ہے ہر سال اونٹوں اور سانڈنیوں پر سوار ہو کر حج بیت اللہ شریف کے لئے آتے ہیں قیدار کی ساری بھیڑیں وہاں جمع ہو جاتی ہیں اور عیط سے مراد شرقی شمالی عرب کے قبائل مراد ہیں یعنی یہ لوگ نعرے بلند کرتے ہوئے تیرے پاس حاضر ہوں گے نعرہ یہی ہے اللھم لبیک نبیط۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فرزند کا نام ہے بجز حضور ﷺ کے یہ بشارت کسی پر منطبق ہو ہی نہیں سکتی۔

(1) الشوریٰ 42 : 15

(2) یسعیاہ 60 : 01

(3) یسعیاہ 60 : 03

(36) اسی کتاب یسعیاہ کے اسی باب نمبر ۶۰ کی آیہ نمبر ۱۳ بھی حضور ﷺ کی بشارت کی ہے "لبنان کا جلال تیرے پاس آئے گا سرور و صنوبر سب آئیں گے تاکہ تیرے مقدس شہر کو آراستہ کریں اور تیرے غارت گروں کے بیٹے تیرے سامنے جھکتے ہوئے آئیں گے اور تیری تحقیر کرنے والے سب تیرے قدموں میں گریں گے" (1)

تشریح

اس وقت کو لبنان کہا ہے وہ مکہ معظمہ کو ہوگا اسرائیل کا شرف کعبہ منتقل ہو جائے گا اور جو کعبہ کو حقارت سے دیکھے گا وہ برباد ہوگا۔ جیسے امراء مصر اور اس سے پہلے دشمنوں نے حقارت سے دیکھا اور برباد ہو گئے۔

(37) اسی کتاب اسی باب کی آیت نمبر ۱۴ ملاحظہ کریں "اور وہ تیرا نام خداوند کا شہر اسی اسرائیل کے قدوس صیوں رکھیں گے صیوں جس طرح یروشلم کے ایک پہاڑ کا نام ہے اسی طرح صیوں مکہ مکرمہ کا بھی نام ہے جسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت باب نمبر ۴ میں لکھا ہے۔ (2)

اسی کتاب یسعیاہ کے باب نمبر ۵۴ اور باب نمبر ۶۵ میں نہایت دلچسپ ہیں ان ابواب کی تشریح کے لیے ہمارے عنوان سے نہایت اہم معاون ہیں۔

(38) کتاب دانیال باب نمبر ۲ کی آیت نمبر ۲۲ سے لے کر آیت نمبر ۴۴ تک دلچسپ بشارت ملاحظہ فرمائیں۔ (3)

تشریح

اس کی تفصیل یہ ہے بخت نصر بادشاہ نے ایک پریشان کن خواب دیکھی ایک خوبصورت عورت اس کے سامنے ہے جس کے اعضاء مختلف اقسام کی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں سونا، چاندی، لوہا حتیٰ کہ پتھر وغیرہ اس نے مجرین کو بلایا اور تعبیر چاہی مگر سبھی عاجز آئے یہ صورت حال حضرت دانیال علیہ السلام سے عرض کی گئی آپ نے وحی الہی سے اس خواب کی تعبیر پائی اور پھر

تفصیل بخت نصر کو بتادی کہ اس صورت سے مختلف اشیاء مراد ہیں سلطنتوں کا ذکر ہے اور ان کا بدلتے رہنا ہے یہاں تک کہ ایک سلطنت آئے گی جو مضبوط ہوگی بدلنے والی نہ ہوگی۔ عبارت یہ ہے اور ان بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور اسکی حکومت کسی اور قوم کے حوالہ نہ کی جائے گی۔ وہی ابد تک قائم رہے گی۔ بشارت واضح ہے۔ عہد فاروقی میں قیصر و کسریٰ کا نام و نشان مٹ گیا۔ (1)

ليظهره على الدين كله (2)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا تا کہ تمام ادیان پر غالب آجائے

هلك كسرى فلا كسرى بعد و هلك قيصر فلا قيصر بعد (3)

کا مفہوم واضح ہو گیا آسمانی بادشاہت نے پتھر زمین پر ایسا گرایا کہ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کو پتھر کر رکھ دیا آسمانی شریعت (اسلام) قیامت تک باقی رہے گی۔ (4)

(39) انجیل متی باب نمبر 3 کی پہلی آیت ملاحظہ فرمائیں ان دنوں میں یوحنا ہتھمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب آگئی ہے یہ وہی ہے جس کا ذکر نبی کی معرفت یوں ہوا خداوند کی راہ تیار کرو اس کے سیدھے راستے بناؤ یہ کون ہے جس کی آمد کی خبر یوحنا دے رہے ہیں کہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے معلوم ہوتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا ذکر نہیں ان کے بعد کسی آنے والا کا ہے اگر اس سے مراد مسیح علیہ السلام ہوتے جسے بعض کم فہم پادریوں

(1) دنیال 44: 06

(2) التوبہ 33: 9

الفتح 28: 48

الصف 09: 61

(3) البخاری، کیف کانت یمین النبی ﷺ، الرقم، 6140، ص 312/20

البخاری، الجامع الصحيح، الرقم 2888، ص 363/10

البخاری، الجامع الصحيح، الرقم 2889، ص 364/10

البخاری، الجامع الصحيح، الرقم 3349، ص 450/11

الترمذی، السنن، باب ما جاء اذا ذهب كسرى ---، الرقم 2142، ص 151/8

نے تاویل کر دی تو عبارت یوں ہوتی آسمان کی بادشاہت آگئی ہے نزدیک کا لفظ نہ ہوتا متی کی آیت بھی حضور ﷺ کی کھلی بشارت ہے۔ (1)

(40) متی باب کی آیت نمبر ۱۱ آپ نے پڑھی جس میں یوحنا کے اعلان کا ذکر ہے آپ اسی کتاب انجیل متی کے باب نمبر ۴ آیت نمبر ۷ ابھی غور سے پڑھیں کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں اس وقت کے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان حضور ﷺ کی آمد کا کھلا اعلان ہے رہا بعض کم فہم پادریوں کا یہ کہنا کہ یسوع کے اس اعلان سے مراد یوحنا ہے تو کس قدر غلطی ہے عاقبت اندیشی اور تعلیمات انجیل سے ناواقفی ہے کیا یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا یوحنا کا مقام یسوع سے بڑا ہے جن لوگوں نے کہا ہے کہ یوحنا یسوع مسیح کا صحابی ہے کیا وہ غلط ہے؟ یسوع اور یوحنا کا زمانہ ایک نہیں تو یوحنا نے انجیل لکھ کیسے لی مسیح سے روایات کیسے لیں۔ (2)

(41) انجیل متی باب نمبر ۲۱ آیت نمبر ۴۳ پر غور کریں عیسیٰ علیہ السلام کا ایک فرمان یہ بھی ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس پر وہ گرے گا پیس ڈالے گا۔ (3)

تشریح

عیسیٰ علیہ السلام کا کھلا اعلان ہے بادشاہت تم سے لے لی جائے گی دوسری قوم کو دے دی جائے گی بنی اسرائیل سے یہ دوسری قوم کون ہے وہ بنی اسماعیل ہیں۔ نبوت بنی اسرائیل سے ختم ہوئی اور بنی اسماعیل میں آگئی جنگ بدر میں قریش آپ پر گرے اور چکنا چور ہو گئے۔ آپ کے بعد صحابہ کرام ایران، شام، روم پر گرے اور سب کو چکنا چور کر دیا۔ پھل اور میوہ لانے والی قوم بنی اسماعیل ہیں اس بشارت کا مصداق حضور ﷺ کے بغیر کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔

(1) انجیل متی 01 : 03

(2) انجیل متی 17 : 04

(3) انجیل متی 43 : 21
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(42) انجیل متی باب نمبر ۳ آیت نمبر ۱۱ بھی حضور ﷺ کی بشارت ہے مضمون اس طرح ہے میں تو تم کو توبہ کے لئے پانی سے ہتھمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں یہ کلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جو آپ نے اپنے حواریین سے فرمایا افسوس اتنے کھلے واضح اشارہ کے بعد بھی اس بشارت پر شکوک و شبہات کیے جائیں۔ یہاں بھی مسیحیوں کا وہی گھسا پٹا جواب ہے کہ اس سے مراد یوحنا ہے اگر مسیحیوں کا یہ موقف حق پر مبنی ہے اور وہ دل کی گہرائیوں سے بھی انجیل کا مفہوم نہیں سمجھتے ہیں تو انہیں برملا اعتراف کر لینا چاہیے یوحنا کا درجہ یسوع مسیح سے اونچا ہے یسوع یوحنا کے جوتے کا تمہ کھولنے کے لائق ہی نہیں پھر مسیحیوں کو کھلے دل سے یوحنا کو خدا وند یوحنا روح القدس یوحنا کے الفاظ دینے چاہیے نہ معلوم اس سے ہچکچاہٹ کیوں ہے؟ (1)

(43) انجیل یوحنا باب نمبر ۱۴ آیت نمبر ۳۰ میں حضور ﷺ کی آمد کی بشارت واضح ہے عبارت یہ ہے اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہیں کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں اس واضح اور کھلی بشارت کا انکار محض ہٹ دھرمی اور تعصب ہی ہو سکتا ہے لاہور کے قریب عیسائیوں کا مشہور قصبہ کلارک آباد میں ۱۹۵۵ء میں ایک جلسہ عام میں اسلام اور عیسائیت کے عنوان پر تقریر کا موقع ملا میں نے دوران تقریر یہی بشارت پڑھ کر سنائی تو ایک پادری صاحب نے کھڑے ہو کر اعتراض کیا کہ مولوی صاحب یہاں سردار سے مراد تمہارا نبی نہیں ہے بلکہ انجیل کی تفاسیر میں اس سے مراد شیطان کا آنا ہے (معاذ اللہ) تو میں نے فوراً کہا کہ شیطان عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نہ تھا۔ آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکاری کون تھا جنت سے مردود اور لعنتی ہو کر کون نکلا تھا بائبل اور اناجیل نے جو مسیح سے قبل شیطان کا ذکر کیا وہ درست ہے یا غلط۔

(44) کتاب پیدائش باب نمبر ۴۹ کی آیت نمبر ۱۲ یہ ہے اس کی آنکھیں لال ہوں گی اور اس کے دانت دودھ سے سفید ہوں گے (2)

یہ بشارت بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کی ہے زرقانی شرح مواہب میں ہے جب حضور ﷺ تجارت کے لئے بصری تشریف لے گئے تو ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام کیا اسی جگہ نسطور اراہب

پڑاؤ رکھتا تھا نسطورا نے میسرہ غلام سے پوچھا کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہے میسرہ نے کہا یہ سرخی آپ کی آنکھوں میں ہمیشہ رہتی ہے کبھی جدا نہیں ہوتی اس وقت نسطورا نے کہا یہ آخری نبی ہے۔ کاش میں اس کی بعثت کا زمانہ پاؤں۔ شیخ جلال الدین نے تاریخ مصر میں لکھا ہے۔ جب حضرت طالب حضور ﷺ کا والا نامہ لیکر مصر کے بادشاہ مقوقس کے ہاں گئے تو شاہ مصر نے نبی آخر الزماں کی علامت بیان کرتے ہوئے کہا سرخی ان کی آنکھوں سے جدا نہیں ہوتی حضرت طالب نے کہا بے شک ان کی چشمان مبارک سے سرخی کبھی جدا نہیں ہوئی چنانچہ آپ کے شامل میں اشکل العین کا لفظ آیا ہے اشکل ایسی آنکھ کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں اور بعض روایات میں ارجع کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہے سیاہی۔ دونوں روایات میں تعارض نہیں ہے حسن و جمال کے لئے سرخی و سیاہی دونوں درکار ہیں۔

(44) اسی کتاب پیدائش باب نمبر ۴۹ کی آیت نمبر ۱۱ میں ایک بشارت اس طرح ہے وہ اپنا گدھا انگور کے درخت سے باندھے گا یہ بشارت حضور ﷺ کے بارہ میں ہے انطباق کے لئے مدارج النبوت کی تحریر قابل مطالعہ ہے جب حضور ﷺ نے خیبر فتح فرمایا تو وہاں ایک سیاہ حمار دیکھا آپ نے اس سے کلام فرمایا اس کا نام پوچھا اس نے اپنا نام بتایا اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے میری دادی کی نسل سے ساٹھ حمار پیدا کئے جن پر سوائے نبی کے کسی نے سواری نہیں کی اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے۔ میری دادی کی نسل سے میرے سوا اب کوئی نہیں رہا اور انبیاء علیہم السلام سے آپ کے سوا کوئی نہیں رہا چنانچہ حضور ﷺ نے اس پر سواری فرمائی اور وہ حمار آپ کے وصال کے بعد ایک کنویں میں گر کر مر گیا۔ (1)

(45) اسی کتاب پیدائش 49/11 کا ایک حصہ یہ ہے وہ اپنا لباس مے میں اور اپنی پوشاک آب انگور میں دھوئے گا۔ اس آیت کا عبرانی سے ترجمہ کرنے میں زیادتی کی گئی ہے معنی یہ ہے کہ اس نبی آخر الزماں کی شریعت میں شراب حرام کی جائے گی جس طرح دوسری نجاسات سے کپڑوں کو دھونے کا حکم ہے اسی طرح شراب سے بھی کپڑوں کے پاک کرنے کا حکم دیا جائیگا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں محبت الہی کی شراب میں استغراق مراد ہو رب قدوس جل مجدہ سے محبت کرنے میں حضور ﷺ کی امت سے بڑھ کر کوئی امت نہیں ہو سکتی۔

(46) زبور باب نمبر ۷۲ آیت نمبر ۵ میں یہ بشارت موجود ہے جب تک سورج اور چاند قائم ہیں لوگ نسل در نسل تجھ سے ڈرتے رہیں گے صرف یہ ایک آیت نہیں اس سارے باب کو غور سے پڑھیں اول سے آخر تک پڑھیں اور بار بار پڑھیں ایک ایک آیت میں ہمارے رسول ﷺ کی بشارت کی جھلک نظر آتی ہے اس باب کی دوسری آیہ میں مزید واضح ہے۔ (1)

جس طرح صداقت و عدالت کا نظام رسول پاک ﷺ نے قائم فرمایا اس کا جواب نہیں زمین کو ظلم اور محصیت سے پاک کر دیا گیا۔ بحر و بر سہل و جبل میں آپ کی حکومت پھیلی دشمن تھرا گئے سلاطین لرزہ بر اندام تھے سلاطین دنیا کو لکھے گئے خطوط نے تہلکہ مچا دیا اب تک چاند سورج قائم ہیں حضور ﷺ کا اسم مبارک روشن ہے۔ نماز، دعا، روزہ، خطبہ، تسبیح و تحلیل میں ہر جگہ ساتھ ساتھ حضور ﷺ کا چرچا جاری ہے۔ زبور کے اس باب نمبر ۷۲ کا ایک ایک لفظ در حقیقت حضور ﷺ کے اسم گرامی کو دل و دماغ اور نگاہ کے سامنے لا رہا ہے کوئی بھی مسیحی یہودی عالم دل پر ہاتھ رکھ کر بتا دے کیا اسی قسم کی سلطنت جناب موسیٰ علیہ السلام کے لئے یا جناب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ثابت ہے ہرگز نہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

روح حق کے کئی تراجم

بشارات کے ذکر میں قارئین کرام نے مختلف الفاظ پڑھے ہیں کہیں غلط فہمی نہ ہو جائے اصل بشارت میں لفظ احمد موجود تھا جب کہ انجیل برنا باس میں اب بھی ہے لیکن جب انجیل کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو معنی بدل گیا انہوں نے احمد کا ترجمہ کلوطوس سے کر دیا پھر عربی زبان میں فارقلیط کر دیا گیا کبھی اس کا ترجمہ روح القدس کر دیا گیا کبھی تسلی دینے والا کر دیا گیا کہیں معین و مدد گار لکھا گیا کہیں اسی لفظ کو شافع سے تعبیر کر دیا گیا کہیں بڑا سراہا ہوا کر دیا گیا کہیں روح حق کا معنی کر دیا گیا کہیں وکیل و مددگار کا لفظ استعمال ہوا یہ سارے الفاظ جو بائبل کے مختلف مقامات پر آئے یہ سارے کے سارے محمد احمد کے معنی کے قریب قریب پائے جاتے ہیں۔ فارقلیط کے لفظ کا سب سے زیادہ بہتر اور صحیح ترجمہ لفظ احمد ہے قرآن پاک میں بھی اسی اسم گرامی کے ذکر کے ساتھ بھی بشارت کا ذکر ہے۔

(47) کتاب یسعیاہ باب نمبر ۴۲ آیت نمبر ۲ میں ہے

"وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی" (1)

اس باب کا یہ جملہ بھی حضور ﷺ پر صادق آرہا ہے صحیح بخاری باب کراهۃ الخصب بالاسواق میں عطاء بن یسار سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر بن عاص سے مل کر یہ دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ اوصاف جو توریت میں مذکور ہیں بیان فرمائیں عبد اللہ بن عمر بن عاص نے بہت سے اوصاف ذکر فرمائے۔

لیس بغظ و لا غلیظ ولا سخاب بالاسواق (2)

وہ نجی نہ بدخونہ سنگ دل ہوگا اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔

(48) یہاں تک آپ نے بائبل اور اناجیل سے حضور ﷺ کی بشارات کا ذکر پڑھا اب ان سے ہٹ کر

(1) یسعیاہ 42: 02

(2) البخاری، الجامع الصحیح، باب انا امرسلنک شامدا و مبشرا و نذیرا، الرقم 4461، ص 68/15

الأحمد، البسند، باب مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الرقم 6333، ص 371/13

الدائمی، السنن، باب منعه البیوع فی السبیل قبل بیعته، الرقم 6، ص 12/1

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک پانچویں انجیل جسے انجیل برناباس کہتے ہیں اس کے حوالہ جات ذہن میں رکھیں انجیل برناباس باب نمبر ۷ کی عبارت اس طرح ہے " لیکن میرے بعد وہ ہستی جو تشریف لائے گی جو تمام نبیوں اور نفوس قدسیہ کیلئے آب و تاب ہے اور پہلے انبیاء نے جو باتیں کی ہیں ان پر روشنی ڈالے گی کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے "

(49) یہی انجیل برناباس باب نمبر ۴۲ کی عبارت بھی پڑھیں

" یعنی جس ہستی کی آمد کا تم ذکر کر رہے ہو میں تو اللہ کے رسول کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہیں جس کو تم مسیحا کہتے ہو اس کی تخلیق مجھ سے پہلے ہوئی اور تشریف میرے بعد لے آئے گا وہ سچائی کے الفاظ لائے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی " (1)

(50) یہی انجیل برناباس باب نمبر ۸۲ عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے

" میں تو فقط اسرائیل کے گھرانے کی نجات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں لیکن میرے بعد مسیحا تشریف لائے گا جسے اللہ تعالیٰ سارے جہاں کے لئے مبعوث فرمائے گا اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات تخلیق کی ہے اور اسی کی کوششوں کے باعث ساری دنیا میں اللہ کی پرستش کی جائے گی اور اس کی راحت نصیب ہوگی " (2)

(51) یہی انجیل برناباس باب نمبر ۸۲

" بلکہ میرا اطمینان تو اس رسول کی تشریف آوری سے ہوگا جو میرے بارے میں تمام جھوٹے نظریات کو نیست و نابود کر دے گا اس کا دین پھیلے گا اور سارے جہاں کو اپنی گرفت میں لے لے گا اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے اس طرح کا وعدہ کیا ہے " (3)

نوٹ:-

برناباس کی اس بشارت کے بعد آپ سے سوال کیا گیا آپ کے بعد اور کوئی نبی بھی آئے گا تو آپ نے جواباً کہا آپ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں آئے گا البتہ کثرت سے جھوٹے نبی آئیں گے جنہیں

شیطان کھڑا کرے گا۔ اس جواب کے بعد پھر سوال کیا گیا اس مسیحا کا نام کیا ہوگا اور کن علامات سے اس کی آمد کا پتہ چلے گا اس کے جواب میں فرمایا "مسیحا کا نام قابل تعریف ہے اللہ تعالیٰ نے جب ان کی روح مبارک کو پیدا فرمایا اور آسمان کی آب و تاب میں رکھا تو خود ان کا نام رکھا اللہ نے فرمایا اے محمد انتظار کرو میں نے تیری خاطر جنت کو پیدا فرمایا ہے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے اور بے شمار مخلوقات کو پیدا کیا ہے جب میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو تمہیں نجات دہندہ رسول بنا کر بھیجوں گا تیری بات سچی ہوگی آسمان و زمین فنا ہو سکتے ہیں لیکن تیرا دین کبھی فنا نہیں ہوگا آپ نے کہا کہ محمد ﷺ اس کا بابرکت نام ہے۔

(52) پھر تمام سامعین نے یہ سن کر یہ کہتے ہوئے فریاد شروع کی اے خدا اپنے رسول کو ہماری طرف بھیج اور دنیا کی نجات کے لئے جلد تشریف لے آئیں۔ (1)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواری برناباس سے اپنے آخری حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں میرے قتل کی سازش کی جائے گی چند نکلوں کے عوض میرا ایک حواری مجھے گرفتار کر دے گا لیکن وہ مجھے پھانسی نہیں دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے زمین سے اٹھالے گا اور جس نے میرے ساتھ دھوکا کیا اس کو میری بجائے سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔

(53) مزید فرمایا طویل عرصہ تک لوگ مجھے بدنام کرتے رہیں گے لیکن جب محمد ﷺ تشریف لائیں گے جو خدا کے مقدس رسول ہیں تب میری یہ بدنامی اختتام پذیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ یوں کرے گا کیونکہ میں اس مسیحا کی صداقت کا اعتراف کرتا ہوں وہ مجھے یہ انعام دے گا لوگ مجھے زندہ جانے لگیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کن موت سے میرا دور کا واسطہ بھی نہیں۔ (2)

(54) ادریس بن سنان اپنے دادا ادیب بن منہمہ سے روایت کرتے ہیں میں اس انقلاب کے لئے اندھی اور گمراہ قوم سے ایک امی نبی مبعوث کروں گا جس کے طفیل میں بہرے کانوں اندھی آنکھوں اور بند دلوں کو کھول دوں گا مکہ اس کا مولد ہوگا مدینہ اس کی ہجرت گاہ ہوگی،۔ (3)

(55) حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں میں سات آٹھ سال کا تھا میں نے ایک یہودی کو ٹیلہ پر چلاتے دیکھا وہ یہود کو بلارہا تھا جب یہود آگئے تو انہوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا وہ ستارہ طلوع ہو گیا جو احمد کی ولادت سے وابستہ ہے۔ (1)

(56) حویص بن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم اور ہمارے ساتھی ایک نبی کا ذکر کیا کرتے تھے جو مکہ میں مبعوث ہوگا اس پر ایمان لانے کے سلسلہ میں ہم سے عہد بھی لیا گیا ہے اور اس کا تذکرہ ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ (2)

(57) صفیہ بنت حنی کھتی ہیں میرے والد مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ایک دن باہر گئے اور معمول کے مطابق گھر نہ پہنچ سکے لیٹ آئے تو میری طرف حسب معمول توجہ نہ دی تو میں حیران ہوئی کہ آج پہلی سی شفقت کیوں نہیں اس دوران میرے چچا نے میرے والد سے کہا کیا یہ وہی ہے میرے والد نے کہا ہاں بخدا یہ وہی ہے۔ یہ واقعہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی آمد پر پیش آیا جب صفیہ کے والد دیکھنے آئے۔ (3)

(58) حافظ ابو نعیم اصہبانی نے اپنی اسی کتاب دلائل النبوة میں بشارات کا ذکر کرتے ہوئے ایک مخریق یہودی کا ذکر کیا ہے جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم تھا۔ حضور ﷺ جب میدان احد میں اترے تو یہ سیدھا حاضر ہو گیا جاتے وقت اپنے حواریوں سے کہا یہ اللہ کا سچا رسول ہے اور وہی ہے اگر میں اس میدان میں مارا جاؤں تو میرا سارا مال حضور ﷺ کے سپرد کر دیں۔ (4)

(59) ابوسعید خدریؓ اپنے والد مالک بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دن یہودی کسی میٹنگ میں شامل ہوئے اور وہاں پر یوشع یہودی موجود تھا اس نے بھری محفل میں کہا ایک نبی کے ظہور کا وقت آچکا ہے جسے احمد کہا جائیگا۔ وہ حرم سے ظاہر ہوگا اس کے بعد وہ بنی قریظہ کی محفل میں آئے تو وہاں پر زہیر بن باطان نے کہا وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا اب صرف نبی احمد کی آمد کا انتظار ہے۔ (5)

(1) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 35، ص 43/1

(2) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 37، ص 45/1

(3) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 38، ص 46/1

(4) ابونعیم الاصبہانی، الرقم 39، ص 47/1

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(60) مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی نعت و صفت کا پہلی کتب میں پایا جانا یہود و نصاریٰ کے مذہبی رہنماؤں کے ہاں ایک حقیقی امر تھا وہ آپ کی آمد کو یقینی جانتے تھے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو حکم دیا تھا کہ جب وہ آجائیں تو ان پر ایمان لانا ان کی مدد کرنا (1)
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

برناباس کون تھا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص حواریوں میں سے ایک فصیح و بلیغ قسم کا مبلغ آدمی تھا۔ ابتدائی طور پر یہ یہودیت سے وابستہ تھا قبرص کا باشندہ تھا شروع شروع میں عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اپنے آپ کو یہود سے الگ نہیں سمجھتے تھے اس وقت عیسائی یہودیوں سے بھی زیادہ توحید کا پرچار کرتے تھے اسی دور میں سینٹ پال نے عیسائی مذہب قبول کر لیا اور عیسائیت ایک دور میں داخل ہو گئی سینٹ پال کے نظریات اناجیل کے مطابق نہ تھے بلکہ اس کی دینی سوچ و فکر کے گرد گھومتے تھے پال یہودی تھا اور طرطوس کا باشندہ تھا عیسائیت کو اس نے مشرکانہ رسوم میں ڈھالنے کی کوشش کی جس پر عوام میں مقبول ہو گیا۔ اسکے برعکس عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اس کے نظریات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ سینٹ پال اور برناباس دونوں ایک عرصہ تک عیسائیت کے لئے کام کرتے رہے مگر چونکہ دونوں کے دین مختلف تھے سینٹ مشرکانہ رسوم کی طرف مائل تھا برناباس توحید کا دلدادہ تھا اس بنا پر اختلاف بڑھتے گئے اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ پال کو عوامی تائید کے علاوہ حکومت وقت کی ہلا شیری بھی میسر تھی اس لئے اس کے نظریات کو عوام نے جلدی قبول کیا اور برناباس اور اس کے ساتھی پردہ میں چلے گئے۔ پال کے مشرکانہ نظریات کی تشہیر کے باوجود توحید پرستوں کا جھوم تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ شاہ قسطنطین نے یورپ کے بڑے حصہ پر حکمرانی حاصل کر لی ملک میں مذہبی انتشار موجود تھا ایک طبقہ پال کا ہمنوا تھا دوسرا گروہ برناباس کی تعلیمات کو بہتر جانتا تھا قیام امن کے لئے بادشاہ نے یہ تجویز نکالی کہ تمام فرقے ایک کلیسا کو قبول کر لیں۔ چنانچہ ۳۲۵ء کو نیقیہ کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں قیام امن کے لئے کلیسا کی حمایت ضروری سمجھی گئی۔ اس طرح تثلیث کے عقیدہ کو فروغ

ملا۔ سینٹ پال پھر ایک مرتبہ سیاسی برتری حاصل کر گیا یہ بھی منصوبہ کیا گیا کہ کلیسا کی منظور شدہ انجیلوں کے علاوہ کوئی بھی انجیل اپنے پاس رکھنا جرم ہے جس کی سزا قتل ہے۔ چنانچہ انجیلوں کے دوسو ستر مختلف نسخے جلادیئے گئے اس پر ایک مرتبہ پھر ملک میں کھرام برپا ہوا۔ شہزادی قسطنطانس کو یہ پسند نہ لگی۔ اس نے پھر جلاوطن مذہبی لیڈروں کو بلا لیا اور اس طرح توحید کو ایک مرتبہ پھر فروغ مل گیا۔ یہی عقیدہ پھیلتا رہا مگر ۶۸۰ء میں پھر تثلیث کے ماننے والے برسر اقتدار آگئے اور آج تک یہ عقیدہ تثلیث ایک مسلمہ اصول کی حیثیت سے عیسائیت میں آرہا ہے اگرچہ آج بھی عیسائیت میں تثلیث کے خلاف لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں مگر اظہار کرنے سے ہچکچاتے ہیں ۳۰۲ء تک برناباس کی انجیل مستند مانی جاتی رہی ۳۰۳ء میں یورپ نے انجیل کا نسخہ حاصل کیا اور اپنی لائبریری میں رکھا۔ زینوبادشاہ کی حکمرانی کے چوتھے سال برناباس کی قبر کھودی گئی تو اس کے سینے پر رکھا گیا ایک نسخہ ملا جو اس نے اپنے قلم سے لکھا تھا تو لینڈ نے اپنی تصنیف Misce Llaneous کے صفحہ نمبر ۳۸۰ پر ذکر کیا کہ انجیل برناباس کا قلمی نسخہ اب بھی محفوظ ہے اسی کتاب کے پندرہویں باب میں لکھا ہے ۲۹۶ء میں ایک حکم کے ذریعہ اس انجیل کو ان کتب میں شامل کیا گیا جن کو کلیسا نے ممنوع قرار دے دیا تھا۔ اس سے پہلے ۲۹۵ء میں پوپ انوسینٹ نے بھی اس قسم کا حکم جاری کیا تھا نیز ۳۵۲ء مغربی کلیسا نے متفقہ طور پر اس پر بندش عائد کی تھی۔ یہ ہے برناباس کی طویل تاریخ کا خلاصہ۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

باب پنجم

سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت
اور اس کے اثرات

تاریخ ولادت اور محدث دہلوی

حضور سید عالم ﷺ کے ظہور مقدس کی تاریخ پر تبصرہ کے لئے سب سے پہلے برصغیر ہند کے عظیم محدث عاشق رسول شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحریر سے شروع کرتے ہیں کہ برکت ہو۔ آپ اپنی کتاب مدارج النبوة میں فرماتے ہیں۔

"بداں کہ جمہور اہل سیر و تواریخ برآئند کہ تولد آنحضرت ﷺ از عام الفیل بود از

چہل روز یا پنجاہ و پنج روز ایں قول اصح اقوال است مشہور آنست کہ در ربیع الاول

بود و بعد علماء دعویٰ بر اتفاق بریں قول نموده دوازده ربیع الاول بود" (1)

اچھی طرح سمجھ لو اکثر مؤرخین و ارباب سیر کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش عام الفیل کے چالیس یا پچاس روز بعد اور یہ دوسرا قول تمام سے زیادہ صحیح مشہور ہے کہ ربیع الاول شریف کا مہینہ تھا اور بارہ تاریخ تھی بعض علماء نے اس قول پر اتفاق کا دعویٰ کیا ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور امام ابو زہرہ

حضور سید عالم ﷺ کی تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور صاحب علم و فضل امام محمد ابو زہرہ کا موقف بھی یہی ہے جو شیخ الحدیث محمد عبدالحق محدث دہلوی کا ہے امام ابو زہرہ نے اپنی مشہور کتاب خاتم النبیین میں وضاحت کی ہے کہ علماء روایت کی ایک بہت بڑی تعداد اس پر متفق ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔ اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن اصحاب نے اس کے برعکس تواریخ کا ذکر کیا ہے وہ اس لئے معتبر نہیں کہ جمہور کے مقابلہ میں روایات مشہور نہیں نیز علم روایت میں ترجیح کا انحصار عقل پر نہیں نقل پر ہوتا ہے (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور ابن ابی شیبہ

حضور ﷺ کی تاریخ ولادت باسعادت پر ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں سعید بن منہاء حضرت جابر اور ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے

"ولد رسول اللہ ﷺ عام الفیل يوم الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول" (1)
حضور سید عالم ﷺ عام الفیل پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف جلوہ فرما ہوئے آگے فرماتے ہیں کہ جمہور محققین اہل اسلام کے نزدیک یہی تاریخ مشہور و معتبر ہے۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور امام ابن اسحاق

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے بارہ میں علامہ ابن جوزی نے امام ابن اسحاق کا موقف اپنی کتاب الوفا میں نقل کیا ہے

قال ابن اسحاق ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين عام الفيل لاثنتي عشرة ليلة مضت شهر ربيع الاول (4)

ابن اسحاق فرماتے ہیں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور امام ابو الفتح

امام حافظ ابو الفتح الشافعی الاندلسی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی

ولد سیدنا محمد رسول الله ﷺ يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت

من شهر ربيع الاول عام الفيل (3)

(1) ابن کثیر، السیرة، ص 93/2

(2) ابن الجوزی، الوفا، ص 90/1

ہمارے آقا و مولیٰ حضور ﷺ سوموار بارہ ربیع الاول شریف کو عام الفیل میں تشریف لائے۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور ابن جوزی

علامہ ابن جوزی تاریخ ظہور و نور کے سلسلہ میں اپنی تحقیق اس طرح فرماتے ہیں
ولد سیدنا رسول اللہ ﷺ یوم الاثنين عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة
مضت من شهر ربیع الاول (1)

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف عام الفیل کو ہوئی الخ
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور علامہ محمد رضا

علامہ محمد رضا قاہرہ یونیورسٹی کے امین تھے انہوں نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی
تاریخ کے بارہ میں اپنی تحقیق اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں اس طرح بیان کی ہے
ولد النبی ﷺ فی فجر یوم الاثنين لاثنتی عشرة قلیلہ مضت ربیع الاول عشرين
اغسطس 570 واهل مکة يزورون موضع مولده فی هذا وقت (2)

حضور ﷺ پیر کے دن فجر کے وقت بارہ ربیع الاول شریف برطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ جلوه فرما
ہوئے مکہ مکرمہ کے باشندے اسی دن اسی وقت حضور ﷺ کی جائے پیدائش کی زیارت کیا کرتے ہیں
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور ابراہیم عرجون

علامہ ابراہیم عرجون مصری سیرت نگار ہیں جو جامعہ ازہر میں بطور سیکرٹری رہے ہیں اپنی

تالیف محمد رسول اللہ میں اس طرح فرماتے ہیں

وقد صح من طرق كثير ان محمد ﷺ ولا يوم الاثنين لا تنى عشرة

مصنعت من شهر ربيع الاول عام الفيل في زمن كسرى (1)

بہت سی صحیح روایات سے یہ بات پائے ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف عام الفیل کسریٰ کے زمانے میں ہوئی۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

تاریخ ولادت اور ابوالحسن الماوردی

علامہ ابوالحسن تاریخ و سیرت میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اسلامی سیاست کے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں اس ضمن میں انہوں نے ایک کتاب الاحکام السلطانیہ بھی لکھی ہے جو طلباء علماء سبھی کے لئے مفید ہے وہ اپنی دوسری کتاب اعلام النبوة میں اس طرح فرماتے ہیں۔

لانه ولد بعد خمیس یوماً من الفیل و بعد موت ابیه فی یوم الاثنين الثاني

عشر من شهر ربيع الاول (2)

حضور ﷺ اپنے والد گرامی کے انتقال کے بعد اور اصحاب فیل کے واقعہ کے ۵۰ روز بعد پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف کو جلوہ فرما ہوئے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

تاریخ ولادت اور علامہ طبری

امام ابن جریر طبری مقبول ترین مورخین میں شمار ہوتے ہیں ان کے علم و فضل کا طرہ امتیاز فن

تاریخ میں مسلم ہے وہ اپنی کتاب تاریخ طبری میں اس طرح فرماتے ہیں۔

ولد رسول الله ﷺ يوم الاثنين عام الفيل اثنتي عشرة ليلةً مصنعت

من شهر ربيع الاول (3)

(1) ابراہیم عرجون ، محمد رسول اللہ ، ص 1/

Click For More Books

(2) الماوردی ، اعلام النبوة ، ص 192/

(3) الطبري ، تاريخ طبري ، ص 1/ <https://archive.org/details/@57111hasanul-tari>

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور صدیق حسن خان

الہمدیث مکتبہ فکر کے معتبر عالم دین محمد صدیق خاں صاحب اپنی کتاب الشمامتہ العنبر یہ میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول شریف کو ہوئی وہ لکھتے ہیں جمہور کا قول بھی یہی ہے مزید لکھتے ہیں ابن جوزی نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے (1)
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور مفتی محمد شفیع

دیوبند مسلک کے مشہور عالم دین مفتی مولانا محمد شفیع آف کراچی اپنی کتاب سیرۃ خاتم الانبیاء میں اس طرح لکھتے ہیں "الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کے انقلاب کی اصل آدم واولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا، موسیٰ وعیسیٰ کی پیشن گوئیوں کا مصداق، یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تاریخ ولادت اور مولانا محمد ادریس

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی حضور پر نور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں "ولادت باسعادت کی تاریخ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے" (3)

(1) صدیق حسن خان ، الشمامۃ العنبر یہ ، ص 7/1

(2) مفتی محمد شفیع، سیرۃ خاتم الانبیاء، ص 18/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تاریخ ولادت اور قاضی سلمان

اردو سیرت نگار قاضی سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین صفحہ نمبر ۲۴۲ حاشیہ نمبر ۶ پر لکھا ہے "تاریخ ولادت میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے طبری اور ابن خلدون نے ۱۲ تاریخ اور ابو الفدا نے ۱۰ تاریخ لکھی ہے۔ قاضی صاحب کا دوسری تمام تواریخ سے پہلے ۱۲ کا ذکر کرنا یہ کافی دلیل ہے کہ ان کے ہاں بھی ۱۲ ربیع الاول شریف ہی معتبر ہے اسی بنا پر اسے اولیت دی ہے۔ مؤلف رحمۃ اللعالمین نے اسی کتاب کے حصہ اول صفحہ نمبر ۴۳ پر شمس سال کا ذکر کر کے فلکیات اعداد و شمار کے حساب سے ۹ ربیع الاول کا دن بناتے ہیں۔ برصغیر کے کئی مؤرخین نے فلکیات کے معاملات پر نظر رکھ کر ۱۲ ربیع الاول شریف کی بجائے ۹ بتائی ہے۔ ان مؤرخین اور سیرت نگاروں پر حیرت ہے جو جلیل القدر محدثین، بلند پایہ مفسرین روایات میں بلند مرتبہ رکھنے والے لوگوں کے مقابلہ میں فلکیات سے وابستہ لوگوں کو ترجیح دیتے ہیں فلکی معاملات، نجوم جیسے معاملات عقل سے وابستہ ہیں جب کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا مسئلہ عقل سے نہیں نقل و روایت سے وابستہ ہے۔ غرضیکہ اہل اللہ محدثین کے مقابلہ میں فلکیات کے استدلال کی کوئی حیثیت نہیں کوئی حقیقت نہیں۔ (1)

ظہور نور پر عجائبات

گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے حضور ﷺ ۱۲ ربیع الاول شریف پیر کے دن بوقت فجر اس کائنات عالم میں جلوہ فرما ہوئے جان جاناں ﷺ کے ظہور نور پر کیفیت یہ تھی سارا گھر نور سے بھر گیا اس روایت کو عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ نے بیان کیا ہے آپ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر میں حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی اس وقت یہ ہوا پورے گھر پر نور چھا گیا میں نے دیکھا آسمان کے ستارے جھکے آتے ہیں یہاں تک مجھے گمان ہوا کہ میں یہ ستارے مجھ پر آگریں اس روایت کو صاحب فتح الباری نے باب علامات النبوة فی الاسلام میں بیان کیا ہے۔ (2)

یہ وہی نور تھا جس کا صدیوں سے انتظار تھا یہ وہی ضیاء پاشی تھی جس کے لئے صدیوں سے زمین ترس رہی تھی۔

☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف کی والدہ الشفاء فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو میں نے حضور ﷺ کو دونوں ہاتھوں پر لیا اور ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی تیرا رب تجھ پر رحم کرے پھر یہ ہوا فاضاء لی بین المشرق والمغرب حتی نظرت الی البعض قصور الشام (1)

اس نور مقدس کے ظہور سے میرے سامنے مشرق و مغرب روشن ہو گئی یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محلات کو بھی دیکھ لیا۔

☆ ابن ساری رضی اللہ عنہ سے اسی سلسلہ میں روایت ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے یہ روایت مستدرک حاکم اور مسند احمد میں بھی ہے۔ حضرت ابن حبان نے اس روایت کو صحیح فرمایا ہے اسی کے ہم معنی مسند احمد میں ابوامامہ سے روایت ہے۔ (2)

ایک اور روایت میں ہے بصری کے محل روشن ہو گئے (3)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور ﷺ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے اسحاق بن عبداللہ حضرت آمنہ سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ بوقت پیدائش نہایت صاف پاک لطیف تھے جسم پر کسی قسم کی لائش نہ تھی۔

طبقات ابن سعد میں ہے آپ کا مختون پیدا ہونا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ جن روایات میں یہ ہے آپ کے دادا عبدالمطلب نے ختنہ کرایا تطبیق یوں ہو سکتی ہے پیدا تو مختون ہوئے البتہ عرب کے رواج کے مطابق تتمہ دادا نے کی۔ (4) واللہ اعلم

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) عبدالحق دہلوی، مدارج النبوة، ص 25/2

(2) ابن حجر، فتح الباری، باب علامات النبوة فی الاسلام، ص 378/10

(3) ابن حجر، فتح الباری، باب علامات النبوة فی الاسلام، ص 378/10
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وقت ظہور

☆ اس مقدس نور کا ظہور کس وقت ہوا، ہم یہاں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا موقف پیش کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی محبوب کتاب مدارج النبوۃ میں بیان کیا۔ فرماتے ہیں۔

ولادت مبارک صبح صادق میں طلوع آفتاب سے پہلے اور غفر کے طلوع کے وقت سے ہوئی غفر منازل فجر کے تین چھوٹے ستاروں کو کہتے ہیں مواہب اللدنیہ میں ہے تمام انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا وقت یہی ہے اور اکثر اخبار میں ولادت شریف کا وقت طلوع فجر ہے مواہب اللدنیہ میں شیخ بدرالدین زرکشی سے منقول کہ ولادت شریف خوب روشن وقت میں ہوئی فجر دن کی ابتداء ہے یہ کہا جاتا ہے اس وقت ستارے ٹوٹے اور شہاب ثاقب جھڑے (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مقدس خواتین کی حاضری

☆ بے شمار عجائب میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کی ولادت با سعادت کا وقت قریب آیا تو مجھے سفید شربت کا پیالہ دیا گیا میں نے پیا تو سکون ملا پھر میں نے نور کا ایک بلند مینار دیکھا پھر میں نے بلند قامت والی عورتیں دیکھی جن کا قد عبد مناف کی لڑکیوں کی مانند کھجور کے درختوں کی طرح ہے میں نے تعجب کیا یہ کہاں سے آگئیں اس پر ان میں سے ایک نے کہا میں آسیہ فرعون کی بیوی ہوں دوسری نے کہا میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ عورتیں حور عین ہیں میں نے دیکھا زمین و آسمان کے درمیان بہت سے لوگ کھڑے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں پھر میری آنکھوں سے پردہ اٹھایا گیا اور میں نے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا تین علم ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک خانہ کعبہ کے اوپر نصب ہے پھر محمد ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی اس وقت میں نے دیکھا آپ سجدے میں ہیں اور گریاں کنناں ہیں پھر ایک سفید بادل کو دیکھا جس نے انہیں میری نظروں سے چھپا لیا اور میں نے آواز سنی جو کہہ رہا تھا اسے مشرق و مغرب کی سیر کراؤ اور شہروں میں پھراؤ کہ وہاں کے رہنے والے آپ کے اسم مبارک اور نعت و صورت کو پہچان لیں اور جان لیں کہ آپ کی صفت ماحی ہے جو شرک کے آثار کو محو کر دیں گے۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

نورانی بادل

☆ وقت ولادت بے شمار عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے۔

سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں ولادت مبارک پر میں نے ایک نورانی بادل دیکھا جس نے حضور ﷺ کو ڈھانپ لیا اور میری نظروں سے غائب ہو گئے ہیں ایک منادی کو سنا جو کہہ رہا تھا حضور ﷺ کو زمین کے تمام گوشوں میں پھراؤ جن و انس کی روحوں پر گشت کراؤ فرشتوں، پرندوں، چرندوں کو زیارت کراؤ ان کو حضرت آدم کا اخلاق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی خلعت، حضرت اسماعیل کی زبان، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب کی بشارت، حضرت موسیٰ کی شدت، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی اطاعت، حضرت یوشع کا جہاد، حضرت داؤد کا کھن، حضرت دانیال کی محبت، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یحییٰ کی عصمت، حضرت عیسیٰ کے زہد کا پیکر بناؤ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق کے دریا میں نہلاؤ۔ سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں پھر یہ بادل کھل گیا تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ سبز ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس حریر سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے ماشاء اللہ حضور ﷺ کو تمام دنیا پر کس شان سے بھیجا گیا ہے دنیا کی کوئی ایسی مخلوق نہیں جو آپ کے تابع فرمان نہ ہو۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

کعبہ نے جھک کر اعلان کیا

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر بے شمار عجائبات کے ظہور میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت عبدالمطلب سے ہے وہ فرماتے ہیں میں شب ولادت کعبہ کے پاس تھا جب آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور اس سے تکبیر کی آواز آئی۔

اللہ اکبر مرہب محمد المصطفیٰ الان قد طهرنی مرہبی من النجاس الاصلنام

وامرجاس المشرکین (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

شام کے محلات دیکھنے میں حکمت

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی تو مسجد اقصیٰ سے لے جایا گیا تھا مسجد اقصیٰ شام میں ہے۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ ملک شام حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں ہی فتح ہو گیا تھا باقی کئی ممالک دور خلافت میں فتح ہوئے۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے جیسے کعب احبار سے منقول ہے پہلی کتب سماویہ ہے میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ میں ہوگی اور ہجرت مدینہ میں ہوگی اور ان کی حکومت شام میں ہوگی۔ عربی عبارت یہ ہے

محمد رسول الله مولده بكة ومهاجرة يشرب وملكه بالشام (1)

ممکن ہے اسی کے پیش نظر شام کے محلات دکھائے گئے ہوں۔

☆ شام میں سے بھڑی شہر کے دکھائے جانے میں شاید یہ حکمت ہو کہ سب سے پہلے شام میں نور نبوت کا مرکز یہی شہر بناتھا۔

(1) الصالح، سبيل الهدى والرشاد، ص 101/1

الصالح، سبيل الهدى والرشاد، ص 342/1

ابن سعد، الطبقات الكبرى، ص 360/1

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ شام کے محلات اس لئے دکھائے گئے ہیں کہ مدبرات الارض کے چالیس ابدالوں میں سے تیس ابدالوں کا مستقر شام ہے جسے حاکم ترمذی نے نوادر الاصول صفحہ نمبر ۶۹ غالباً یہی وجہ ہے کہ شام پر کئی دوسرے ممالک سے زیادہ برکات دکھائی دیتی ہیں۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ مسجد اقصیٰ جو حرم کعبہ کے بعد بہت بڑی حیثیت کی مالک ہے ملک شام میں ہے۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے نزدیک جامعہ دمشق کے منارہ شرقیہ پر ہوگا یہ شام میں ہے۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ میدان قیامت شام میں ہوگا۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ شام میں مسجد اقصیٰ ہے یہ مسجد وہ ہے جس کے ارد گرد بھی برکات ہی برکات ہیں۔

☆ یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب عراق سے ہجرت فرمائی تو شام ہی کی طرف فرمائی۔

☆ حضور ﷺ نے قیامت کے قریب شام کی طرف ہجرت کی ترغیب دی۔ (۱)

شامی ابدال کی زیارت

نوادرا اصول صفحہ نمبر ۶۹ کے پیش نظر کہ مدبرات الارض کے چالیس ابدالوں میں سے تیس کا مستقر شام ہے مجھے اپنا ذاتی واقعہ یاد آیا جس سال بیت المقدس پر اسرائیلیوں کا قبضہ ہوا مدینہ منورہ حاضری پر یہ دردناک واقعہ پیش نظر تھا صلوٰۃ و سلام کی حاضری میں بے ساختہ آنسو بہہ رہے تھے۔ ملت اسلامیہ کی زبوں حالی پیش نظر تھی دیر تک حاضری رہی جب ہی دعا سے فارغ ہوا تو میرے پیچھے شامی علماء کی ایک جماعت بھی کھڑی تھی جو میری حالت زار پر پریشان تھے ان میں سے ایک صاحب نے مجھے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے شام کے ایک بزرگ کی زیارت کروائیں جو براہ راست حضور ﷺ سے بات کرتے ہیں اور ہدایات لے لیتے ہیں میں نے بصد خوشی و شوق ہاں کہا جب وہ مجھے لے کر چلے تو میرے جی میں یہ بات آئی ان بزرگوں سے دعا کرواؤں گا کہ مجھے آئندہ سال بھی حاضری نصیب ہو تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ یہ بزرگ ایک بڑی جماعت کے ساتھ باب عمر سے مسجد نبوی میں داخل ہو گئے اور سبھی کے سبھی وہاں حلقہ کی صورت میں بیٹھ گئے پانچ سات منٹ خاموشی کے بعد ان بزرگوں نے مجھے اشارے سے اپنے قریب بلایا اور فرمایا میں نے تیری طرف سے بارگاہ رسالت میں سلام پیش کر دیا ہے آپ نے دعا و سلام فرمایا ہے اور مزید فرمایا ہے کہ میں تجھے حضور ﷺ کا حکم سنا دوں کہ تو آئندہ سال بھی مدینہ منورہ حاضری دے گا میری یہ خواہش صرف مجھ تک ہی تھی ابھی تو میں ان بزرگوں سے اظہار بھی نہ کر پایا تھا کہ انہوں نے اپنی خدا داد ذہانت سے معلوم کر کے بارگاہ رسالت میں عرض کرنے کی مجھے خوشخبری بھی سنائی پھر اس وقت سے آج تک ہمیشہ حاضری کے موقعہ پر اس مقدس شخصیت کی تلاش میں رہتا ہوں مگر محروم ہوں۔ میرا یہ واقعہ بھی اس کی تائید ہے کہ شام کے علاقہ میں ابدال اقطاب پائے جاتے ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

مہر نبوت کی ہیبت

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر جہاں اور بے شمار حیران کن عجائبات کا ظہور ہوا وہاں ایک یہودی تاجر کا حیران کن بیان بھی پڑھیں یعقوب بن سفیان نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے جس رات حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ایک یہودی تاجر نے قریش کے چند معتمد لوگوں سے پوچھا تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے جواب نفی میں دیا کہ انہیں علم نہیں تاجر نے کہا اچھا جاؤ معلوم کرو آج رات اس امت کا نبی پیدا ہو گیا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے لوگ گئے تحقیق کی تو پتہ چلا جناب عبدالمطلب کے ہاں پوتا ہوا ہے۔ یہودی نے کہا چلو مجھے بھی دکھاؤ یہودی نے آتے ہی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی تو غش کھا کر گر پڑا۔ ہوش آنے پر اعلان کیا نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی۔ حافظ عسقلانی اس روایت کی سند کو حسن فرماتے ہیں۔ (1)

بعض حضرات نے یعقوب بن سفیان کے بارہ کمزوری کا اظہار کیا ہے۔ یعقوب بن سفیان حافظ الحدیث ہیں ترمذی اور نسائی ان کے شاگردوں میں شامل ہیں، جو لوگ کہتے ہیں حضور ﷺ کو نبوت ۴۰ سال بعد ملی وہ اس مستند روایت پر غور کریں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پیدا ہوتے مہر نبوت کی علامت کیوں؟ معلوم ہوا وہ پیدا ہی نبی ہوئے تھے۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عبدالمطلب کے دعائیہ اشعار

جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی اطلاع جناب عبدالمطلب کو پہنچی آپ اس وقت حکیم کعبہ میں لوگوں کے ہجوم میں تشریف فرما تھے جو نبی خبر دی گئی آپ کی خوشی کی حد نہ تھی آپ گھر تشریف لائے اور اپنی بہو سے مبارک کہہ کر خوشی و مسرت کا اظہار فرمایا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب علامات النبوة فی الاسلام، ص 378/10

الحاکم، المستدرک، باب ذکر اخبار سید المرسلین، الرقم 41472، ص 453/9

Click For More Books

البیہقی، دلائل النبوة، رقم 36/1، ص 36/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جو اس وقت تک حیران کن واقعات دیکھے تھے اور پردہ غیب سے جو آوازیں سنی تھیں سب کچھ جناب عبدالمطلب کو بتا دیا تو آپ نے فوراً بچے کو گود میں لیا اور حرم کعبہ میں لے گئے آپ کی زبان سے وہاں جو خوشی و مسرت سے ارتجالاً اشعار سرزد ہوئے یہ تھے۔

الحمد لله الذي اعطاني

هذا الغلام الطيب الامرواني (1)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے مجھے پاک استیوں والا بیٹا بخشا۔

قد ساد في المهد على الغلمان

اعينه بالبيت ذي الامركان (1)

اپنے پنگوڑے میں تمام بچوں کا سردار ہے میں اسے بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اعينه من شر ذي شأن

من حاسد مضطرب الايان (1)

میں اسے ہر دشمن ہر حاسد ہر بری نظر والے کے شر سے اب بیت اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

یہودی کا اعلان

ولادت باسعادت کے موقع پر بے شمار عجاibat میں سے ایک یہ بھی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری عمر ۷۱ یا ۸۱ سال کے لگ بھگ تھی ہر بات کو سمجھنے سوچنے کا سلیقہ تھا ایک دن ایک اونچے نیلے پر ایک یہودی کو دیکھا وہ زور زور سے چلا کر اعلان کر رہا تھا۔

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 209/1

السہیلی، الروض الانف، ص 360/1

ابن کثیر، السیرۃ، ص 282/1

ابن سعد، الطبقات الکبری، باب ذکر مولد رسول اللہ ﷺ، ص 103/1

ابو ذرعمہ، تاریخ دمشق، ص 83/3

Click For More Books

ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص 24/2
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یا معشر یہود فأجتمعوا الیه (1)

اے یہودیو میری طرف آؤ اس کا اعلان سن کر یہودی گروہ درگروہ اکٹھے ہو گئے اور پوچھا بتا تو نے ہمیں کیوں بلایا ہے اس نے کہا۔

طلع نجم احمد الذی ولد فی هذه الیل ای الذی طلوعه علامة علی

ولادته ﷺ (1)

وہ ستارہ طلوع ہو گیا جس کا طلوع ہونا اسی آخر الزمان نبی کی پیدائش کی علامت ہے

موسیٰ علیہ السلام کو حضور ﷺ کی ولادت سے آگاہ کر دیا گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے وہ نشانی اپنی قوم کو بھی بتادی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا وہ ستارہ جو تمہارے نزدیک کلات نام سے مشہور تھا جب وہ اسی جگہ سے حرکت کرے تو سمجھ لو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت تھا اور یہ خبر بنی اسرائیل میں اچھی طرح پھیل چکی تھی۔ علماء بنی اسرائیل اس خبر پر تبصرہ کرتے اور لوگوں کو آگاہ کرتے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن کثیر، البدایة والہایة، ص 327/2

الذہبی، تاریخ الاسلام، ص 04/1

عبد السلام، تہذیب سیرة ابن ہشام، ص 43/1

القزوی، التدوین فی اخبار قزوین، ص 107/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 207/1

ابن ہشام، السیرة، ص 159/1

محدث دہلوی کا نعتیہ کلام

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں چند نعتیہ اشعار بھی درج فرمائے ہیں جو کسی بھی باذوق شخص کے عشق و محبت کے لئے حسین ترین مہمیز کا کام دے سکتے ہیں۔

شب میلاد محمد چہ شب انور بود کرد در مکہ الی الشام منور گردید (1)

حضور ﷺ کی ولادت کی رات کس قدر حسین و منور تھی کہ مکہ مکرمہ سے

شام تک کا سارا علاقہ چمک اٹھا۔

مکہ و شام چہ باشد کہ از شرق تا غرب ہسمہ را گشت محیط ہسمہ جادو گردید (1)

حضور ﷺ کے نور نے مکہ و شام تو کیا پوری دنیا کو گھیرے میں لے لیا۔

ہسمہ آفاق زانوار نور گشتہ ہسمہ اکناف ز اخلاق معطر گردید (1)

پوری کائنات ان کے نور سے روشن ہو گئی اور آپ کے اخلاق کریمانہ سے دنیا مہک اٹھی

عاقبت ہر ملک عز و علا جا دارد ہر کہ از صدق و یقین خاک بریں در گردید (1)

شرف و وقار اور عزت کی بلندیوں سے وہی ہمکنار ہوتا ہے جو خلوص دل سے

اس دروازے کی خاک بن جاتا ہے۔

ہر گراز ہیچ سمو می نیز برد خشکے ہر گیاہیہ کہ زابر کرم ہر گردید (1)

کوئی گرم ہوا اس لہلہاتے پودے کو تباہ نہیں کر سکتی جسے محبوب کریم ﷺ نے ابر کرم سے ترک کیا ہو۔

لہ الحمد کہ از دنیا و دین حقی را ہسمہ از دولت آن شاہ میر گردید (1)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے دین و دنیا کی تمام نعمتیں حقی کو اس شہنشاہ کونین ﷺ

کے دروازے سے مل گئیں۔ (حقی آپ کا تخلص ہے)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایوان کسری لرز گیا

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ہزاروں عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسی رات کسری کا محل لرز گیا۔ اور اس کے ۴۴ انگڑے گر گئے۔ جیسے کہ صحیح روایت میں موجود ہے۔

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ وَلَدِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرُتَجَسَ إِيوانُ كَسْرَى (1)
جس رات حضور ﷺ جلوہ گر ہوئے۔ تو کسری کا محل لرز گیا۔

یہ روایت تاریخ ابن جریر طبری میں بھی موجود ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ وَلَدِ فِيهَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ امْرُتَجَسَ كَسْرَى وَسَقَطَتْ مِنْهُ
اربع عشرة شُرْقَةً (2)

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات ایوان کسری لرز گیا۔ اور اس کے ۴۴ انگڑے گر گئے۔
ابن سکین نے بھی اسی روایت کو اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے چنانچہ حافظ عسقلانی نے اصابہ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ مَوْلِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ امْرُتَجَسَ إِيوانُ كَسْرَى وَسَقَطَتْ مِنْهُ
اربع عشرة شُرْقَةً وَغَاضَتْ بِحَيْرَةٍ (3)

نیز حافظ ابن کثیر نے ابو بکر خراطی سے البدایہ النہایہ باب ارتجاس الایوان میں ذکر کیا

(1) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 4/1

ابن کثیر، السیرۃ، ص 215/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 41/1

(2) الطبری، التامریخ، ص 580/1

ابو ذرعدہ، تماریخ دمشق، ص 361/37

ابن کثیر، اسد الغابہ، ص 84/3

(3) ابن ابی شیبہ، المصنف، ص 322/2

البیہقی، دلائل النبوة، باب ما جاء فی ارتجاس ایوان کسری، الرقم 43، ص 53/1

ہے اسی طرح اس روایت کو شیخ سیوطی نے بھی اس روایت کیا ہے نیز یہ روایت ایک اور طریق سے بیان کی گئی ہے سعید ابن مزاحم نے معروف بن خربوز انہوں نے بشیر ابن تیم سے اس طرح نقل کیا ہے۔

لما كانت مولد رسول الله مرأى موبذن كسرى خيلا و ابلا قطعت

مرجلة (1)

یہ اگرچہ مرسل ہے مگر اسکی سند صحیح ہے۔ امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے مشہور قول پر حجت اور معتبر ہیں۔ جیسا کہ اصول حدیث کی کتابوں میں صراحت پائی جاتی ہے۔ حافظ عسقلانی نے اس حدیث کو اصابہ میں مرسل فرمایا ہے اس قدر جلیل القدر لوگوں کا اس روایت کو بیان کرنا یہ بتاتا ہے کہ یہ حدیث بے اصل اور موضوع یقیناً نہیں جن لوگوں نے اسے بے اصل اور موضوع بتایا ہے انہوں نے حضور ﷺ کی عظمت کے ذکر پر بے حد درجے کا بخل کیا ہے جو انہیں امتی ہونے کے ناطہ سے زیب نہیں دیتا۔ ان لوگوں کے موضوع کہنے سے حضور ﷺ کی عظمت میں تو کوئی فرق نہیں آئیگا۔ مگر میدان قیامت میں اس بخل کا جواب دینا انہیں یقیناً مشکل ہو جائے گا۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

ایوان کسری میں عبدالمسیح

ولادت باسعادت کی رات جب کسری کا محل لرز گیا ۱۴ کنگرے گر گئے۔ صبح انتہائی پریشانی میں ہوئی۔ ارکان اسمبلی کو بلایا اور صورت حال سے آگاہ کیا عین اسی دوران جب ارکان دولت اس سوچ و بچار میں مصروف تھے۔ تو یہ اطلاع بھی مل گئی کہ اسی رات ہزار سال سے جلنے والا فارس کا آتش کدہ بھی اچانک بجھ گیا۔ اس اطلاع سے کسری کا اضطراب اور بڑھ گیا اور ارکان دولت بھی پریشان ہو گئے۔ کسریٰ اور اس کے حواریوں کا پورا اجتماع سوچ و بچار میں ہی تھا کہ موبذ ان نامی ایک شخص نے کھڑے ہو کر کسری سے اپنی خواب بیان کی کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچ لے جا رہے

(1) الطبری، تأریخ الرسل والملوک، باب انو شروان، ص 152/3

ابو ذمرعہ، مختصر تأریخ دمشق، باب عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان، ص 106/5

الذہبی، تأریخ الاسلام، 6/Click For More Books

<https://archive.org/details/@zobairhasanattari>

ہیں۔ اور دریائے دجلہ سے پار تمام ممالک میں پھیل چکے ہیں۔ اس روایت کو بشیر ابن تیم نے بیان کیا ہے جسے عبدان نے اپنی کتاب الصحابہ میں نقل کیا ہے۔ کسری سے موبدان نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے اور محل کے کنگرے کیوں گرے؟ فارس کا آتش کدہ کیوں بجھ گیا۔ دریائے ساوہ اچانک خشک کیوں ہو گیا۔ موبدان نے جواب دیا شاید عرب کی سمت سے کوئی حادثہ پیش آئے۔ کسری نے اطمینان کے لئے اپنے ایک گورنر نعمان بن منذر کو حکم دیا کہ وہ کسی بڑے عالم کو بھیجے کہ وہ ان سوالات کے جوابات دے۔ چنانچہ نعمان نے ایک ماہر توراۃ وانجیل عبدالمسیح غسانی کو روانہ کیا کہ کسری کو مطمئن کرے عبدالمسیح غسانی حاضر ہوا تو کسری نے اپنے سارے سوالات، پریشانی اور خدشات کا ذکر کیا اور جواب چاہا عبدالمسیح نے تمام سوالات و معاملات کا جائزہ لے کر معذرت کی اور کہا بادشاہ انکے جوابات میرے بس کی بات نہیں۔

میرے ماموں سطح نامی بہت بڑے عالم ہیں۔ توراۃ وانجیل کے ماہر شام میں رہتے ہیں اگر میرے وہاں جانے کا اہتمام کر دیا جائے تو میں خود جا کر ان تمام سوالات کے جوابات لے آتا ہوں۔ کسری نے عبدالمسیح کے جانے کا اہتمام کیا عبدالمسیح جو نبی شام اپنے ماموں سطح کے ہاں پہنچا تو دیکھا وہ نزع کی حالت میں ہے عبدالمسیح نے جا کر سلام کیا اور تمام واقعہ سنایا۔ عبدالمسیح غسانی نے وہاں اپنے ماموں سطح کے بارے میں چند مدحیہ اشعار بھی پڑھے۔ سطح نے عبدالمسیح کی طرف توجہ کی اور کہا۔ عبدالمسیح تیز اونٹ پر سوار ہو کر سطح کے پاس پہنچا جب وہ مرنے کے قریب ہے عبدالمسیح نے سارا ماجرا سنایا سطح نے پوری طرح سن کر کہا تجھے کسری نے محل کے زلزلہ آتش کدہ کے بجھ جانے۔ موبدان کی خواب کی وجہ سے بھیجا ہے۔ اے عبدالمسیح اچھی طرح سن لے جب کلام الہی کی تلاوت اچھی طرح ہونے لگے صاحب عصا ظاہر ہو۔ دریائے ساوہ خشک ہو جائے۔ فارس کی آگ بجھ جائے۔ تو سطح کے لئے شام شام نہ رہیگا۔ بنی ساسان کے چند مرد اور چند عورتیں کنگروں کی تعداد کے مطابق بادشاہت کریں گے۔ اور شی آنے والی ہے وہ آئی گئی۔ (1)

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 354/1
العصامی، سبط النجوم العوالی فی انباء الاولاد والتوالی، ص 125/1
الطبری، التاریخ، ص 580/1
ابن الجوزی، المنتظم، باب ذکر صفۃ نبینا محمد ﷺ، ص 209/1
الیعقوبی، التاریخ، باب مولد رسول اللہ ﷺ، ص 107/1
الطبری، تاریخ الرسل والملوک، باب انو شروان، ص 152/3
ابو ذرعمہ، مختصر تاریخ دمشق، باب عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان، ص 106/5
الذہبی، تاریخ الاسلام، ص 61/1
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نوٹ:

سطح کے اس آخری فقرہ

"اور جو شئی آنیوالی ہے وہ آئی گئی" (1)

میں اشارہ اس بشارت کی طرف جو انجیل میں ہے۔ اور اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہیں کروں گا کیونکہ ان کا سردار آتا ہے۔ چنانچہ سطح نے یہ کلمات کہے اور مر گیا۔ عبدالمسیح واپس آیا اور کسری سے سارا ماجرا سنایا کسری نے کہا کہ چودہ کنگرے کرنے سے جو مراد سطح نے لی ہے وہ چودہ سلطنتیں ہیں تو اس کے گزرنے کیلئے تو عرصہ ہے مگر دس سلطنتیں چار ہی سال میں ختم ہو گئیں۔ اور باقی چار بادشاہتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہو گئیں۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

علامہ شبلی کی سادگی

ایوان کسری میں زلزلہ آنے۔ فارس کا آتش کدہ بجھ جانے۔ دریائے ساوہ خشک ہو جانے کی روایت جسے بہت سے قابل قدر محدثین نے روایت کیا جو بیہقی۔ ابولعیم۔ بزاز۔ طبرانی، عیون الاثر، تاریخ طبری، اصابہ وغیرہ کتب میں پائی جاتی ہے۔ ان روایات کو علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی میں مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر مسترد کیا ہے۔

☆ یہ روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ملتیں لہذا موضوع ہیں۔

جواباً تحریر ہے کیا محدثین میں سے کسی نے لکھا ہے کہ جو روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہ

(1) یوحنا 39:14

(2) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 354/1

العصامی، سبط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، ص 125/1

الطبری، التأریخ، ص 580/1

ابن الجوزی، المنتظم، باب ذکر صفة نبینا محمد ﷺ، ص 209/1

البعقوبی، التأریخ، باب مولد رسول اللہ ﷺ، ص 107/1

الطبری، تأریخ الرسل والملوک، باب انو شروان، ص 152/3

ابو ذرعمہ، مختصر تأریخ دمشق، باب عبدالمسیح بن عمرو بن قیس بن حیان، ص 106/5

الذہبی، تأریخ الاسلام، ص 6

Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohajibhasanattari>

ہو وہ ضعیف ہے؟ کیا امام بخاری یا امام مسلم نے کہیں دعویٰ کیا ہے کہ صحاح ستہ کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نہیں۔ بلکہ امام بخاری سے تو یہ بھی منقول ہے

ما اور مدت فی کتابہی هذا الا ما صح و بعد تركت كثيرا من الصحاح (1)

میں نے بخاری میں صحیح احادیث جمع کی ہیں اور بہت سی صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں۔

☆ جن لوگوں کے زیر مطالعہ علامہ کی کتاب سیرۃ النبی رہتی ہے۔ وہ دیکھیں گے کئی ایک مقامات پر مؤلف نے وہ روایات بیان کی ہیں جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔

اس کا معنی تو یہ ہوا کہ علامہ نے اپنی کتاب میں ہر رطب و یابس کو جمع کر دیا ہے جس سے محنت سے لکھی گئی یہ کتاب متنازع فیہ بن گئی۔ ان روایات کو تنقید کا نشانہ بنانے سے عظمت رسالت میں تو کوئی فرق نہیں آریگا البتہ قیامت کے دن اس بجل کا جواب دینا ہو ضرور مشکل ہوگا۔

☆ بخاری مسلم یا صحاح ستہ میں کسی روایت کے نہ ہونے کو اس کے ضعیف یا موضوع ہونے کی دلیل بنانا اپنے علمی مقام کو داغدار کرنے کے مترادف ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عید میلاد النبی ایک نظر میں

ولادت سعادت کی مقدس تقریب کے ذکر کے ساتھ ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ذکر کر دیا جائے میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں ملت اسلامیہ جشن مناتی ہے۔ محافل کا انعقاد کر کے جو صدقہ و خیرات کی صورت میں قوم اپنے رسول ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتی ہے کہاں تک درست ہے اس ضمن میں اکابرین کی رائے کیا ہے۔

☆ شیخ محمد طاہر محدث فرماتے ہیں ربیع الاول شریف کے مہینہ میں ہر سال حضور کی ولادت مبارکہ کی تاریخ پر خوشی منائی جاتی ہے۔ (2)

☆ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ میلاد شریف کرنا حضور ﷺ کی تعظیم ہے جبکہ بری باتوں سے خالی ہو حضور کی آمد پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (1)

☆ ملا علی قاری فرماتے ہیں اہل اسلام ربیع الاول شریف میں حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتے ہیں اور ان پر اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ (2)

☆ حاجی امداد اللہ فرماتے ہیں فقیر کا مشرب ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ نجات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف پاتا ہوں۔ (3)

☆ اور مزید فرمایا کہ مولود شریف اہل حرمین کرتے ہیں ہمارے لئے یہ حجت کافی ہے اور حضور ﷺ کا ذکر مذموم کیسے ہو سکتا ہے (4)

☆ صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر ہفتہ یا ہر ماہ میں التزام کر لیں پھر ایام ربیع الاول شریف کو بھی خالی نہ چھوڑیں (5)

☆ امام جمال الدین فرماتے ہیں آپ کی ولادت باسعادت کا دن مقدس ترین ہے انکی ذات والا صفات کی اتباع کرنے والے کیلئے ذریعہ نجات ہے جس نے بھی حضور ﷺ کی آمد کی خوشی کی اس نے اپنے آپ کو دوزخ سے بچا لیا۔ (6)

☆ امام قسطلانی فرماتے ہیں ربیع الاول شریف حضور ﷺ کی ولادت کا مہینہ ہے اس میں تمام اہل اسلام میلاد النبی کی خوشی میں محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ صدقات اور اچھے اعمال میں کثرت کرتے ہیں محفلوں میں میلاد کا ذکر کرتے ہیں اللہ کی رحمتیں حاصل کرتے ہیں۔ (7)

☆ امام بن حجر مکی فرماتے ہیں میلاد او ذکر و فکر کی محفلیں جو ہمارے ہاں منعقد ہوتی ہے۔ خیر ہی پر مشتمل ہے انہیں صدقات خیرات ذکر الہی اور حضور ﷺ پر درود و سلام پیش کیا جاتا ہے۔ (8)

(1) السیوطی، مروح البیان، ص

(2) ملا علی قاری، المورث الردي، ص

(3) امداد اللہ، فیصلہ ہفت مسئلہ، ص

(4) امداد اللہ، شہائم امدادیہ ص 78/1

(5) صدیق حسن خاں بھوپالی، الشہامة العنبرية، ص 5/1

(6) الصالحی، سبیل الہدی، ص 441/1

(7) القسطلانی، مواہب اللدنی، ص 27/1

☆ مفتی امام محمد نصیر الدین فرماتے ہیں۔ میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کیساتھ ہو اور بارہویں کو جلوس نکالنا بشرطیکہ اسمیں کسی ممنوع کا ارتکاب نہ ہو جائز ہے (1)

☆ امام ابن الصباح فرماتے ہیں جب کوئی آدمی میلاد کی رات صدقہ خیرات اور خرچ کرے اور روایات صحیح سے ذکر کرے یہ سب کچھ آپکی ولادت کی خوشی میں ہو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ (2)

☆ امام شیخ سیوطی فرماتے ہیں میرے نزدیک میلاد النبی کے لئے اجتماع قرآن خوانی بشرطیکہ واقعات صحیح ہوں ان امور سے ہے جن پر ثواب ہوتا ہے۔ (3)

☆ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں اگر محفل میلاد کے انعقاد کا مقصد تعظیم رسول ﷺ ہو تو اس کے کرنے والے کیلئے اجر عظیم ہے۔ (4)

☆ محدث ابن جوزی لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ۔ یمن شام کے تمام علماء حضور علیہ السلام کی ولادت طیبہ کے موقعہ پر میلاد النبی کی محفلوں کا انعقاد کرتے آئے ہیں اس کے ذریعہ اجر عظیم حاصل کرتے ہیں کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ (5)

☆ امام سخاوی فرماتے ہیں تمام اکناف عالم میں یہاں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں لوگ محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں۔ (6)

☆ شیخ قطب الدین حنفی فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف کو مسجد الحرام میں باقاعدہ طور پر اجتماع ہوتا تھا ملک کے علماء اقلیتاً گورنر چاروں مذاہب کے قاضی نماز مغرب کے بعد سوق اللیل سے گزرتے ہوئے۔ حضور ﷺ کی ولادت گاہ کی زیارت کیلئے جاتے تھے۔ (7)

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ حضور ﷺ پر ہدیہ درود و سلام پیش کر رہے تھے۔ اب تک میں

(1) نصیر الدین، فتاویٰ نصیری، ص 345

(2) الصالحی، سبیل الہدی، ص 442/1

(3) ابن الصباح، الحاوی الفتاوی، ص 190

(4) ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم، ص 297/1

(5) ابن الجوزی، المیلاد النبوی، ص 58

(6) الصالحی، سبیل الہدی، ص 440/1
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نے دیکھا کہ محفل پر انوار و تجلیات کی بارش شروع ہو گئی۔ انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے پتہ نہ چلا کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں یا باطنی سے۔ (1)

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال فساد کی نیت کا شکار ہیں البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی اور انکساری محبت اور خلوص کے ساتھ تیرے حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں یا اللہ وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اس لئے اے اللہ یقین ہے میرا عمل کہیں رازِ گاہ نہیں جائیگا۔ (2)

یہی محدث دہلوی دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

محفل میلاد کا انعقاد تمام عالم اسلام کا معمول ہو رہا ہے (3)

شرعی دلیل کے بغیر محافل میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں کچھ خلاف کہنے سے پہلے ان محدثین کو بھی ذہن میں رکھا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو آپ کی برہنہ تلوار ان کی گردنیں بھی کاٹتی چلی جائے اور قیامت کے دن آپ کو پریشانی ہو کسی بھی چیز کو حرام کہنے کے لئے قرآن و حدیث کے دلائل قطعیہ کا ہونا ضروری ہے جس کی حرمت میں قرآن و حدیث خاموش ہوں تو آپ پر بھی لازم ہے کہ خاموش رہیں کہ آپ کسی شے کو بغیر شرعی دلیل کے حرام کہنے کے مجاز نہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بت نے عربی اشعار پڑھے

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات ہزاروں عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ قریش کا ایک بڑا محبوب بت تھا ہر سال اس کے قریب جشن مناتے، اس کے سامنے اعتکاف کرتے ایک رات انہوں نے دیکھا وہ بت اوندھا پڑا ہوا ہے۔ بت پرستوں نے اسے کھڑا کیا مگر وہ پھر گر پڑا۔ انہوں نے پھر کھڑا کیا وہ پھر گر پڑا۔ اس پر تمام بت پرست پریشان ہوئے۔ آخر کار اسے کھڑا کر کے مضبوط رسیوں سے باندھ دیا۔ اس وقت اس بت کے خول سے یہ آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔

تردی ببولود اضواءت بوسره جميع فجاج الامرض بالشرق والغرب (1)
مولود مسعود کو چادر اوڑھائی جس کے نور سے مشرق و مغرب جگمگا اٹھے۔

وخرت له الاوثان طراو امرعدت قلوب ملوك الامرض من الرعب (1)
اس کے رعب و دبدبہ سے تمام بت گر پڑے۔ اور زمین کے بادشاہوں کے دل دھل گئے۔
دل تھر تھرا رہے ہیں شان نامور کے سلطان دین کی ہیبت عالم پہ چھا رہی ہے۔ حضور ﷺ کی عظمت کے اظہار کیلئے درختوں کا چل کر آنا۔ پتھروں کا کلمہ پڑھنا۔ جانوروں کا سلام کرنا۔ کائنات کی ہر شے کا حضور علیہ السلام کو پہچاننا بے شمار روایات و احادیث سے ثابت ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

(1) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 351/1

ابن کثیر، السیرۃ، ص 356/1

ابو ذرعمہ، تأریخ دمشق، باب اخبار الاحبار بنوہ والرهبان، ص 424/3

ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ص 415/2

رضاعی مائیں

عموماً یہی تصور ملتا ہے کہ حضور ﷺ کو دودھ پلانے میں صرف سیدہ حلیمہ سعدیہ کو ہی شرف ملا مگر یہ بات تحقیق کے خلاف ہے۔ پانچ خواتین کو حضور ﷺ کی رضاعی ماں بننے کا شرف ملا۔ البتہ سب سے زیادہ شرف۔ فضل۔ کرم۔ جود۔ رحمت سیدہ حلیمہ کے حصہ میں ہے۔

☆ پہلی مقدس خاتون۔ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ ہیں جنہوں نے ابتدائی چند دن حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا۔

☆ دوسری خوش نصیب خاتون۔ ثویبہ ہے۔ جسے حضور علیہ السلام کو دودھ پلانے کا شرف ملا یہ آپ کے چچا ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ اسکی آزادی کا سبب یہ بنا حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت پر اس نے ابولہب کو خوشخبری سنائی۔ کہ تیرا بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اس خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ ثویبہ نے حضور ﷺ سے پہلے آپ کے چچا حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔ (1)

اسی باعث حضرت حمزہ حضور کے چچا ہونے کے ساتھ حضور کے رضاعی بھائی بھی ہیں حضور ﷺ کے بعد ثویبہ نے ابوسلمہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ (2)

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے ہے کہ انہوں نے ایک دن حضور ﷺ سے عرض کی حضور آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں فرمایا وہ تو میری تربیت میں پلی ہے رہیہ ہے اگر رہیہ نہ بھی ہوتی پھر بھی میرا نکاح اس سے جائز نہ تھا کہ اس کے والد ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا اس لحاظ سے میں اور ابوسلمہ بھائی ہوئے اور ابوسلمہ کی بیٹی درہ میری بھتیجی ٹھہری۔ (3)

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب المراضع من الموالیات وغیرہن، الرقم 4953، ص 463/11

البخاری، الجامع الصحیح، باب امہاتکم اللاتی امرضعنکم، الرقم 4711، ص 49/16

البیہقی، دلائل النبوة، باب فلا تعرضن علیٰ بنائکن۔، الرقم 51، ص 63/1

ابوعوانہ، المستخرج، باب تحریم الجمع بین الاختین، الرقم 3569، ص 150/9

الطبرانی، مسند الشامیین، الرقم 3042، ص 500/8

(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 7/1

(3) البخاری، الجامع الصحیح، باب تحریم الریبة واخت المرأة، الرقم 2626، ص 342/7

البخاری، الجامع الصحیح، باب تحریم الریبة واخت المرأة، الرقم 2627، ص 343/7

ابوداؤد، السنن، باب یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب، الرقم 1760، ص 440/5

الأحمد، المسند، باب حدیث ام حبیبہ، الرقم 25414، ص 76/54

الأحمد، المسند، باب حدیث ام حبیبہ، الرقم 26114، ص 424/55

ابو داؤد، السنن، باب حدیث ام حبیبہ، الرقم 1489، ص 148/9

☆ خوش نصیب رضاعی ماؤں میں تیسری خوش نصیب خولہ بنت منذر ہیں۔

☆ چوتھی رضاعی ماں ام ایمن ہیں۔

☆ پانچویں رضاعی ماں سیدہ حلیمہ سعدیہ ہیں۔

☆ بنی سعد کی ایک اور خاتون کو بھی یہ شرف حاصل ہے۔

مگر سب سے زیادہ سعادتیں جن کے حصہ میں آئیں وہ حلیمہ سعدیہ ہیں آپ کی بے شمار خصوصیتوں میں ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ ان کے ہاں دودھ پینے کا ذکر خود حضور ﷺ نے خود بھی ایک موقع پر اس طرح فرمایا ہے۔

انا اعدیکم انا قرشی واسترضعت فی بی سعد (1)

کئی خواتین نے حضور علیہ السلام کے مرضعہ (دایہ) بننے کی کوشش کی مگر محروم رہیں۔

جن لوگوں نے کہا کہ کئی دایہ آئیں مگر یتیم ہونے کے باعث حضور ﷺ کو نظر انداز کر دیا۔ میرے خیال میں یہ نہیں کہ عورتوں نے حضور ﷺ کو پسند نہیں کیا بلکہ حقیقت یہ ہے رسول ﷺ نے ہی انہیں پسند نہیں فرمایا جنہیں پسند کیا وہ لگیں۔

ایک موقع پر حضور ﷺ سے عرض کی گئی آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے نکاح فرمائیں تو فرمایا حمزہ چچا ہونے کے ساتھ میرے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ مجھ سے پہلے انہیں بھی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا لہذا ان کی بیٹی میری بیٹی تھی۔ ٹھہری۔ (2)

حضور سید عالم ﷺ اپنی رضاعی ماں حضرت ثویبہ کا بہت احترام فرماتے تھے۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے نکاح کے بعد حضرت ثویبہ آپ کے ہاں آیا کرتی تھی۔ حضور ﷺ (مدینہ منورہ سے ثویبہ کیلئے تحائف بھیجا کرتے تھے فتح مکہ مکرّمہ کے موقع حضور ﷺ نے اپنی رضاعی ماں ثویبہ اور ان کے بیٹے کو یاد فرمایا اس وقت دونوں ماں بیٹے کا انتقال ہو چکا تھا حضور ﷺ پر شاق گزرا پھر فرمایا کوئی

(1) ابن کثیر، السیرة، ص 232/1

السہلی، الروض الالنف، ص 294/1

ابن ہشام، السیرة، ص 167/1

(2) ابن ابی شیبہ، المصنف، ص 387/3

ثوبیہ کا رشتہ دار ہے تو اس سے حسن سلوک کیا جائے پتہ چلا اس وقت ان کے اعزہ اقرباء میں سے بھی کوئی موجود نہیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

رضاعی رشتوں کا احترام

حضور سید عالم ﷺ کی لچپالی کا یہ عالم ہے ان رضاعی رشتوں کا احترام فرماتے تھے ابو داؤد نے عمر بن سائب سے روایت کی ہے ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس آپ کے رضاعی باپ آئے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سامنے بٹھایا پھر اماں سعدیہ آئیں تو اپنی چادر پر بٹھایا (2)

ایک موقع پر آپ کی رضاعی بہن حضرت شیمانت حارث ایک جنگ میں گرفتار ہوئیں اور جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو صحابہ سے عرض کی

واللہ انی لاخت صاحبکم من الرضاعۃ (3)

اللہ کی قسم میں تمہارے سردار کی رضاعی بہن ہوں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں آزاد فرمادیا بلکہ ساتھ ہی ان کی سہیلیاں بھی آزاد کر دی تھیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن حجر، فتح الباری، باب وامہاتکم اللاتی امرضعنکم، الرقم 4711، ص 344/14

السہیلی، الروض الانف، ص 96/3

الطبری، ذخائر العقبی، ص 259/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 377/1

قاضی عیاض، الشفاء، ص 129/1

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 8/1

(2) ابن کثیر، السیرۃ، ص 689,690/3

ابو الفتح، عیون الاثر، ص 221/2

قاضی عیاض، الشفاء، ص 128/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 382,383/1

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 67/2

ابن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، ص 418/4

(3) ابن کثیر، السیرۃ، ص 689/3

السہیلی، الروض الانف، ص 227/4

ابن ہشام، السیرۃ، ص 457/2

اسم گرامی محمد کا اعلان

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے بعد ساتویں روز آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے قریش مکہ کی عام دعوت کی اور آپ کے اسم گرامی محمد کا اعلان فرمایا لوگوں نے پوچھا عبدالمطلب آپ نے اپنے پوتے کا نام ایسا کیوں تجویز کیا جو آپ کے خاندان میں پہلے کسی کا نظر نہیں آتا جو اب فرمایا میں نے اس لئے تجویز کیا ہے کہ آسمانوں میں خدا اور زمین پر اس کی مخلوق اس بچے کی تعریف کرے۔ (1)

اس نام تجویز کرنے کی ایک دوسری وجہ بھی ہے حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ مجھے خواب آئی جو اس نام رکھنے کا باعث بن گئی آپ کی پشت سے ایک زنجیر ظاہر ہوئی جو زمین اور آسمان تک تھی مشرق سے مغرب تک تھی پھر یہی زنجیر درخت بن گئی جس کا ہر پتہ سورج سے سترگنا زیادہ روشن دکھائی دیتا ہے کچھ لوگ اسے کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اس پر محافظ انہیں دور دھکیل دیتے ہیں صبح کو معبرین کو بلایا تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا عبدالمطلب تیری نسل میں ایک بچہ ہوگا جس کی دھوم فرش سے عرش تک ہوگی مشرق سے مغرب تک لوگ اس کی اتباع کریں گے زمین و آسمان والے اس کی حمد کریں گے اس وجہ سے جناب عبدالمطلب نے اپنے اس مقدس بیٹے کا نام محمد رکھا۔ نیز آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کو بچی خوابوں کے ذریعہ بتایا گیا تھا تمہارے پیٹ میں سید الانبیاء ہیں ان کا نام محمد رکھنا ابن عباس کی روایت میں یہ ہے کہ محمد احمد نام رکھنا۔ اہل لغت حضرات کہتے ہیں وہ شخصیت وہ ذات مقدس جو تمام اعلیٰ صفات کی حامل ہو اسے محمد کہتے ہیں۔ (2)

☆ امام محمد ابو زہرہ نے اسم پاک محمد پر تبصرہ کرتے لکھا ہے کہ تفصیل کا صیغہ کسی کام کے بار بار واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس میں ہیگی پائی جاتی ہے گویا حضور ﷺ کی ذات والا صفات کی لمحہ بہ لمحہ نئی آن نئی شان کے ساتھ حمد ہوتی رہیگی (3)

(1) حقی، تفسیر حقی، ص 61/11

(2) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 276/1

السہیلی، الروض الانف، ص 417/1

(3) ابن قیم، زاد المعاد، ص 86/1

امام ابو زہرہ کی اس توجہ کو اس استدلال سے مزید مضبوط کیا جاسکتا ہے۔

وللاخرة خير لك من الاولى (1)

تیرے لئے ہر پچھلا لمحہ پہلے سے بہتر و عمدہ ہے۔

☆ علامہ سہیلی اس مقدس نام کی تشریح کرتے فرماتے ہیں

فالمحمد في اللغة هو الذي يحمده بعد حمد (2)

محمد اسے کہتے ہیں جسکی بار بار تعریف کی جائے۔

جیسے جناب عبدالمطلب نے اپنے چھوٹے صاحبزادے کا نام عبداللہ رکھا جو اللہ تعالیٰ کا محبوب نام ہے جناب عبدالمطلب کا یہ نام رکھنا یقیناً الہامی تھا جو جناب عبداللہ کی خوبیوں اور کمالات کا مظہر تھا ایسے ہی اپنے پیارے پوتے کا نام بھی رکھا جو الہام ربانی تھا جسے مسلم بن فارس نے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گھر والوں کو الہام فرمایا تھا اسی بنا پر آپکا نام محمد رکھا گیا۔

محمد جو تجمید کا اسم مفعول ہے اس کے معنی یہ ہوں گے وہ ذات جس کے حامد و خصائل اور کمالات کو عظمت کے ساتھ کثرت سے بار بار بیان کیا جائے۔

وشق له من اسمه ليحمله فذوالعرش محمود وهذا محمد (3)

یہ شعر جناب ابوطالب بھی کہا کرتے تھے۔ یہ شعر حضرت حسان کی طرف بھی منسوب ہے صورت جو بھی ہو اسم پاک محمد کی عظمت بیان ہو رہی ہے۔

☆ امام راغب اصفہانی اسم پاک محمد پر تبصرہ کرتے لکھتے ہیں

و محمد كثر خصاله المحمود (4)

محمد اسے کہتے ہیں جسکی قابل تعریف صفات و عادات کی انتہا نہ ہو حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی بارگاہ قدس میں اسقدر مقبول ہے کہ قرآن مقدس نے متعدد مقام پر بیان فرمایا سورۃ الفتح شریف میں ارشاد ہے

(1) الضحي 93: 04

(2) السهيلي، الروض الانف، باب ولادة مرسل الله ﷺ، ص 276/1

(3) قاضي عياض، الشفاء، ص 237/1

(4) الاصفهاني، مفردات، ص 351/2

محمد رسول الله (1)

سورہ محمد شریف میں ارشاد ہے۔

والذین امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بانزل علی محمد (2)

اس طرح سورہ الاحزاب شریف میں اس طرح ارشاد ہے ما کان محمد اباحد۔ یہ آیات مقدسہ اس اسم گرامی کی عظمت کا کھلا اور واضح اعلان ہیں۔

☆ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ نام قدرت نے حضور ﷺ کی ذات کیلئے مخصوص فرمادیا تھا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد معروف ترین ہے

حضور ﷺ کا اسم گرامی محمد نکرہ نہیں معروف ہے جیسے لفظ اللہ معروف متعارف نام ہے اس میں کسی باطل الہ کا تصور نہیں پایا جاتا ہے ایسے ہی اسم پاک محمد معروف ترین نام ہے جس کے سننے سے بجز آمنہ کے لال سید الانبیاء ﷺ کے کوئی دوسرا فرد ذہن میں آتا ہی نہیں یا جیسے لفظ کتاب بولنے سے کوئی بھی کتاب مراد لی جاسکتی ہے مگر جب الکتاب کہا جائیگا تو فوراً ذہن قرآن مقدس کی طرف جائیگا محمود تو کوئی بھی ہو سکتا ہے مگر محمد صرف اور صرف ایک ہی ہیں جن کیلئے یہ کائنات ظہور میں آئی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الفتح 29:48

(2) محمد 02:47

اسم محمد میں ختم نبوت

اسم گرامی محمد میں حمد و ثنا کا جلوہ نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ آپ کو سورہ الحمد شریف عطا ہوئی۔ قیامت کے دن آپ کو مقام محمود عطا ہوگا۔ آپ کی امت کی بشارت حمادین کے لقب سے دی ہے قیامت کے دن آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حماد اور خدا کی تعریفیں منکشف ہوگی جو کسی نبی پر منکشف نہ ہوئیں آپ کے جھنڈے کا نام لواء الحمد ہے جو عطا ہوگا کسی بھی کام کے اختتام پر ہم حمد کرتے ہیں کہتے ہیں الحمد للہ کام مکمل ہو گیا۔ مرحلہ طے ہو گیا سفر پورا ہو گیا وغیرہ۔ قرآن مقدس نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين (1)

ان کے درمیان حق کا فیصلہ کر دیا گیا اور کہا گیا۔ الحمد للہ رب العالمین کھانے کے بعد الحمد للہ شریف ہم اکثر پڑھتے ہیں۔ قرآن مقدس نے اسی اشارہ کو ایک اور جگہ بھی فرمایا۔

وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین (2)

یہاں بھی ثناء کے بعد حمد کا ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کام مکمل ہونے پر حمد کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے بھی اپنے محبوب کا نام بھی محمد رکھا کہ حمد اختتام کام پر ہوتی ہے قدرت نے بھی یہ کام کیا ہے کہ محمد ﷺ کو آخر میں بھیجا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد میں عصمت ہے

☆ ارباب لغت کی روشنی میں جب یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد کا معنی حمد کیا گیا ہے۔ تعریف کیا گیا۔ تو صیغہ کیا گیا تو یاد رہے تعریف و توصیف ہمیشہ خوبی کمالات پر ہوتی ہے نقائص پر نہیں حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی کھلی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا۔ دو ہی صورتیں ذہن میں آ سکتی ہیں پہلی یہ کہ وہ ذات و صفات محمد ہی بے نقص ہے بے عیب ہے اسی بنا پر ان کا نام محمد ہے

آپ اگر حضور ﷺ کی ذات والاصفات میں کسی قسم کا عیب کسی قسم کا نقص کسی قسم کی بشری کمزوری کسی قسم کی علمی عملی خرابی تصور کریں تو پھر یہ بات سمجھ نہیں آتی وہ محمد کیسے ہوئے بات یہی سمجھ آتی ہے وہ محمد ہیں تو نقص نہیں اگر معاذ اللہ ان میں نقائص ہیں تو محمد کیسے؟ سیدنا حسان کا شعر میرے اس نظریے کا موید ہے۔

خلقت مبرامن کل عیب كأنك قد خلقت كما أنشأ (1)
آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے گویا آپ ویسے ہی آئے جیسا آپ چاہتے تھے۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد حسن کا مظہر ہے

حضور سید عالم ﷺ کا اسم گرامی محمد آپ کے ظاہری باطنی حسن کا مظہر ہے سیدنا حسان کا شعر مبارک میرے اس نظریے کا موید ہے۔

واحسن منك لم ترقط عینی واجمل منك لم تلد النساء (1)
بارگاہ رسالت میں حسان عرض کرتے ہیں حضور آپ سے زیادہ حسین تو میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں اس مصرع پر اشکال ہو سکتا ہے کہ حضرت حسان نے کائنات کا مشاہدہ نہیں کیا اسی دوسرے شعر کے دوسرے مصرعہ میں اس اشکال کا جواب مل جاتا ہے۔ کہ تجھ سے زیادہ حسین بچہ کسی عورت نے جنا ہی نہیں جب پیدا ہی نہیں ہوا تو دیکھا کیسے جاسکتا ہے حضور ﷺ کا حسن باطنی بھی لا جواب ہے حسن ظاہری بھی حضور ﷺ نے ایک دعا میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

اللهم انت حسنت خلقي فحسن خلقي (2)

اے میرے اللہ میرے باطن کو بھی نور علی نور کر دے جیسے تو نے ظاہر حسن سے نوازا ہے

(1) البيطار، حلية البشر في تأريخ القرن الثالث عشر، ص 252/1

أبو الفضل، سلك الدمر في أعيان القرن الثاني عشر، ص 294/1

الحموي، خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر، ص 13/3

(2) البيهقي، شعب الإيمان، الرقم 8302، ص 68/18

حضرت براء بن عازب کے ایک ارشاد سے حضور ﷺ کے حسن کی ایک جھلک نمایاں ہوتی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حاضر ہوا تو حضور ﷺ دھاری دار لباس میں ملبوس آرام فرما رہے تھے۔ اور چوہدویں کا چاند بھی چمک رہا تھا میں کبھی چاند کو دیکھتا کبھی مصطفیٰ کو۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے الشفائیں

☆ بڑی مزے کی بات لکھی ہے کہ حضور ﷺ کا حسن لا جواب تھا جب آپ مسکراتے تو محسوس ہوتا گویا آپ کا منہ قطعہ قمر (چاند کا ٹکڑا) ہے۔ (1)

شیخ عیاض کے حضور معذرت سے عرض کہ محبوب چاند کا ٹکڑا نہیں بلکہ چاند نے ان کے حسن سے خیرات مانگی ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد اور توحید

سبھی جانتے ہیں کہ ایمان کیلئے بنیادی اصول توحید و رسالت پر ایمان ہے مگر توحید کا قائل ہونے کیلئے اسم محمد سے رسالت کا اعتراف بڑا ضروری ہے جس کی دلیل کلمہ طیبہ ہے جیسے کوئی شخص خدائے ذوالجلال کی وحدانیت کو ماننے کیلئے اسم پاک اللہ کے بغیر کسی بھی اسم پاک کا ذکر کرنے سے مومن نہیں ہو سکتا ایسے ہی رسالت پر ایمان لانے کیلئے حضور ﷺ کے اسم گرامی محمد کے علاوہ کسی دوسرے اسم گرامی کا ذکر کر کے رسول پاک محمد ﷺ پر ایمان لانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو حرج نہیں کہ اسم محمد ﷺ توحید خداوندی کی بھی دلیل ہے کلمہ طیبہ کے پہلے حصہ میں توحید کا ذکر ہے اور دوسرے میں رسالت کا مگر رسالت کے عنوان کو اسم محمد سے بیان فرمایا تو حید اس حد تک معتبر نہ ہوگی جب تک رسالت کو اسم محمد کے ذریعہ سے نہ مانا جائے لہذا توحید اور اسم گرامی محمد کا ایسا قریبی واسطہ ہے جسے الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد ﷺ کی عالمگیری

حضور ﷺ کے اسم گرامی محمد کا معنی سمجھ لیا گیا تعریف کیا گیا حمد کیا گیا یہاں اس کی وضاحت نہیں ملتی کہ کس کی طرف سے حمد کیا گیا لہذا اسے اپنے عموم پر ہی چھوڑا جائیگا کہ حضور اس لئے محمد ہیں کہ انکی تعریف خدا نے بھی فرمائی اور اس کی پوری مخلوق نے بھی وہ مخلوق انسانوں سے متعلق ہو یا جنوں سے پہاڑوں سے ہو یا دریاؤں سے آسمانوں سے ہو یا زمینوں سے غرضیکہ موجودات کا ذرہ ذرہ ان کی تعریف کرتا ہے کہ وہ پوری کائنات کے رسول ہیں۔ کسی ایک قسم، جنس یا خطہ کے ہی نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ پوری کائنات ان کے حضور دم بخود اور تابع فرمان ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اسم محمد ﷺ ساق عرش پر

طبرانی، حاکم ابونعیم اور بیہقی نے سیدنا علی المرتضیٰ سے روایت کی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر لکھا ہوا پڑھا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (1)

پھر اسی کلمہ طیبہ کی وساطت سے بارگاہ قدس سے دعا گئی۔

کتاب الشفاء ابو محمد کی اور ابولیت علیہم الرحمۃ کا بیان بھی اسی عنوان کی تائید میں ملتا ہے۔ کتب سماویہ میں بھی حضور ﷺ کی بشارت میں اسم محمد ہی تھا۔ جیسے مختلف تراجم میں تبدیلی کی گئی ہے۔ کہیں۔ محبوب۔ کہیں مددگار وغیرہ بہر حال اسم گرامی محمد ولادت سے قبل ہی مشہور و متعارف تھا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ حاکم نے مستدرک میں سیدنا عمر بن الخطاب سے اسی عنوان کی روایت نقل کی ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الحاکم، المستدرک، باب ومن کتاب آیات رسول اللہ ﷺ، الرقم 4194، ص 7/10

البیہقی، دلائل النبوة، باب ما جاء فی تحدیث رسول اللہ ﷺ، الرقم 2243، ص 118/6

أبو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الأجرى البغدادی (المتوفى: 360)، الشریعة،

باب ذکر متی وجبت الصلاة، الرقم 43/3

اسم احمد ﷺ

حضور ﷺ کے ایک ہزار اسماء گرامی میں سے دوسرا مشہور ترین اسم پاک احمد ہے اس اسم گرامی کو بھی قرآن مقدس نے بیان فرمایا ہے عیسیٰ علیہ السلام کے شان میں فرمایا۔

ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد (1)

احمد اسم تفضیل ہے جیسے اسم پاک محمد سے یہ بات واضح ہے کہ وہ پوری کائنات کی طرف سے حمد کیے گئے ہیں ایسے ہی لفظ احمد ﷺ سے ظاہر ہے حضور ﷺ نے پوری کائنات سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی ہے اگرچہ کسی نبی نے ساڑھے نو سو سال اللہ کی حمد کی ہے مگر احمد حضور ہی ہیں بے شک سمندروں کے قطروں، ریت کے ذروں، درختوں کے پتوں، غرضیکہ ساری مخلوق نے اللہ کی حمد کی اور قیامت تک کرتی ہے۔ رہے گی مگر احمد (سب سے زیادہ حمد کرنے والے) تو حضور ہی ہیں۔

فائدہ

اس استدلال سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی عبادت سے بظاہر بھی کوئی نہیں بڑھ سکتا۔ حضور ﷺ نے اپنے ان اسماء گرامی کا ذکر خود بھی فرمایا ہے جبیر بن مطعم کی روایت سے بخاری اور مسلم نے بیان کیا فرماتے ہیں۔ میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں۔ احمد ہوں۔ میں حاشر ہوں یعنی پہلے میں قبر سے اٹھوں گا۔ یا قیامت کو میں سب کا پیشوا ہوں گا۔

میں عاقب ہوں تمام انبیاء کے بعد آئیوا ہوں۔ امام مالک فرماتے ہیں عاقب کا معنی یہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم فرمایا۔ میں ماجی ہوں یعنی کفر مٹانے والا۔ صاحب زرقانی نے عاقب کا معنی آخر الانبیاء بھی کہا ہے۔ (2)

حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یسحوا للہ
بی الکفر و یحشر الناس علی قدمی و انا عاقب الذی لیس بعدی نبی (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

برکات اسم محمد ﷺ

- ☆ سیدنا ابوامامہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری محبت اور برکت کے پیش نظر اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔ وہ دونوں یعنی باپ اور بیٹا جنتی ہیں۔
 - ☆ قیامت کے دن محمد اور احمد نامی دو شخصوں کو محض نام کی برکت سے جنت بھیج دیا جائیگا۔
 - ☆ سیدنا عیض فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن محمد احمد نامی شخص کو جہنم میں نہیں ڈالا جائیگا۔
 - ☆ محمد نام بچے کی تقسیم کرو اس کیلئے بیٹھنے کی جگہ بناؤ۔ اسکی برائی نہ کرو۔
 - ☆ جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہو تو اس گھر میں برکت ہوتی ہے۔
 - ☆ ابن عباسؓ سے ہے جس نے اپنے تین بچوں میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھا وہ جاہل ہے۔
 - ☆ جو چاہے اس کے گھر لڑکا پیدا ہو تو بچے کا نام محمد رکھنے کی نیت کرے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔
 - ☆ جس گھر میں محمد نام کا کوئی ہو اس گھر کا پہرہ فرشتے دیتے ہیں۔ (1)
- و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

باب ششم

سرکارِ دو عالم ﷺ کا بچپن

حضرت عباسؓ کی خواب

ابولہب کے فوت ہونے کے ایک سال بعد حضرت عباسؓ نے خواب دیکھی کہ وہ نہایت بری حالت میں ہے۔ حضرت عباسؓ نے پوچھا معاملہ کیا ہے۔ حالت کیسی ہے۔ ابولہب نے کہا کہ میں نے مرنے کے بعد کوئی راحت نہیں دیکھی۔ مگر صرف اتنی کہ ثوبیہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے سرانگشت کی مقدار پانی پلا دیا جاتا ہے۔ (1)

علامہ شبلی فرماتے ہیں حضرت عباسؓ نے ابولہب کو بری حالت میں دیکھا اور کہا کہ ہر پیر کو تحفیف ہو جاتی ہے۔ (1)

فائدہ

ابولہب نے ثوبیہ کو اس خوشی میں آزاد کیا تھا کہ اس نے ابولہب کے بھائی حضرت عبداللہ کے گھر بیٹا ہونے کی خوشخبری سنائی۔ اسی وجہ سے وہ آزاد ہو گئی تھی۔ ابولہب کی یہ خوشی صرف بھتیجے کی خوشی ہے۔ نبی کی آمد کی نہیں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی، مسرت، عبادت، صدقہ، خیرات، تلاوت، نعت خوانی، دعا سبھی ایمانی تقاضے ہیں جن پر برائی کا فتویٰ سب بڑی برائی ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب امہاتکم اللاتی امرضعنکم، الرقم 4711، ص 49/16

البیہقی، السنن، ص 162/7

عبدالرزاق، المصنف، ص 478/7

البیہقی، دلائل النبوة، باب فلا تعرضن علی بآئکن، الرقم 51، ص 63/1

البیہقی، شعب الایمان، باب ما احسن من محسن کافر او مسلم الا ائامہ، الرقم 280، ص 306/1

ابوعوانہ، المستخرج، باب تحریم الجمع بین الاختین، الرقم 3569، ص 150/9

البیہقی، البعث والنشور، باب لو اٹھا لم تکن مرہبیتی فی حجری، الرقم 252، ص 256/1

البیہقی، السنن الصغیر، باب قول اللہ عزوجل وان تجمعوا بین الاختین، الرقم 1912،

ص 317/5

ابن حجر، فتح الباری، باب امہاتکم اللاتی امرضعنکم، الرقم 4711، ص 344/14

ابن حجر، فتح الباری، باب صفة الجنة والنار، الرقم 6079، ص 409/28

ابن بطال، أبو الحسن، ص 10، ح 1، سنن البیہقی (المعروف: 449)، شرح صحیح البخاری
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دیہاتی ماحول میں تربیت کا فلسفہ

شیر خوار بچوں کے متعلق عرب میں دستور تھا کہ انہیں شہر کی گنجان آبادی سے باہر دیہاتی یا صحرائی ماحول میں رکھا جاتا۔ اس دستور میں کئی حکمتیں دکھائی دیتی ہیں دیہات سے دایاں مکہ مکرمہ شہر میں آتیں اور بچوں کو مزدوری پر لے جاتیں۔

- ☆ شہروں کی نسبت دیہات کی آب و ہوا صاف شفاف ہوتی ہے جو صحت کیلئے مفید ہے۔
- ☆ کھلا ماحول کھلی فضا کی نشوونما میں نکھار پیدا کرتے ہیں۔
- ☆ دیہاتی ماحول میں بچے عرب کے اصل تمدن سے وابستہ رہتے تھے۔
- ☆ بچوں کی مائیں اپنے شوہروں کی خدمت کیلئے آزاد ہو سکیں۔
- ☆ کھلی فضاء میں بچے کھیل کود سے جسم میں توانائی حاصل کر سکیں۔
- ☆ شہروں کی نسبت دیہات سے غذائیں ملاوٹ سے پاک ملتی ہیں جو قوت کا باعث ہیں۔
- ☆ اس لئے بھی بھیجا جاتا کہ عرب والے بچے اپنے دادا حضرت مطلب کی توانائی کے وارث ثابت ہوں جیسے حافظ ابن کثیر نے سیدنا عمر فاروق کا قول نقل کیا ہے۔

تمعد دو و تمعز و واخشو شنوا (1)

معد بن عدنان کی ہیبت اختیار کرو اور شدائد پر صبر کرو۔ موٹا پہنونا زخروں میں نہ پڑو۔

(1) أبو الفضل القاضی عیاض بن موسیٰ البیہقی (المتوفی: 544)، تزیین المداہک

و تقریب المسالك، ص 67/1

أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی: 852)،

الاصابة فی معرفة الصحابة، ص 162/2

صلاح الدین خلیل بن أبیہک بن عبد اللہ الصفدی (المتوفی: 764)، الوافی بالوفیات، ص 252/7

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 413/2

ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ص 396/1

السہلی، الروض الانف، ص 285/1

البیہقی، شعب الایمان، الرقم 5916، ص 176/13

ابو عوانہ، المستخرج، الرقم 6890، ص 391/16

Click For More Books

ابن ابی شیبہ، التمهید، الرقم 455، ص 1/1

صحرائی ماحول عربوں کی فصاحت میں مدد تھا۔ جیسے کہ روض الانف کی اس روایت سے محسوس ہو رہا ہے ایک موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ کی زبان نہایت فصیح ہے فرمایا اول تو میں نے قریش اور پھر بنی سعد سے دودھ پیا ہے۔

عربوں کے اس رواج و دستور کے مطابق بنی سعد کی خواتین شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ مکرمہ آیا کرتیں تھیں۔ سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں۔

حسب دستور و رواج میں اور میرا شوہر مکہ مکرمہ میں آئے تاکہ کسی شیر خوار بچہ کو حاصل کیا جاسکے اس سفر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ ان دنوں میرے پاس لاغر اونٹنی اور گدھی تھی اونٹنی کے تھنوں سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ نکلتا تھا بچہ ساری رات بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ فرماتی ہیں میرے پستانوں میں بھی اتنا دودھ نہ تھا کہ بچہ سیر ہو سکے۔ عورتیں عبدالمطلب کے گھر آتیں جب انہیں پتہ چلتا بچہ یتیم ہے تو انکار کر دیتیں کہ یتیم کی پرورش سے انہیں حق الخدمت کیا ملیگا مگر کسے خبر تھی کہ یہ یتیم قیصر و کسری کے خزانوں کا مالک ہوگا کسے پتہ تھا اس کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہوں گی۔ کسے علم تھا کہ اس یتیم کے اشارے سے چاند ٹوٹے گا سورج لوٹے گا۔ پھر کلمہ پڑھیں گے درحٹ سجدہ ریز ہوں گے یہ خواتین قدرت کے اس راز سے بے خبر تھیں اگرچہ اس کے سر پر باپ نہیں مگر خدا ہے جو سارے خزانوں کا مالک ہے جسے چاہے جب چاہے جتنا چاہے دیدے تمام عورتیں اپنی اپنی تیز سوار یوں پر مکہ مکرمہ آئیں اور شیر خوار بچے حاصل کر لیں۔ پتلی دہلی لاغر اونٹنی کی سست رفتاری کے باعث حلیمہ سعدیہ دیر سے آئیں تو خالی لوٹا بڑا شاق گزرا پھر غربت اور تنگدستی کو دیکھ کر کوئی گھر مجھے بچہ دینے کو تیار نہیں تھا اچانک دل میں در یتیم ابن عبد اللہ کے لیجانے کا احساس ہو گیا اور اپنے شوہر سے کہا خالی لوٹا بڑا شاق گذر رہا ہے جی چاہتا ہے۔ عبدالمطلب کا یتیم پوتا لے چلیں

والله لا ذھبن الی ذالک الیتیم فلاخذھ لاعلیک ان تفعلی عسی اللہ ان

تجعل لنا فیہ برکت (1)

اللہ کی قسم میں ضرور اس یتیم بچے کی طرف جاؤں گی اور بہر حال اسے لانے میں کامیاب

ہو جاؤں گی

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 285/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 48/1

ابن ہشام، السیرۃ، ص 162/1

شوہر نے کہا کہ لے آؤ ہو سکتا ہے اس یتیم کی برکت سے ہمارے دن پھر جائیں اور برکت نصیب ہو آپ فرماتی ہیں شوہر سے مشورہ کی بعد میں عبدالمطلب ہاں حاضر ہوئی آپ نے پوچھا تو میں نے کہا بنی سعد کی خاتون ہوں نام پوچھا تو میں نے بتایا حلیمہ آپ نے فرمایا۔

بخ یخ سعد وحلم خصلتان فیہما خیر (1)
واہ واہ سعد اور حلم یہ ایسی دو خصلتیں ہیں جن میں بھلائی بھی ہے اعزاز بھی۔

میں نے جناب عبدالمطلب سے درخواست کی کہ بچہ مجھے دے دیا جائے میں دودھ پلانے کو تیار ہوں۔ آپ مجھے آمنہ کے گھر لے گئے سیدہ آمنہ نے مجھے مرحبا کہا اور اس کمرے میں لے گئیں۔ جہاں حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے آپ نور جیسے سفید کپڑے میں ملبوس تھے نیچے سبز رنگ کی چادر تھی مہک پھیلی ہوئی تھی آپ کا حسن دیکھ کر میں بے خود ہو گئی محبوب نے سرگیں آنکھیں کھولیں جن سے انوار نکل رہے تھے اور آسمان تک پہنچ رہے تھے میں نے ان کی پیشانی چومی اٹھایا سینے سے لگایا اور شوہر کے پاس آ گئی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

شرف انسانیت کا پہلا دن

☆ جب زمین پیاسی ہوتی ہے خشک سالی کے آثار پیدا ہو جائیں تو آسمان پر رحمت کی بدلیاں چھا جاتی ہیں تو رب قدوس جل مجدہ اپنی محبت اور ربوبیت کے نقاب سے جلوہ فرما ہو جاتا ہے اور مایوسی کے بعد امید۔ نامرادی کے بعد مراد۔ موت کے بعد زندگی کا پیام زمیں کے ایک ایک ذرہ تک پہنچا دیتا ہے۔ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے

وینزل من السماء ماء فیحیی بہ الامرض بعد موتہا (2)

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 285/1

ابوالفتح، عیون الآثار، ص 48/1

ابن ہشام، السیرۃ، ص 162/1

الطبری، التاریخ، ص 573/1

اس کے کرم کو دیکھو جب زمیں پر مردنی چھا جاتی ہے تو وہ آسماں سے پانی برساتا ہے اور زمیں پر موت کے بعد زندگی طاری ہو جاتی ہے جس خدا نے انسانوں کے جسموں کی غذا کا اہتمام کیا ہے بھلا وہ ان کی روحوں کا کیسے نہ کرتا محبوب کی آمد روح کی غذا ہے دل کا سکون ہے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

☆ وہ رب قدوس جس کو خشک مٹی دیکھ کر رحم آ جاتا ہے۔ موسم سرما میں درختوں کے پتے جھڑ جائیں تو ان کیلئے موسم بہار کا پیغام دے دیتا ہے تو وہ انسان کی تڑپتی روح کیلئے سماں حیات کیسے نہیں دیگا محبوب کی آمد حیات روح ہے سامان دل و جاں ہے چھٹی صدی عیسوی کا یہ عظیم روحانی انقلاب تھا رحمت الہی کی بدلیوں کی ایک عالمگیر نمود تھی جس کے فیضان عام سے تمام کائنات کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنادی اور بدحالیوں کا دور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا ہے محبوب کی آمد ہدایت الہی کی تکمیل تھی یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا آخری مقام تھا۔

☆ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت دعوت اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا اسی دن امت مسلمہ کی بنیاد پڑی یا یہ کہہ لیجئے ریگستان حجاز کی بادشاہت کا یہ پہلا دن تھا بلکہ تمام عالم ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا یہ تمام کرہ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا تمام انسانیت کے شرف و احترام کا پہلا دن تھا خدا کی عالمگیر بادشاہت کے عرش جلال کی آخری اور دائمی نمود تھی۔

☆ یہی دن سب سے بڑا ہے اسی دن کائنات کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی۔ یہ جلوہ گری پوری کائنات کی مشترکہ عظمت ہے تو مومن یا نسلوں سے یا کسی خاص خطہ سے وابستہ نہیں یہ بات کہہ دی جائے تو بے جا نہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حیات مقدس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک جابر ظالم فرعون کی حکومت سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی اور امن و عزت تک پہنچایا۔ بے شک یہ بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن یہ تو ایک قوم کی حفاظت ہے بنی اسرائیل کا بچاؤ ہے دیکھنا یہ ہے کہ پوری کائنات کیلئے کیا ہے جواب نہیں ملتا مسیحی تحریک پر نظر دوڑائیں تو جناب مسیح علیہ السلام کا مشن یہاں تک نظر آتا ہے میں صرف توراۃ کو قائم کرنے آیا ہوں کوئی نئی دعوت نہیں لایا۔ (1)

اور پھر ہمیشہ اپنے کاموں اپنی وصیتوں اپنی تعلیم کو صرف اسرائیل کے گھرانے تک ہی محدود

رکھا دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے پوری دنیا کیلئے کیا کیا حضور ﷺ کی پیدائش نے یہ نہیں کیا کہ میں صرف بنی اسماعیل کیلئے آیا ہوں بلکہ اس نے بتایا کہ تمام عالم انسانیت کو غلامی کے زنجیروں سے نجات دلانا میرا مقصد ہے اس جلوہ گری کو صرف اسرائیل کے گھرانے کی گمشدہ رونق سے بھی عشق نہیں اس نے تمام عالم کی اجڑی بستیوں کو آباد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ دنیا میں جس قدر حق و صداقت کے اعلانات موجود ہیں اگر دنیا انہیں بھلا دے گی تو یہ صرف قوموں ملکوں کی سعادت کی فراموشی ہوگی کیونکہ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہ کیا لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بھلا دیا تو یہ تمام کرہ ارضی کی نجات کو بھلا دینا ہوگا کیونکہ ربیع الاول شریف کو روح کسی ایک سرزمین کیلئے نہیں بلکہ تمام عالمین کیلئے ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

برکتوں کا نزول

حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں جب میں نے محبوب کریم ﷺ کو اپنی برباد اور اجڑی آغوش میں لیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں حضور ﷺ کو دودھ پیش کیا تو آپ نے سیر ہو کر پیا جب دوسری چھاتی پیش کی تو آپ نے منہ پھیر لیا کہ چھاتی دوسرے رضاعی بھائی کا حصہ تھا۔ قدرت نے شروع سے ہی اپنے محبوب کو اپنی حفاظت میں رکھا تھا اور کسی قسم کا داغ نہ لگنے دیا فرماتی ہیں حضور ﷺ کے دودھ پینے کی برکت سے میری چھاتیاں ہمیشہ بھری رہتی حالانکہ اس سے پہلے میری چھاتیوں میں چند قطرے ہوتے تھے جو کسی بچے کی شکم سیری کیلئے انتہائی ناکافی تھے۔ حضور کے دوسرے رضاعی بھائی نے بھی سیر ہو کر دودھ پیا میری لاغر اونٹنی جس کے تھنوں میں برائے نام بھی دودھ نہ تھا اس کے تھن دودھ سے بھر گئے میں اور میرا شوہر بچوں سمیت رات بھر چین سے سوئے صبح اٹھے تو شوہر نے بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا

واللہ یا حلیمۃ لقد اخذت نسمة مبارکۃ (1)

(1) محمد بن حیان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن معبد، التیمیسی، أبو حاتم، الدارمی،

البتی (المتوفی: 354)، الثقات، ص 40/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 49/1

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zonahafsanatari>

حلیمہ اللہ کی قسم ہم نے بابرکت وجود حاصل کر لیا ہے۔

☆ آپ فرماتی تمام دایاں اپنی تیز سواریوں پر مجھ سے پہلے شہر سے نکل چکی تھیں میرے پاس وہی کمزور لاغر نحیف گدھی تھی جو سواری کیلئے رکھی ہوئی تھی میں اس مقدس بچے کیساتھ اس پر سوار ہوئی تو اس کی حالت بدل گئی اونٹنیوں سے بھی تیز چلی اور وہ تمام پیچھے رہ گئیں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں اے ابی ذویب کی بیٹی خدا کے لئے اپنی سواری کو آہستہ چلا اور یہ بتایہ سواری کتنے کی لی تو میں نے جواب دیا اللہ کی قسم سواری وہی ہے البتہ سوار بدلا ہوا ہے۔ عورتوں نے کہا تیرے دراز گوش کی بڑی شان ہے سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے دراز گوش نے جواب دیا میں لاغر تھا مجھے طاقت ملی اے عورتو! مجھ پر سید المرسلین سوار ہے۔ (1)

آخر ہم اپنی بستی پہنچ گئے یہ سارا علاقہ قحط زدہ تھا مگر حضور پاک ﷺ کی برکت سے گھاس اگا برکت ہوئی بکریاں سیر ہو کر واپس آئیں تو لوگوں نے کہا تم بھی اپنی بکریاں حلیمہ کے ریوڑ کے ساتھ چرایا کرو چنانچہ کچھ لوگوں نے ایسا کیا تو وہ بھی سیر ہو کر آئیں۔ آپ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اسی طرح رحمت و برکات سے نوازتا رہا اور ہم برکات خداوندی کا اسی طرح مشاہدہ کرتے رہے۔ (1)

سیدہ حلیمہ سعدیہ کے مزید تفصیلی واقعہ کیلئے سیرت ابن ہشام اسی عنوان کے تحت اور خصائص کبریٰ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

☆ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں ایک دن میں حضور ﷺ کو گود میں لیے بیٹھی تھی کہ ایک ریوڑ میرے قریب سے گزرا اس سے ایک بکری دوڑ کر آگے آئی اور حضور ﷺ کو سجدہ کیا سر مبارک کو بوسہ دیا پھر بھاگ کر دوسری بکریوں میں چلی گئی۔

(1) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 158/1

الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 329/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 213/1

ابن حبآن، الثقات، ص 40/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 49/1

السہیلی، الروض الانف، ص 285/1

الطبری، التاریخ، ص 574/1

سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ انصار کے ایک باغ میں گئے ابو بکرؓ عمرؓ ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں نے سجدہ کیا ابو بکر عرض کرتے ہیں حضور ﷺ ہمیں بھی اجازت ہے فرمایا میری امت میں کسی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ (1)

آپ کا مزار شریف جنت البقیع میں سیدنا عثمان بن عفان کے شمالی جانب ہے آپ کی کنیت ام کبشہ تھی ام کبشہ ان کی بیٹی کا نام تھا۔

سیدہ حلیمہ سعدیہ نے جو حضور کی خدمات انجام دیں قدرت نے اس صلہ میں بے پناہ رحمت و برکات سے نوازا۔

☆ ایک بڑی برکت یہ بھی ہے حلیمہ سعدیہ اور ان کا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا۔

☆ حلیمہ سعدیہ کو یہ اعزاز ملا کہ جب وہ بارگاہ رسالت میں آئیں تو ان کیلئے چادر بچھا دی گئی اور اوپر بٹھایا گیا۔ ابو الفرج جوزی فرماتے ہیں ایک مرتبہ حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئیں اور اپنی اقتصادی بد حالی کی شکایت کی تو آپ نے چالیس بکریاں اور کئی اونٹ عطا فرمائے اور اعزاز سے واپس کیا یہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے زمانہ میں ہوا۔ حضور ﷺ کے بعد پھر ایک مرتبہ صدیق اکبر کے ہاں آئیں تو آپ نے بھی دہی کچھ کیا جو رسول پاک نے حسن سلوک کیا تھا۔ چادر بچھائی کافی مال دے کر واپس کیا اسی روایت کو عطاء بن یسار نے بھی بیان کیا ہے (2)

☆ غالباً ۱۹۶۵ کا واقعہ ہے میں جنت البقیع حاضر ہوا تمام قبروں پر پتھر تھے اور پورے بقیع میں

-
- (1) ابوداؤد، السنن، باب فی حق الزوج علی المرأة، الرقم 1828، ص 42/6
البیہقی، السنن الکبری، ص 291/7
الحاکم، المستدرک، الرقم 2713، ص 377/6
الطحاوی، مشکل الآثار، باب لوامرت شیء ان یسجد لشیء، الرقم 1282، ص 16/4
- (2) ابن کثیر، السیرة، ص 689، 690/3
ابو الفتح، عیون الآثار، ص 221/2
قاضی عیاض، الشفاء، ص 128/1
الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 382، 383/1

کہیں سبزہ نہیں تھا مگر میں یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ حضرت سعدیہ کی قبر پر شاندار ہری گھاس تھی اسوقت بھی میرے دل میں یہی بات آئی تھی کہ انہیں یہ اعزاز بارگاہ رسالت سے ملا ہے اور خدمت کا صلہ ہے۔

☆ ایک موقعہ آپ کا رضاعی باپ حارث مکہ مکرمہ آئے حضور ﷺ اعلان نبوت فرما چکے تھے لوگوں نے کہا حارث سنا ہے تیرا بیٹا کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اٹھنا ہے اور اعمال کا حساب و کتاب ہوگا یہ سن کر حارث حضور ﷺ کے ہاں گئے عرض کی لوگ شکوہ کر رہے ہیں کیا آپ نے کوئی ایسی بات کی ہے فرمایا ہاں میں نے کہا ہے۔ جب وہ دن آئے گا تو میں آپکا ہاتھ پکڑ کر یہ باتیں یاد دلاؤں گا۔ حضور ﷺ کے اس مضبوط ارشاد سے حارث کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (1)

حلیمہ سعدیہ نے حضور ﷺ کے ان گنت کمالات دیکھے مگر حقیقت پھر بھی نہ کھل سکی۔

حلیمہ یہ بھید کھلا نہیں

یہ مقام چون و چرا نہیں

تو خدا سے پوچھو وہ کون تھے

تیری بکریاں جو چرا گئے

کہیں حسن بن کے قبول میں

کہیں رنگ بن کے وہ پھول میں

کہیں نور بن کے رسول میں

وہ جمال اپنا دکھا گئے

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

وادی حلیمہ کی زیارت

سیدہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں حضور ﷺ کی آمد سے میری گھر میں رحمت و برکات کی لہر بہر ہو گئی میرے گھر کا ماحول یکسر بدل گیا۔ گویا یوں کہا جاسکتا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی جھگی رشک عرش بن گئی تھی۔ آپ فرماتی ہیں محبوب کے جلوہ سے ہمارے حالات آئے دن تیزی سے بدلتے گئے اور ہمارا یہ ہنستا بستا گھر انہ اعزاز و اکرام کی بلند یوں کو چھونے لگا سیدہ آمنہ اور جناب عبدالمطلب سے جو وعدہ تھا وہ دو سال کا تھا کہ مدت رضاعت کے بعد بچے کو واپس کرنا ہوگا یہ بہار کے دن تھے جو اچانک گزر گئے مدت رضاعت پوری ہو گئی راحت و خوشی کے یہ دو سال لمحوں میں گزر گئے ایک طرف ایقائے عہد تھا کہ حضور ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ لیجانا ہے دوسری طرف اس جان جاناں کی جدائی کا صدمہ تھا جو دل کو گھائل کر رہا تھا فرماتی ہیں میں لے کر حضور آمنہ کے ہاں حاضر ہوئی اور خواہش کی اگر آپ مناسب جانیں تو اس مقدس بچے کو مزید کچھ وقت کیلئے میرے ساتھ واپس کر دیں۔ شہر کی آلودہ فضا سے محفوظ رہے گا فرماتی ہیں میں نے اپنے اس بابرکت بچے کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے شدید اصرار کیا اپنے رب سے التجائیں کرتی کہ اس بیٹے کو لیجانے کی سعادت دوبارہ مل جائے اللہ کا شکر سیدہ آمنہ مان گئیں اور پھر حضور ﷺ کو میری ساتھ واپس کیا خدا کے اس انعام پر جس قدر شکر ہو کم ہے۔ محبوب کی آمد پر پھر ایک مرتبہ وہی گھر انوار و برکات سے جگمگا اٹھا اڑوس پڑوس سے مبارک باد یوں کے پیغامات ملنے شروع ہو گئے آپ کی رضاعی بہن حضرت شیماء کی تو خوشی کی انتہا نہ تھی کہ بے مثال لاجواب بھائی سے دوبارہ پھر ملاقات ہو گئی تھوڑی دیر کیلئے جھولا خالی ہوا اور حلیمہ سعدیہ کا گھر پھر ایک مرتبہ رحمت و برکات کا مرکز بن گیا پھر ایک مرتبہ بنو سعد کی زمین نے آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور خالی جھولا پھر حرکت میں آ گیا۔ حضرت شیماء محبوب پاک کی محبت کی وارفتگی میں یہ اشعار گنگنائی تھی۔

یا ربنا ابق لنا محمداً
حتى امراه یا فحاً وامرداً (1)

اے رب قدوس میرے بھائی محمد کو صحت و عافیت سے تادیر رکھ

یہاں تک کہ میں اسے جوان دیکھوں۔

ثم امراه سيداً مسوداً و اکبت اعاديه معا والحسد (1)

میں اسے اس حالت میں دیکھوں کہ وہ قوم کے سردار ہوں اور لوگ اس کے تابع فرمان ہوں اس کے دشمن ذلیل و رسوا ہوں۔

حلیمہ سعدیہ کے گھر کی مقدس زمین کی زیارت کا راقم الحروف کو بڑا شوق تھا کہ جس جگہ محبوب پاک ﷺ کا بچپن گزرا اس جگہ کی زیارت کروں الحمد للہ کئی سفری مشکلات کے باوجود طائف پہنچا پھر وہاں سے ایک واقف ساتھی کے ذریعہ بنو سعد کے علاقہ میں حاضری دی طائف کے اس پرانے تجربہ کار معمر دوست نے اندازے اور تخمینے سے حلیمہ سعدیہ کے گھر کی نشان دہی کی زیارت سے مجھے قلبی سکون ملا اس سکون سے یہ سمجھا اس کا تخمینہ اندازہ ٹھیک تھا جو میری راحت کا سبب بنا جب بھی مکہ مکرمہ حاضری ہوتی ہے جی چاہتا ہے پھر زیارت ہو مگر پھر اسی دعا پر ہی رہ جاتا ہوں۔

خدا یا ایں کرم بارد گر کن سیدہ حلیمہ سعدیہ کی تمنا تو پوری ہو گئی تھی کہ محبوب پاک دوبارہ ان کے ہاں جلوہ فرما ہو گئے تھے مگر راقم الحروف محروم ہے کہ دوبارہ بنو سعد کی بستی کی جگہ حاضری نہ دے سکا۔
و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

گلہ بانی کی عظمت

سب سے پہلا پیشہ جسے محبوب پاک علیہ السلام نے شرف بخشا وہ گلہ بانی ہے بکریوں کا چرانا ہے جسے حضور ﷺ نے دوبارہ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے گھر آنے پر اپنے رضاعی بھائیوں کیساتھ گلہ بانی کو شرف بخشا حضور ﷺ نے اپنی جوانی کے ایام میں بھی اس شغل کو شرف بخشا ہے حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں ہم مقام مر الظہر ان میں پیلو کے پھل چنے لگے تو آپ نے فرمایا سیاہ دیکھ کر توڑو۔ وہ زیادہ لذیذ ہوتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے کہ آپ کو یہ معلوم ہے فرمایا ہاں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (2)

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں چند قیراط پر بکریاں چرایا کرتا تھا اس حدیث شریف کو امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف کتاب الاجارہ میں بیان کیا ہے۔

نصر بن حزن سے روایت ہے ایک موقعہ اونٹ چرانے والوں اور بکریاں چرانے والوں میں بحث ہوگئی کہ کون افضل ہیں تو حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے داود علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے اور میں اپنے گھر والوں کی بکریاں مقام اجیاء میں چرایا کرتا تھا۔ (1)

بعض لوگوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ حضور ﷺ کا اجرت پر بکریاں چرانا نشان نبوت کے منافی ہے یہ اعتراض سراسر بے اصل اور بے معنی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں انبیاء علیہم السلام کا اجرت پر کام کرنا نشان نبوت کے ہرگز منافی نہیں پھر حضور ﷺ کا یہ عمل تو اعلان نبوت سے بھی کافی پہلے کا ہے جس پر یہ بے معنی سوال نہیں کیا جاسکتا۔ حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام کا گلہ بانی فرمانا یہ اشارہ ہے کہ انہوں نے قوموں کی گلہ بانی کرنا ہے جیسے چرواہا بکریوں کو بھیڑیے سے بچاتا ہے ایسے ہی انبیاء علیہم السلام افراد امت کو نفس و شیطان کے حملہ سے بچاتے ہیں۔ یا یہ کہہ لیجئے جیسے گڈ ریا اپنے ریوڑ پر مہربان ہے انبیاء علیہم السلام بھی اپنی امت پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہوتے ہیں یا جیسے گڈ ریا اپنی بکریوں کو باڑے میں رکھتا ہے ایسے انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو شریعت کے دائرے میں رکھ کر نفس و شیطان سے بچاتے ہیں۔ اچھے گڈ رے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ تمام بھیڑیں اکٹھی رہیں الگ الگ نہ ہوں ایسے ہی انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں میں اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت کو فروغ دیا بالخصوص حضور ﷺ نے تو پوری ملت اسلامیہ کو جسم واحد سے تعبیر فرمایا ہے یا جیسے گڈ ریا کو ہر لمحہ اپنی بھڑوں کی فکر ہوتی ہے انبیاء کو ہر لمحہ افراد امت کی فکر رہتی ہے حضور سید عالم ﷺ کا اپنی امت کیلئے مہربان ہونے کو تو قرآن مقدس نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

عزیز علیہ ما عنتم حریم علیکم بالہومنین مروف رحیم (2)

جو شے تمہیں تکلیف دیتی ہے رسول اللہ ﷺ کو وہ ناگوار گزرتی ہے وہ رسول پاک ﷺ تمہاری اچھائی پر حریم ہیں وہ رسول کریم تم پر مہربان ہیں وہ رسول پاک تم پر رحیم ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1)

ابن حجر، فتح الباری، باب مرعی الغنم علی قراریط، ص 99/7

أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری (الموتوفی: 204)، مسند أبی داود الطیالسی

بعث داؤد علیہ السلام و هو مرعی الغنم، الرقم 1395، ص 112/4

ابونعیم الاصبہانی، معرقہ الصحاح، الرقم 1102، ص 458/3

Click For More Books

السبق، دلائل النبوة، ص 6/2، الرقم 444، ص 6/2

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شق صدر

حلیمہ سعدیہ کے ہاں دوبارہ آنے کے بعد جب آپ کی عمر مبارک چار سال کو پہنچی تو شق صدر کا عظیم واقعہ پیش آیا۔ ایک دن آپ جنگل میں تھے حضرت جبرائیل اور میکائیل سفید لباس میں ملبوس انسانی شکل میں آئے ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لائے۔ آپ کا شکم مبارک چاک کیا پھر قلب کو نکال کر اسے چاک کیا اسمیں سے ایک یا دو نچمد خون کے ٹکڑے باہر نکال دیے پھر شکم انور اور قلب اطہر کو دھویا پھر دل کو اپنی جگہ رکھ کر سینہ پر ٹانگے لگائے اور دونوں شانوں کے درمیان مہر لگا دی۔ (1)

اس حدیث کو عتبہ بن عبد نے روایت کیا جو مسند احمد اور معجم طبرانی میں مذکور معتبہ کی یہی روایت مستدرک حاکم ص ۶۱۶ میں بھی مذکور ہے۔ اسی عنوان کی روایت ابن عباسؓ سے بھی ہے جسے علامہ سیوطی نے بحوالہ بیہقی۔ خصائص ص ۵۵ ج ۱ میں ذکر فرمایا ہے اسی عنوان سے ایک روایت ابو زرؓ سے بھی ہے جو مسند بزاز میں مذکور ہے ابو زر کی حدیث کو علامہ زرقانی نے صحیح بتایا ہے ابو زر کی یہ حدیث دلائل ابو نعیم ص ۱۷ ج ۱ فتح الباری ص ۴۰۹ ج ۶ میں بھی درج ہے اسی عنوان سے ایک روایت خالد بن معدان تابعی نے بھی لی ہے جو طبقات ابن سعد ص ۹۶ ج ۱ میں مرسل مذکور ہے۔ محمد بن اسحاق کے سلسلہ سند میں ہے کہ خالد بن معدان کلاعی کہتے ہیں صحابہ کی جماعت نے مجھے شق صدر کا واقعہ سنایا سیرت ابن ہشام ص ۵۶ ج ۱ حافظ ابن کثیر محمد بن اسحاق کی روایت کو نقل کرنے سے اسے قوی جید فرماتے ہیں شق صدر کا یہ واقعہ ایک نہیں چار مرتبہ پیش آیا۔ (2)

پہلی مرتبہ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ہاں جب ان کی عمر ۴ سال کی تھی۔

دوسری مرتبہ جب آپ کی عمر مبارک ۱۰ سال کی تھی جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح ابن حبان اور دلائل ابو نعیم میں موجود ہے ابوہریرہ کی روایت زرقانی ص ۱۰۳ ج ۱ مجمع الزوائد ص ۳۲۳ ج ۸ فتح الباری ص ۲۳۶ ج ۶ تھوڑے تھوڑے تغیر الفاظ سے موجود ہے۔ (3)

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 51/2

(2) ابن حجر، فتح الباری، باب خاتم النبوة، ص 349/10

أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف نووي (المتوفى 676)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن

الحجاج، باب إثبات خاتم النبوة، الرقم 4329، ص 65/8

تیسری مرتبہ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ پر پیش آیا جیسے مسند ابوداؤد طیالسی ص ۲۱۵ دلائل ابونعیم ص ۶۹ ج ۱ میں ذکر ہے اور مسند بزاز میں ابوغفاری سے یہی روایت موجود ہے۔

چوتھی مرتبہ شق صدر کا یہ واقعہ معراج شریف کے موقعہ پیش آیا جیسے بخاری، مسلم ترمذی، نسائی کی روایات موجود ہیں اور یہ روایات متواتر مشہور ہیں اسی واقعہ شق صدر کو صاحب السیرۃ النبویہ ص ۲۳۱ ج ۱ میں تفصیل سے بیان کیا ہے نیز علامہ قسطلانی نے مواہب میں اور زرقاتی نے شرح مواہب میں تفصیل سے لکھا ہے وہ فرماتے ہیں شق صدر کا واقعہ جیسے منقول ہے اسی طرح تسلیم کیا جائے اسے اپنی حقیقت سے نہ پھیرا جائے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی شی محال نہیں امام قرطبی علامہ طبری حافظ توریثی حافظ عسقلانی علامہ سیوطی اور دیگر اکابر علما بھی یہی فرماتے ہیں کہ شق صدر کا اپنی حقیقت پر محمول ہے۔ (۱)

اور حدیث صحیح اس کی موید ہے وہ یہ کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے سینہ پاک میں سلائی کا نشان دیکھا علامہ سیوطی فرماتے ہیں بعض جہلاء کا خیال ہے کہ اس کے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ شرح صدر مراد ہے یہ صریح جہالت اور سخت غلطی ہے یہ تصور علم سے دوری سنت سے بعد ہے اگر شق صدر سے مراد شرح صدر ہے تو صحابہ کرام نے سینہ پاک میں سلائی کا نشان دیکھا وہ کیا ہے شق صدر حضور ﷺ کے معجزات سے ایک معجزہ ہے اور حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے شرح صدر حضور ﷺ سے خاص نہیں بلکہ علماء صالحین کو ہوتا رہتا ہے۔ (۲)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(۱) البخاری، الجامع الصحیح، باب قوله کلمہ اللہ موسیٰ،، الرقم 6963، ص 38/23

المسلم، الجامع الصحیح، باب قوله کلمہ اللہ موسیٰ،، الرقم 236، ص 387/1

أبو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن العباس المکی الفاکھی (المتوفی 272)، أخبار مکه فی قديم

الدھر و حديثه، باب فشق جبریل مابين نحره الى لثته حتى فرج، الرقم 1019، ص 139/3

محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الأملی، أبو جعفر الطبری (المتوفی 310)، تهذیب

الأنام، وتقضیل الثابت عن رسول اللہ من الأخبار، الرقم 2761، ص 262/6

أبو عوانه، المستخرج، باب بیان غسل قلب النبی ﷺ، الرقم 258، ص 289/1

(۲) أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخسرو جردی الخراسانی، أبو بكر البيهقي (المتوفی 458)

الاعتقاد و الهدایه الى سوانح الأنبياء، أصحاب الحديث، الرقم 283،

جواھر پارے

شق صدر کی اس حدیث پر قارئین کے دلوں میں کئی قسم کے سوالات پیدا ہو سکتے ہیں بریں بنامحققین کے اقوال کو جواھر پاروں کا نام دے کر پیش کر رہا ہوں۔

☆ شق صدر کی اس حدیث پاک میں منجھد خون کے لوٹھڑے کا ذکر ہے جو حضور ﷺ کے قلب انور سے نکال دیا گیا علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں خون کا لوٹھڑا پیدا فرمایا ہے جو شیطانی وساوس و خیالات کو قبول کرتا ہے حضور ﷺ کے قلب انور سے اس حصہ کو نکال کر یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب پاک کے دل کو پاک صاف طیب طاہر رکھنے کیلئے وہ حصہ ہی ختم کر دیا ہے تاکہ کسی کو یہ وہم ہی نہ ہو کہ حضور ﷺ کا قلب انور بھی برے خیالات و وساوس کو جگہ دیتا ہے ایسی شے کا وجود ہی ختم کر دیا گیا جو القاء شیطانی کو قبول کرے۔

☆ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جیسے بدن انسانی میں کچھ چیزیں زائد ہوتی ہیں جنکے دور کرنے سے جسم میں مزید نفاست و طہارت پیدا ہو جاتی ہے جیسے ناخن یا زائد بال ان کا پیدا ہونا تو جسم انسانی کیلئے ضروری ہے مگر ان کا زائل ہونا مزید تطہیر جسم کا باعث بنتا ہے منجھد خون کے لوٹھڑے زائد تھے جو نکال دیے گئے اور جسم پاک مزید نور علی نور ہو گیا۔

☆ اس حدیث پاک میں دل دھونے کا بھی ذکر ہے دل کی فطرت ہے کہ وہ تمام قسم کے جائز ناجائز خیالات کو سموے۔ حضور ﷺ کے قلب انور کو دھو کر یہ وہم بھی دور کر دیا گیا کہ حضور ﷺ کا قلب انور بھی ناجائز خیالات کو سموتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ بعد میں جو دل صاف کرنا تھا تو دل رکھا ہی نہ جاتا تو جواباً تحریر ہے اگر دل رکھا ہی نہ جاتا تو یہ جسم اطہر کی تکمیل نہ تھی بلکہ کئی تھی اور کسی قسم کی کمی وجود محبوب میں قدرت کو پسند نہیں۔

☆ علامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس واقعہ شق صدر کی مثال یوں سمجھ لیجائے جیسے گھٹلی والے پھل کے اندر گھٹلی کا ہونا ضروری ہے کہ وہ گھٹلی پھل پکنے پر پروان چڑھنے کا باعث ہے اگر گھٹلی نہ ہوتی پھل میں نقص پیدا ہو جاتا۔ تو استعمال کے بعد وقت گھٹلی پھینک

دیجاتی ہے۔ اس واقعہ شق صدر کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

☆ اس حدیث پاک میں شق صدر کے بعد مہر لگانے کا بھی ذکر آتا ہے۔ دونوں شانوں کے درمیان لگا کر شیطان کے وساوس کا دروازہ بند کر دیا گیا اندر رکھی گئی دولت کا تحفظ ہونے لگا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بت خانے میں کہرام

حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں جب شق صدر کا یہ واقعہ پیش آیا تو ہم سب گھروالے پریشان ہو گئے اب میرے شوہر نے اپنے گھر والوں کو مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ سیدہ آمنہؓ کے سپرد کر دینا چاہیے مبادا کوئی تکلیف ہو جب ہم حضور ﷺ کو لے کر واپس مکہ مکرمہ کے قریب گئے تو میں نے حضور ﷺ کو ایک جگہ پر بٹھایا اور خود تھوڑی دیر دور قضائے حاجت کیلئے گئی واپس آنے پر میں نے حضور کو نہ پایا تو پریشان ہوئی و احمد و اولادہ اے محمد اے بیٹے کہہ کہہ کر بلاتی رہی مگر پتہ نہ چلا اتنے میں ایک بوڑھا لٹھی کے سہارے چلتا میرے پاس آیا اس نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو میں نے بتادی کہ میرا بیٹا محمد گم گیا ہے بوڑھے نے کہا پریشان نہ ہو پتہ چل جائیگا میں نے کہا کیسے پتہ چل جائیگا کس سے پتہ چلے گا بوڑھے نے کہا یہاں پر بڑا بت ہبل ہے اس سے چل کر پوچھتے ہیں اسے پتہ ہے تمہارا بیٹا کہاں ہے میں نے بت کے ہاں جانے سے نفرت کی مگر وہ زبردستی لے گیا اسی بوڑھے نے بت کا چکر لگایا اور اسے میرا مقصد بتایا مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے بوڑھے نے بت سے کہا۔

زین زنے فرزند طفلی گمشدہ است نام او کو دک محمد مصطفیٰ است

اس عورت کا بچہ گم ہو گیا۔ اسے محمد مصطفیٰ کے نام سے بلاتے ہیں۔

چوں شنید این نام آن جملہ بتاں سرنگوں گشتند ساجد آں زماں

جو نبی بت خانے میں ہبل اور دوسرے بتوں نے حضور کا نام سنا سارے اوندھے گر گئے پھر آواز آئی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غم مخور یا وہ نہ گرد و اوز تو بلکہ عالم یا وہ گرد و اندر اد

حلیمہ فکر نہ کر وہ بچہ کہیں گم نہیں ہوگا۔ اس کی تو شان یہ ہے پوری کائنات اس میں گم ہو جائیگی حلیمہ فرماتی ہیں میں اس پریشانی میں جناب عبدالمطلب کے پاس حاضر ہوئی انہوں نے میری افسردگی پریشانی بھانپ لی اور پوچھا محمد کہاں ہیں۔ میں نے نہایت پریشانی میں حضور ﷺ کی گمشدگی کی بات سنا دی چنانچہ پھر عبدالمطلب کو صفرا پر چڑھے اور قریش کو آواز دی کہ میرے پاس آؤ جب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا میرا فرزند گم ہو گیا ہے پھر تمام قریش اور جناب عبدالمطلب حضور ﷺ کی تلاش میں نکلے پھر عبدالمطلب حرم میں آئے کعبہ کا طواف کیا بارگاہ قدس میں دعا کی تو ہاتف غیبی نے کہا فکر نہ کر محمد کا خدا محافظ ہے عبدالمطلب نے کہا اے ہاتف مجھے بتا میرا فرزند کہاں ہے تو جواب ملا وادی تہامہ میں ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں جب آپ وادی تہامہ پہنچے تو دیکھا حضور تھا تشریف فرما ہیں اور درخت کے پتے چن رہے ہیں۔ جناب عبدالمطلب نے پوچھا

من انت یا غلام؟ (1)

بچے تو کون ہے؟

آپ ﷺ نے جواب فرمایا محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب حضرت عبدالمطلب نے فرمایا بیٹے میں تیرا دادا عبدالمطلب ہوں اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کو اپنی سواری پر آگے بٹھایا اور خوش خوش مکہ مکرمہ لے آئے اس کے بعد حلیمہ سعدیہ کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس کیا بہت سا سونا دیا اور انعام سے مالا مال کیا اس پر حلیمہ سعدیہ واپس اپنے قبیلہ لوٹ گئیں اللہ بہتر جانتا ہے اس گمشدگی میں کیا راز تھا بعض مفسرین نے آیہ کریمہ

ووجدك ضالاً فهدى (2)

کی تفسیر بھی کی ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

یثرب کا سفر

سیدہ حلیمہ سعدیہ نے جب امانت سیدہ آمنہ کے سپرد کردی اور حضور ﷺ اپنی رضاعی ماں کی گود میں قیام کے بعد اپنی حقیقی ماں آمنہ کے ہاں مقیم ہوئے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حقیقی ماں نے چار سال کی جدائی کے بعد اپنے مقدس بیٹے کو کس پیار سے دیکھا ہوگا اور ان سے کیسا پیار کیا ہوگا اور کس کس دعا سے نہ نوازا ہوگا گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں سیدہ آمنہ کے مقدس شوہر سیدنا عبداللہ اپنی تقریب نکاح کے بعد جلدی انتقال فرما گئے اور یثرب کی زمین نے انہیں ہمیشہ کیلئے آغوش میں لے لیا اسوقت سیدہ آمنہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کیلئے حاضری نہ دے سکیں تھی کہ محبوب پاک علیہ السلام کے بچپن، معصومیت اور سفر کی صعوبتیں برداشت نہ کر سکنے کے پیش نظر یثرب نہ جاسکیں اب حضور ﷺ کی عمر چھ سال کو پہنچی اور آپ نے محسوس کر لیا کہ سفر کا مرحلہ طے ہو سکتا ہے تو اپنے سر جناب عبدالمطلب سے یثرب کی اجازت چاہی جو انہیں مل گئی اس سفر کیلئے تین رکنی قافلہ تیار ہوا خود سیدہ آمنہ حضور ﷺ سیدہ ام ایمن۔ یہ خاتون ام ایمن حضور ﷺ کو اپنے والد گرامی کے ورثہ میں ملی تھی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ سیدہ آمنہ حضور ﷺ کو جناب عبدالمطلب کے نہال بنو نجار کی ملاقات کرانے کیلئے لے گئیں تھیں ہاں مگر یہ دور کے رشتہ کا احساس بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تاہم اولیں صورت جو سفر یثرب میں دکھائی دیتی ہے وہ بھی نظر آتی ہے کہ سیدہ آمنہ اپنے مقدس شوہر کی قبر پر حاضری و زیارت کیلئے گئی ہیں یہی نظریہ عقل و نقل کے قریب دکھائی دیتا ہے۔ صاحب سیرت النبی نے اسی کو اہمیت دی ہے چھ برس کی عمر میں محبوب علیہ السلام جب اپنے والد گرامی کے مزار پر آئے تو یہ شہر یثرب تھا جب ۴۷ برس بعد ہجرت کر کے یہاں جلوہ فرمائی ہوئی تو اب یثرب سے مدینہ منورہ بن گیا ہجرت کے بعد یہاں تشریف فرما ہوئے تو کبھی کبھی بچپن کی یادیں دھرایا کرتے تھے۔ صاحب سیرت نبویہ لکھتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

ههنا نزلت بي امي واحسنت العوام في بيوته بني عدى النجاس (1)

میں اپنی اماں کے ساتھ اس مکان میں اترا اور نبی نجار کے تالاب میں تیرنے کا طریقہ سیکھا تھا

Click For More Books

الصلح، سبل الهدى والرشاد، 20/2/2017
<https://archive.org/details/@zonafananasatari>

آپ نے چھ برس کی عمر کا ایک اور واقعہ بھی یاد دلایا کہ ایک یہودی نے مجھ سے میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام احمد بتایا پھر اس نے میری پیٹھ پر دیکھا اور کہا ہذا نبی ہذا الامتہ یہ امت کا نبی ہے پھر وہ یہودی علماء کے پاس گیا اور اس نے میرے بارہ میں تمام یہودیوں سے یہ بات کہی میری والدہ کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا تو وہ میرے بارہ میں یہودی طرف سے خطرہ محسوس فرمانے لگیں ام ایمن بھی فرماتی ہیں میں کئی یہودیوں کو سنا وہ کہتے تھے

هونبي هذا الامة وهذه دار هجرته (1)

اس امت کا یہ نبی ہے اور یہی شہر اسکی دارالہجرہ ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

سیدہ حضرت آمنہ کا وصال

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضور ﷺ اس امت کے نبی ہیں اور یہ علاقہ یثرب (مدینہ) انکی دارالہجرہ ہے حضرت آمنہ کو علم ہو گیا ام ایمن نے یہودی سے یہ باتیں سن لیں تو سیدہ آمنہ نے یثرب میں ایک ماہ قیام کے بعد واپس مکہ مکرمہ آنے کا فیصلہ کر لیا کہ کہیں حضور ﷺ کو یہودی کسی قسم کی تکلیف نہ دیں سیدہ آمنہ اپنے مختصر قافلہ کے ساتھ جب مقام ابواء پہنچیں تو آپ بیمار ہو گئیں بنت رہم فرماتی ہیں حضرت آمنہ کے وصال کے وقت میری ماں اسماء بنت رہم موقعہ پر مقام ابواء میں موجود تھیں جب آپ کا آخری وقت آیا تو آپ نے نہایت حسرت بھری نگاہ سے اپنے بیٹے محمد ﷺ کو دیکھا اور بر ملا یہ اشعار پڑھے اس روایت کو ابو نعیم نے دلائل النبوتہ میں روایت کیا علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی دلائل النبوتہ کے حوالہ سے ان اشعار کو اپنی کتاب التعظیم والمنہ میں لکھا ہے۔

فانت مبعوث الى الانام تبعت في الحل والحرام (2)

تو تمام بنی نوع انسان کا نبی ہو گا۔ حل و حرام میں سبھی جگہ آپ کی نبوت چلے گی۔

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 120/2

ابن کثیر، السیرۃ، ص 235/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 212/1

ابن سعد، الطبقات، ص 116/1

(2) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 120/2

تبعث في الحقيق والاسلام دين ابيك البر ابراهام (1)
تجھے تیرے باپ ابراہیم کے دین پر بھیجا جائیگا۔
فالله انھاك عن الاصنام ولا تو اليها مع الاقوام (1)
میری دعا ہے خدا تجھے بتوں سے بچائے رکھے۔ آپ دوسروں سے مل کر
ان سے دوستی نہ بنائیں
اس کے بعد آپ نے فرمایا

كل حي ميت وكل جديد بال وكل كبير يغني
وانا ميتته وذكري باقي وولدت طهراً (1)
ہر زندہ کو موت آئیگی ہر نئی شئی پرانی ہوگی۔ ہر بڑی شئی فنا ہوگی میں تو مر رہی ہوں
لیکن میری یادیں رہیں گی کہ میں نے ایک طیب طاہر بچہ جنا تھا۔
علامہ زرقانی نے بھی شرح مواہب المدنیہ میں یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

فائدہ

ان اشعار سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے سیدہ آمنہ مومنہ تھیں موحده تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی
ذات پر یقین محکم تھا۔ حضور ﷺ کے نبی و رسول ہونے سے واقف تھیں۔ دین ابراہیمی کے قواعد و ضوابط
اور اصولوں کو جانتی تھیں۔ یہ بھی جانتی تھیں کہ حضور ﷺ صرف نبی نہیں بلکہ نبیوں کے نبی ہیں۔
یہودیوں کے توراتہ و زبور کی بشارت سے مطلع تھیں۔ (تفسیر نعیمی ص ۴۳۵ ج ۱۔ ضیاء النبی ص ۴۷ ج ۱)
حضور ﷺ کے والدین کریمین کے مذہب کے بارہ میں علم امت نے بہت سے کتابیں لکھ
دیں دلائل کے انبار لگا دیے کہ انہیں کافر و مشرک جاننا کہنا قرآن و حدیث کی روشنی میں غلط ہے یہاں پر
از سر نو بحث کرنا بے سود ہوگا گذشتہ صفحات میں حضور ﷺ کے نسب پاک پر کئی دلائل عرض کر دیئے گئے
ہیں۔ وہی ملاحظہ فرمائیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابواء شریف کی حاضری

سیدہ آمنہؓ کے مزار شریف پر حاضری دینے کا شوق دیر سے تھا مگر ابواء کیلئے سرکاری پابندیاں آڑے آتی رہیں مدینہ منورہ کے کئی ساتھیوں سے اظہار کیا مگر کسی نے ہاں نہ کی یہی خواہش میں نے اپنے دوست حاجی محمد عبدالرحمان سے ظاہر کی انہوں نے حوصلہ دلایا اپنے بڑے بیٹے حاجی محمد صالح کے ذمہ لگایا کہ وہ مجھے زیارت کرائے چنانچہ ہم نے دربار رسالت میں حاضری دی صلوٰۃ و سلام پیش کیا اور ابواء جانے کی اجازت مانگی سفر کی مشکلات سے بچے رہنے کی درخواست کی نماز فجر کے وقت مدینہ منورہ سے چلے دو گھنٹے میں مستورہ پہنچے وہاں چند لمحات گزارے اور ابواء شریف کی وادی میں چکر کاٹتے کٹاتے مزار سیدہ کے پہاڑ پہنچ گئے گاڑی نیچے کھڑی کی چوٹی پر گئے چند پتھروں سے قبر شریف کی نشانی تھی وہاں پر کچھ دیر قرآن خوانی کی ایصال ثواب کی محفل ہوئی حضور ﷺ کی اماں جی سے عرض کی اب ہم نے آپ کے پیارے بیٹے سید الانبیاء محبوب پاک علیہ السلام کے حضور جانا ہے ہماری سفارش فرمادیں کہ مجرموں کو رہائی مل جائے دو گھنٹہ کی حاضری ہوئی ہم چھ سات ساتھی تھے قریباً سبھی نے مسلسل دو گھنٹہ تک آنسوؤں کی رمل جہم میں وقت گزارا دوبارہ حاضری کی درخواست کی الحمد للہ مجھے اس مقدس مقام پر تین مرتبہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ واللہ الحمد۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عبدال مطلب کی شفقت

مقام ابواء میں سیدہ آمنہؓ کی تجہیز و تکفین کے بعد امام یحییٰ حضور ﷺ کو لے کر واپس مکہ مکرمہ آئیں اور اس امانت کو ان کے دادا جناب عبدال مطلب کے سپرد کر دیا (1)

اب حضرت عبدال مطلب حضور ﷺ سے کمال شفقت فرماتے انتہائی محبت سے رکھتے تھے آپ کے بغیر کبھی دسترخوان نہ بچھاتے حضور ﷺ بے تکلفی سے اپنے دادا کی مسند پر بیٹھ جاتے اور کوئی نہ روکتا اگر کبھی کسی نے روکا تو فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ اپنے اندر خاص شرافت رکھتے ہیں اور فرماتے

عربوں میں کوئی بھی اس مرتبہ و مقام کو نہ پہنچ سکے گا بہت سے اہل قیافہ اور نجوم سے وابستہ لوگ جناب عبدالمطلب سے کہا کرتے اس بچے کی حفاظت زیادہ کرو کہ ان کے قدم مبارک سے وہ اثرات محسوس ہوتے ہیں جو مقام ابراہیم میں ہیں۔ ایک موقع پر حضرت عبدالمطلب یمن آئے تو وہاں آپ کو بشارت دی گئی کہ تیری نسل میں آخر الزماں نبی ہوگا جب آپ واپس ہوئے تو قریش میں شدید قحط سالی ہوئی اسوقت جناب عبدالمطلب غیبی اشارات سے حضور ﷺ کے ساتھ دعا فرمائی اور حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر بارش کی دعا مانگی جو فوراً قبول ہوئی جس سے قحط سالی ختم ہو گئی ایک موقع آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میرے اس بیٹے کی شان بڑی ہوگی آپ کو بلا کر اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے مستدرک حاکم میں کنذیر ابن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں دور جاہلیت میں حج کیلئے مکہ مکرمہ گیا دیکھا ایک شخص طواف میں مصروف ہے اور بڑی عاجزی سے یہ شعر پڑھ رہا ہے۔

مرد الی مراکبی محمد یا رب مدۃ واصطنع عندی یدا (1)

اے میرے اللہ میرے سوار محمد ﷺ کو واپس بھیج اور مجھ پر اپنا بہت بڑا کرم فرما۔

میں نے پوچھا یہ کون ہے اور کیا پڑھ رہا ہے لوگوں نے بتایا یہ مکہ کے سردار عبدالمطلب ہیں اس نے اپنے پوتے محمد کو گم شدہ اونٹوں کی تلاش کیلئے بھیجا ہے۔ اس لئے اس بچے کو جس کام کیلئے بھیجا وہ کر کے ہی آتا ہے۔ اور بہت کامیاب رہتا ہے اس مرتبہ اسے واپسی میں دیر ہو گئی اور یہ اس کا دادا اسکی پریشانی میں خدا سے اسکی واپسی مانگ رہا ہے عبدالمطلب اس شعر کو کثرت سے پڑھتے رہے اور سخت بے چین تھے چند لمحات ہی گزرے تھے کہ حضور ﷺ آ گئے اور اونٹ بھی ساتھ تھے۔ آپ نے انتہائی بے تابی کے ساتھ گلے لگا لیا اور فرمایا پوتے تمہاری دیر کی وجہ میں شدید پریشان رہا ہوں اب تمہیں تنہا نہیں بھیجوں گا۔

(1) ابوالفتح ، عیون الآثار ، ص 56/1

الصالحی ، سبل الہدی والرشاد ، ص 130/2

ابن سعد ، الطبقات الکبری ، ص 112/1

حافظ ذہبی نے بھی اس روایت کو شرط مسلم پر مانا ہے۔ حضور ﷺ دو سال تک اپنے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے زیر تربیت و کفالت رہے۔ جب آپ کی عمر مبارک ۸ سال تک پہنچی تو جد امجد نے بھی داغ مفارقت دیدیا۔ وفات کے وقت حضرت عبدالمطلب کی عمر مبارک ۶۷ سال تھی۔ (1)

سیرۃ النبوتہ کے مطابق انکی عمر مبارک ۱۴۰ سال یا ۱۱۰ سال تھی ام ایمن فرماتی ہیں۔ جب جناب عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو حضور ﷺ جنازہ کے پیچھے روتے جا رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۷۰ ج ۱)

ایک موقع پر حضور ﷺ سے پوچھا گیا۔ آپ کو اپنے دادا کے انتقال کی خبر یاد ہے تو فرمایا ہاں میں اس وقت ۸ سال کا تھا۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابوطالب کی کفالت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے جد امجد کے انتقال کے بعد حضور ﷺ سے پوچھا گیا آپ اپنے چچاؤں سے کس کے پاس رہنا پسند کرتے ہیں۔ تو آپ نے جناب ابوطالب کا نام ذکر فرمایا غالباً اس لئے کہ ابوطالب جناب عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔ اور آپ نے بھی اسی قرب کو ترجیح دی جناب ابوطالب بھی حضرت عبدالمطلب کی طرح حضور ﷺ پر خصوصی توجہ شفقت اور پیار رکھتے۔ جناب ابوطالب نے تو آپ کی مدح میں کئی اشعار بھی کہے۔

وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذوالعرش محمود و هذا محمد (3)

جناب ابوطالب کے عہد کفالت میں ایک مرتبہ شدید قحط سالی ہوئی۔ لوگ چیخ اٹھے اور بارش کی دعا کیلئے جناب ابوطالب کے ہاں حاضر ہوئے۔ جناب ابوطالب قریش کے ایک مجمع کے ساتھ حرم

(1) الذہبی، تاریخ الاسلام، ص 11/1

(2) الاصبہانی، دلائل النبوة، الرقم 101، ص 122/1

(3) البیہقی، دلائل النبوة، الرقم 67، ص 80/1

الاصبہانی، دلائل النبوة، الرقم 2، ص 5/1

محمد أشرف بن أمیر بن علی حیدر، أبو عبد الرحمن شرف الحق مصلی، العظیم آبادی (المتوفی 1329)

عون المعبود شرح سنن أبی داود و ابن ماجہ و سنن أبی داود و إصباح عللہ و مشکلاہ

<https://archive.org/details/@zohajhasanattari>

کعبہ میں آئے اور حضور ﷺ کو ساتھ لائے۔ آپ نے پشت مبارک دیوار کعبہ سے لگا دی آپ نے عجز و انکساری سے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی بادل کا کہیں نشان بھی نہ تھا۔ اشارہ کرتے ہی ہر طرف سے بادل آئے اور موسلا دھابارش ہوئی۔ یہاں تک کہ تمام ندی نالے بہہ گئے۔ اس موقع پر جناب ابوطالب نے حضور ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا۔ محمد بن اسحاق کا یہ شعر قریباً سبھی کتب تواریخ نے لکھا ہے۔

وابيض يستقي الغمام بوجهه شمال اليتمي عصمته للامامل (1)

اے حسن و جمال کے مالک کہ ان کے چہرے کی برکت سے خدا سے دعا مانگی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کا واماوی ہیں۔

اس کمال شفقت اور والہانہ عقیدت و محبت کے باوجود جمہور علماء و محققین کے نزدیک جناب ابوطالب دولت ایمانی سے محروم تھے جناب ابوطالب آپ کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔ عموماً آپ کو دیکھ کر فرمادیتے۔

انك لمبارك (2)

تو برکت والا ہے

آپ فرماتے ہیں عام بچے بیدار ہونیکے کے بعد سوت اور بکھرے ہوئے بالوں سے ہوتے ہیں مگر حضور ﷺ بیداری پر ہشاش بشاش ہوتے۔

بنی آزر سے ایک شخص نے قیافہ سے کہا اس بچے کی شان بہت بلند ہوگی۔ جناب ابوطالب کی مالی کمزوری کے باعث آپ کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ ۱۰ برس کی عمر میں بکریاں چراتے اور اجرت کے طور پر دودھ کا حصہ لیا کرتے۔ جو تمام افراد خانہ مل کر پیتے۔ فرانس کے ایک مورخ نے اسے غلط رنگ دیا کہ حضور ﷺ سے یہ کام جبراً لیا جاتا تھا۔ جو صریح جھوٹ ہے عربوں میں یہ معزز پیشہ تھا۔ عالم کی گلہ بانی کا آغاز تھا۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

(1) ابو ذرعه، تأريخ دمشق، ص 356/3

الشهرستاني، الملل والنحل، ص 201/1

أحمد بن القاسم بن خليفة بن يونس الخزرجي موفى الدين أبو العباس ابن أبي أصيبعة (المتوفى 668)

عيون الأنبياء في طبقات الأطباء، ص 463/1

Click For More Books

الاصمعي، والذليل والحق، ص 101-122/1 <https://archive.org/details/@zohrahasanah> (2)

بحیرہ راہب کا اعلان حق

حضور ﷺ کی عمر مبارک ۱۲ سال کو پہنچی تو جناب ابوطالب نے تجارت کی غرض سے قریش کے ساتھ ملک شام جائیکا فیصلہ کیا۔ قافلہ تیار ہوا تو حضور ﷺ کے چہر انور پر جناب ابوطالب نے اداسی افسردگی اور پریشانی کے آثار دیکھے تو آپ کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ قافلہ کی روانگی پر حضور ﷺ نے پریشانی کی حالت میں بچا کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر فرمایا۔

يَا عَدَّالِي مَنْ تَكْلَنِي لَا بَلِي وَلَا أَمَلِي (1)

مجھے کس کے سپرد کیے جا رہے ہیں یتیم ہوں تو آپ لے جانے پر تیار ہو گئے۔

جب یہ قافلہ بصرہ کے قریب پہنچا تو وہاں ایک عیسائی بحیرہ راہب نامی رہتا تھا جو عرصہ سے یہیں رہتا تھا۔ وہ تورانہ و انجیل کا ماہر تھا اسے نبی آخر الزماں کی علامات کا علم تھا۔ وہ محسوس کر چکا تھا کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کا وقت آچکا ہے۔ اس بنا پر وہ آنے والے قافلوں پر نظر رکھتا تھا۔ ممکن ہے اس نے یہ بھی کہیں پڑھا ہو۔ کہ اس رسول کا گزر بھی یہاں سے ہوگا۔ اسی بناء پر وہ یہ راستہ دیکھتا تھا۔ قریش کا یہ تجارتی قافلہ جناب ابوطالب کی قیادت میں سفر کر رہا تھا اور محبوب کریم علیہ السلام نے اس قافلہ کو اپنی شمولیت سے نوازا تھا۔ جونہی یہ قافلہ بحیرہ راہب کی عبادت گاہ کے قریب رکا تو اس نے حضور ﷺ کے چہر انور کو دیکھتے ہی یقین کر لیا۔ یہی وہ رسول ہے جس کا ذکر تورانہ و انجیل میں موجود ہے۔ وہ ایک ایک حضور ﷺ تک پہنچا اور ہاتھ پکڑ کر حق و صداقت کا اعلان اس طرح کیا۔

هذا سيد العالمين هذا رسول رب العالمين (2)

یہ ہے تمام جہانوں کا سردار یہ ہے رب کائنات کا رسول۔

(1) ابوذر عہد، تأریخ دمشق، باب ذکر قدوم رسول اللہ ﷺ، ص 10/3

(2) الترمذی، السنن، باب ما جاء في بدء نبوة النبي ﷺ، الرقم 3553، ص 68/12

الحاکم، المستدرک، الرقم 4195، ص 8/10

البیہقی، دلائل النبوة، الرقم 361، ص 406/1

اہل قافلہ نے حیرت کے ساتھ اس راہب سے پوچھا تھے کیسے پتہ چلا کہ یہ اللہ کا رسول ہے اور آخری نبی ہے۔ تو اس نے مندرجہ ذیل علامتیں بیان کیں۔

☆ راہب نے کہا میں نے دیکھا ہے اسے درختوں نے سجدہ کیا ہے۔

☆ میں ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کو پہچانتا ہوں۔

☆ راہب نے کہا تمام قافلہ والے اس درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے تھے۔ اور

سایہ باقی نہ رہا تھا۔ جب وہ آیا تو اس کیلئے درخت نے اپنا سایہ لمبا کر لیا تھا۔

☆ راہب نے کہا۔ دیکھو درخت کا سایہ کس طرح اسکی طرف مائل ہے۔ اور جھکا جا رہا ہے۔

اب راہب نے آپ سے کئی سوالات کئے۔

☆ راہب۔ تجھے لات وعزی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ آپ جواب دیں گے۔

☆ حضور ﷺ۔ مجھے لات وعزی کی بات مت کرو۔ مجھے ان سے نفرت ہے۔

اللہ واسطے پوچھتا ہوں جواب فرمائیں گے (راہب)

اب تمہارا جو سوال ہوگا وہ جواب دوں گا (حضور ﷺ)

اس نے حضور ﷺ سے آپ کی نیند اور بیداری کے متعلق سوالات پوچھے حضور ﷺ جواب

دیتے رہے۔

آخر میں اس نے پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کے بعد جناب ابوطالب سے کئی سوالات کئے۔

یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے۔ (راہب)

یہ میرا بیٹا ہے (ابوطالب)

نہیں یہ آپ کا بیٹا نہیں اور نہ ہی اس کا باپ موجود ہو سکتا ہے (راہب)

ہاں یہ میرا بھتیجا ہے۔ (ابوطالب)

ان کا والد کہاں ہے۔ (راہب)

فوت ہو گئے۔ جب یہ والدہ کے کطن میں ہی تھے (ابوطالب)

راہب نے کہا اب آپ صحیح صورت حال بیان کر رہے ہیں

Click for More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اگر یہود کو اس صورت حال سے آگاہی ہوگئی تو وہ نقصان پہنچائیں گے ہماری کتابوں میں یہی کچھ پایا جاتا ہے میں نے آپ کو صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے اور صراحت بتا دیا ہے کہ آپ رسول ہیں رحمۃ اللعالمین ہیں۔ (1)

اب آپ اسے روم کی طرف نہ لیجائیں رومیوں نے دیکھ لیا تو نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کریں گے۔

فائدہ

راہب کے سوالات حضور ﷺ کے جوابات سے یہ بات واضح نظر آ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ (جل مجدہ) نے حضور ﷺ کو بچپن سے ہی گناہوں سے دور رکھا معصوم بنایا اور دل میں برائی کی نفرت پیدا کر دی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1)

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 63/1

السہیلی، الروض الانف، ص 312/1

الطبری، التاریخ، ص 33/2

الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ص 382/1

الذہبی، تاریخ الاسلام، ص 11/1

ابو ذر عہ، تاریخ دمشق، ص 48

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رومیوں نے تعاقب کیا

اسی دوران جب بحیرہ باتیں کر رہا تھا تو آپ کی نظر اچانک سات رومیوں پر پڑی جو کسی کی تلاش میں پھر رہے تھے۔ راہب نے پوچھا تم کیسے پھر رہے ہو تو انہوں نے کہانی کی تلاش میں ہیں جس کا ذکر تو رات اور انجیل نے بیان کیا ہے وہ اس مہینہ میں سفر پر نکلنے والا ہے کہ کہیں مل جائے تو ہم اپنا کام کریں ان کی اس بدینتی پر بحیرہ نے کہا یہ بتاؤ اگر خدا اس کی حفاظت کرے تو تم کیا گاڑ سکتے ہو بحیرہ کی اس گفتگو سے وہ رومی متاثر ہو گئے اور انہوں نے تلاش کا ارادہ ختم کر دیا اور بحیرہ سے وعدہ کیا کہ اب ہم اس کے تعاقب میں نہیں چلیں گے جناب ابوطالب سے بحیرہ نے کہا کہ آپ اسے جلد واپس بھیج دیں چنانچہ آپ نے ابوبکر صدیق اور حضرت بلال کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ بھیج دیا راہب نے راستہ میں کھانے کیلئے روٹی اور زیتون کا تیل دیا۔

اگرچہ کچھ علماء نے بلال اور ابوبکر کے نہ ہونے کا ذکر کیا مگر جمہور محققین نے اس کی مخالفت کی ہے مدارج النبوت نے دونوں پہلو ذکر کیے ہیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ابن قیم اور علامہ شبلی کی لغزش

قاضی سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب رحمۃ اللعالمین ص ۴۵ ج ۱۱ ابن قیم کے حوالہ سے بحیرہ راہب کے واقعہ میں اس بات کو صریحاً غلط قرار دیا ہے کہ ابوطالب نے حضور ﷺ کو بحیرہ کے توجہ دلانے پر حضرت بلال اور حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ واپس بھیج دیا اس موقع پر ابن قیم کہتے ہیں اول تو بلال اور ابوبکر وہاں تھے ہی نہ اس مفروضہ پر ابن قیم نے کوئی دلیل نہیں دی کہ وہ اس وقت وہاں

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 312/1

الطبری، التأریخ، ص 33/2

الطبری، تأریخ الرسل والملوک، ص 382/1

الذہبی، تأریخ الاسلام، ص 11/1

قافلہ میں موجود نہ تھے اگر کہیں دلیل دی بھی ہے تو قاضی منصور پوری نے اسے نقل نہیں کیا اپنے دعوہ حق میں ابن قیم دوسری بات یہ لکھتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان دنوں موجود ہی نہ ہوں۔

ابن قیم کا ممکن کہنا ہی کچی بات ہے کہ امکان میں دونوں پہلو ہو سکتے ہیں حیرت ہے صرف اور صرف مفروضوں اور امکانی پہلوؤں کے ساتھ امام ترمذی کی روایت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے جبکہ امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسن ہے حاکم فرماتے ہیں یہ روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے امام بیہقی فرماتے ہیں یہ قصہ اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اس قصہ کے شواہد موجود ہیں جو اس کی صحت کا حکم کرتے ہیں۔ (1)

امام ترمذی اور ابن قیم کا کوئی مقابلہ نہیں حافظ عسقلانی اصحابہ میں فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں اور صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

۱۔ اس روایت میں عبدالرحمن بن غزوٰان کا بھی ذکر ہے جس کو حفاظ کی ایک جماعت نے ثقہ بتایا ہے حافظ سخاوی کا موقف ہے کہ عبدالرحمن پر کہیں کسی کی طرف سے جرح کا بیان نظر سے نہیں گزرا۔

مزید حیرت ہے اسی روایت کو علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی ص ۱۳۱ ج ۱ میں بیان کر کے تنقید کی ہے اور اسے ناقابل اعتبار قرار دیا ہے تنقید اس بنا پر کی ہے کہ اس حدیث کا ایک راوی عبدالرحمان بن غزوٰان ہے اسے بہت سے لوگوں نے اگرچہ ثقہ میں شمار کیا ہے۔ (2)

لیکن اکثر اہل فن نے بے اعتباری ظاہر کی ہے وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس حدیث کے آخری راوی ابو موسیٰ اشعری ہیں وہ شریک واقع نہیں تھے یہاں پر علامہ شبلی پھر ایک مرتبہ ایوان کسری میں زلزلہ کے وقوع پر تنقید کی طرح لغزش کا شکار ہو گئے اہل علم حضرات جانتے ہیں اگر صحابی ایسے واقعہ کی روایت بیان کرے جس میں وہ خود شریک نہ ہو تو وہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں صحابی کی مرسل کہلاتی ہے جو تمام محدثین کی نظر میں مقبول و معتمد ہے حدیث کے صحیح ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ صحابی تک تمام راوی ثقہ ہوں رہا موقع پر موجودگی کا مسئلہ تو اس صورت میں حضرت عائشہ صدیقہ اور کئی اصغر صحابہ کرام کی وہ روایات جن میں وہ شریک نہ تھے سب غیر معتبر ہوں گی نا معلوم علامہ شبلی ایک موقع پر ایک ضابطہ تسلیم

کرتے ہیں اور دوسری جگہ پر بھول کیوں جاتے ہیں علامہ شبلی کے اپنے ہی قلم سے ہماری تائید پڑھیے صحیح البخاری باب براء لوجی و کتاب التعمیر میں یہ روایت حضرت عائشہؓ سے مروی ہے لیکن حضرت عائشہ اس وقت تک غالباً پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں محدثین کی اصلاح میں ایسی روایت کو مرسل کہتے ہیں لیکن صحابہ مرسل محدثین کے نزدیک قابل حجت ہے کیونکہ آخر تک راوی بھی صحابہ ہونگے ہم نے ابن قیم اور علامہ شبلی پر مثبت انداز میں یہ گرفت کی ہے جو اپنا حق سمجھتے تھے تذلیل و تنقیص ہرگز مراد نہیں (1)

العیاذ باللہ

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

بحیرہ راہب اور عیسائیت

حضور (ﷺ) اور بحیرہ راہب کی ملاقات سے جس قدر مسلمانوں کو لگا و تھا عیسائی بھی کسی نہ کسی طرح کھینچا تانی سے اس واقعہ کو عیسائیت کی صداقت پر محمول کرتے ہیں۔ مسٹر ولیم اپنی کتاب معرکہ جنگ و مذہب میں لکھتے ہیں کہ بحیرہ راہب نے بصری کے گرجہ گھر میں محمد کو منطوری عقائد کی تعلیم دی۔

مسٹر ولیم نے نہایت ہی محنت سے یہ ثابت کیا ہے جو نفرت حضور ﷺ کو بت پرستی سے پیدا ہوئی ہے اور ایک جدید مذہب کا جو آپ نے خاکہ پیش کیا وہ سب اسی سفر اور اس کے تجربات و مشاہدات کے نتائج تھے اس سلسلہ میں مسٹر ولیم اور ہر وہ عیسائی جو یہ سمجھتا ہے کہ اسلام عیسائیت کا چرہ بہ ہے اور حضور ﷺ نے راہب عیسائی سے بہت کچھ حاصل کیا تو اس کے سامنے یہ چند باتیں رکھی جاسکتی ہیں۔

- ۱۔ کیا بارہ سال کا بچہ چند لحظات میں اتنا بڑا مذہبی ذخیرہ یاد رکھ سکتا ہے؟
- ۲۔ کیا کوئی استاد چند لحظات میں کسی نوعمر بچے کے ذہن میں اتنا عظیم ذخیرہ جمع کر سکتا ہے؟
- ۳۔ اگر اس بچے نے چند لحظات میں سب کچھ سیکھ لیا ہے تو وہ عام بچہ نہیں۔

- ۴۔ اگر اسلام بھجرا راہب کی تعلیم کا دوسرا نام ہے تو اس کے قبول سے انکار کیوں ہے؟
- ۵۔ اگر اسلام عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹے ہونے ان کے صلیب پر چڑھنے عقیدہ تثلیث کی تردید کرتا ہے تو عیسائیوں کو غصہ کیوں ہے یہ تو بھجرا راہب نے سکھایا تھا انکار کیوں ہے؟
- و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حرب فجار اور حفاظت الہیہ

اسلام سے قبل اور جاہلیت میں عربوں کے درمیان جنگ و جدل کا سلسلہ جاری تھا لڑنا مارنا گویا عربوں کی فطرت ثانوی بن چکا تھا جب حضور ﷺ کی عمر مبارک چودہ اور پندرہ سال کو پہنچی تو یہ جنگ جو حرب فجار کے نام سے مشہور تھی اسے حرب فجار اس لیے کہتے تھے کہ یہ ان مہینوں میں ہوتی جن میں جنگ لڑنا ناجائز تھا یہ جنگ قریش اور قبیلہ قیس کے درمیان واقع ہوئی پہلے مرحلہ میں قیس قریش پر سبقت لپکے اور انہیں شکست دینے میں کامیاب ہوئے آخری لمحات میں قریش قیس پر چڑھ گئے۔

بالآخر صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا حضور ﷺ بھی اس جنگ میں بعض چچاؤں کے اصرار پر شریک ہوئے مگر قتال نہیں کیا آپ کی شمولیت محض اصرار پر اور قومی خاندانی عزت کے باعث تھی۔

ورنہ حضور ﷺ کا اس لڑائی میں قتل و غارت کے کسی مرحلہ میں قطعی ثبوت نہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مرحلہ پر حفاظت فرماتا رہا۔ یہ بھی یاد رہے کہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے بریں بنا حضور ﷺ نے شرکت فرمائی مگر کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

امام سہیلی نے روض الانف میں وضاحت فرمائی ہے۔

وانما لم یقاتل رسول اللہ مع اعمامہ فی الفجاء موقد بلغ سن القتال (1)

حضور ﷺ نے اپنے چچاؤں کے ساتھ مل کر قتال نہیں فرمایا حالانکہ آپ جوان تھے۔

آپ کا شامل ہو کر کسی کو قتل نہ کرنا غارت سے محفوظ رہنا یہ قدرت کی طرف سے انکی عصمت کا تحفظ ہے جیسے بچپن کے کئی کاموں میں دکھائی دیتا ہے بارگاہ قدس کی طرف سے عصمت و تحفظ کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔

پہلی مثال

حضور ﷺ فرماتے ہیں جب کبھی میں کسی ایسے کام کا ارادہ کرتا جو میری شان کے لائق نہ ہوتا تو قدرت ہی مجھے اس سے بچاتی فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بچوں کے ساتھ مصروف کھیل تھا بچے ایک جگہ سے پتھر اٹھا اٹھا کر دوسری جگہ لیجا رہے تھے میں نے بھی اپنا تہبند اتار کر کندھے پر رکھ لیا اور پتھر لیجانے لگا اچانک ایک غیبی آواز نے مجھے چونکا دیا کہ تہبند باندھو میں نے فوراً تہبند باندھ لیا حالانکہ تمام بچوں نے اپنی چادریں اتاری ہوئی تھی (سیرۃ ابن ہشام ص ۱۹۷ ج ۱) اسی طرح قدرتی تحفظ کا ایک واقعہ اور ملتا ہے۔ (1)

دوسری مثال

ام ایمن فرماتی ہیں کہ دور جاہلیت میں یوانہ کے مقام پر ایک بت تھا جسکی پرستش کیلئے لوگ جاتے اور وہاں جشن مناتے ایک موقع پر ابوطالب اپنی قوم کے ساتھ جانے لگے تو حضور ﷺ سے جانے کا اصرار کیا مگر آپ نے صاف صاف انکار کر دیا دراصل آپ کا یہ انکار حفاظت الہیہ تھی اس طرح حفاظت الہیہ کا ایک اور واقعہ بھی ملتا ہے جو حضور ﷺ کی طہارت پاکیزگی عفت حفاظت اور عصمت کو نمایاں کرتا ہے۔ (2)

تیسری مثال

حضور ﷺ فرماتے ہیں میں جن دنوں بچپن میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور مکہ مکرمہ سے باہر ہی رات گزار کرتی تھی تو ایک رات میں مکہ مکرمہ میں آیا اپنی بکریاں دوسرے ساتھی کے ذمے لگائیں جب میں مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچا تو گانے بجانے کی آواز سنائی دی۔ میں نے پوچھا کیا معاملہ ہے جواب ملا کسی کی شادی ہے اور یہ گانا بجانا وہاں ہے دوستوں کے اصرار پر جب ہم وہاں پہنچے تو فوراً مجھ پر

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 312/1

ابن ہشام، السیرۃ، ص 183/1

(2) الصالح، سبل الہدی والرشاد، ص 149/2
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نیند کا غلبہ ہو گیا ساری رات سویا رہا جب سورج چمکا تو میں اٹھا اور واپس آیا ساتھیوں نے رات کا معاملہ سننا چاہا تو میں نے جو معاملہ گزرا تھا سارا سنا دیا یہاں بھی آپ کی عصمت و حفاظت کا پہلو نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ اس جنگ کو حرب فجار اس لئے کہا جاتا ہے کہ جنگ دونوں گروپوں نے ان مہینوں میں لڑی جن میں جنگ لڑنا قبل از اسلام حرام سمجھا جاتا تھا عزت و حرمت کے ۳ مہینے یہ ہیں۔

ذی قعد۔ ذی الحج اور محرم الحرام ان میں جنگ لڑنا اس لئے ممنوع تھی کہ حج پر آئے ہوئے قافلے امن کے ساتھ حج پر آئیں اور واپس جائیں چوتھا مہینہ رجب کا تھا یہ عمرہ کیلئے خاص کر دیا گیا تھا اس میں بھی حرم شریف آنے والے کو امن کی ضمانت دی گئی تھی ظہور اسلام پر بھی امن کے اس اصول کو ان مہینوں کے احترام کو حسب سابق رکھا گیا اور مسلمانوں پر حرام قرار دیا گیا کہ وہ ان مہینوں میں جنگ کریں دشمن کے دفاع کی اجازت دیدی گئی اس جنگ میں حضور ﷺ نے ہتھیار نہیں اٹھائے آپ کے ہاتھ سے نہ کوئی مرا اور نہ زخمی ہوا حضور ﷺ اس جنگ میں اپنے کردار کو خود اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

كنت انبل على اعمامى هو كان درعا واقيته لاعمامه (1)

میں اپنے چچاؤں سے تیروں کو روکا کرتا تھا گویا حضور ﷺ اس جنگ میں اپنے چچاؤں کا دفاع فرماتے رہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

حلف الفضول

یہ ایک معاہدہ کا نام ہے جو دیکھیں ظلم زیادتی اور قتل و غارت کے خلاف فضل بن فضالہ فضل بن وداعہ اور فضل بن حارث نے مرتب کیا تھا انہیں کے نام حلف الفضول کے عنوان سے مشہور ہوا عرب کے ایک شاعر زبیر نامی نے اپنے بعض اشعار میں بھی اس کا ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

ان الفضول تحالفوا و تعاقدا
ان لا یقیم بطن مکہ ظالم (1)
فضل بن حارث فضل بن فضالہ اور فضل بن وداعہ سب نے اس پر حلف لیا کہ مکہ مکرمہ میں کوئی ظالم نہیں رہ سکے گا۔

امر علیہ تعاهدوا و تواقوا
فالجاسرو المعتر فیہم سآلم (1)
اس فیصلے پر ہم سب نے اتفاق کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں پڑوسی اور باہر سے آنے والا ہر محفوظ ہے۔
زبیر نے دوسرا شعر یہ کہا ہے۔

(الف)۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس معاہدہ کے وقت عبد اللہ بن جدعان کے ہاں موجود تھا یہ معاہدہ اتنا حسین ہے اگر اس معاہدہ کے بدل میں مجھے قیمتی سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو کبھی بھی پسند نہ کرتا اگر اب بھی کبھی مجھے اس قسم کے معاہدہ میں بلایا گیا تو میں ضرور شرکت کروں گا حضور ﷺ فرماتے ہیں کبھی کبھی گرمی کے موسم میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر کے کسی حصہ میں کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔ عبد اللہ بن جدعان سیدہ عائشہ کے پچازاد بھائی تھے ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور عبد اللہ بن جدعان بہت اچھا آدمی تھا مہمان نواز تھا لوگوں پر شفیق تھا غریبوں کی مدد کرتا تھا اس کے یہ کام اسے قیامت کے دن نفع دیں گے۔ فرمایا انہیں کہ اس نے یہ نہیں کہا

مر ب اغفر لی خطی یتی یوم الدین (2)

اے اللہ میری خطاؤں کو قیامت کے دن معاف کرنا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

معادہ کا پس منظر

اس معادہ کا پس منظر یہ ہے اسلام سے قبل دور جاہلیت میں لوٹ کھسوٹ قتل و غارت کو معمولی شغل سمجھ کر کیا جاتا تھا باقاعدہ زندگی بسر کرنے کیلئے قواعد و ضوابط نظم و ضبط کا خاصہ فقدان تھا ایک قتل کے بدلہ میں کئی قتل کر کے جی نہیں بھرتا تھا قتل برائے قتل کا تصور تھا کسی مظلوم سے ہمدردی برائے نام بھی نہ تھی اسی دور میں یمن کا ایک تاجر مکہ شریف آیا مکہ کے ایک باسی عاص بن وائل نے اس سے سامان خریدا مگر قیمت دینے سے انکار کر دیا اس مظلوم نے عاص بن وائل کے دوستوں سے امداد چاہی کہ ان کے ذریعہ کام ہو جائے عاص بن وائل کے دوستوں نے امداد کی تو عاص بن وائل نے ڈانٹ پلا دی یمن کا یہ تاجر زبیدی پریشان ہو کر حرم کعبہ میں آیا یہاں پر قریش موجود تھے اس نے وہاں قریش کو فریاد کی اور کہا اے گروہ قریش مجھ مظلوم کی فریاد سنو جس کا مال و متاع سب کچھ حرم کعبہ میں ظلماً لوٹ لیا گیا وہ پردہ سی ہے اپنے ساتھیوں سے دور ہے اس نے اپنی فریاد کے ساتھ یہ شعر بھی کہا۔

ومحرم اشعت لم يقض عمرته بالرجال وبين الحجر والحطيم (1)

اس نے احرام باندھا ہوا ہے اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں ابھی عمرہ نہیں کیا مکہ کے امیروں نے اس شخص پر حطیم اور حجر اسود کے درمیان ظلم کیا ہے

اس یمنی باشندہ زبیدی کے عربی اشعار جن میں استغاثہ تھا اس قدر درناک تھے کہ حرم انور میں موجود قریش کے دل تھرا گئے انہوں نے اس شخص کی فریاد سنی اور چونک اٹھے کہ حرم کعبہ میں ایسا ظلم ان حاضرین میں زبیر بن عبدالمطلب بھی تھے جو اپنے پر قبضہ نہ رکھ سکے اور بے خودی کے عالم یہ اعلان کیا مالہذہ متروک اس نے کہا تیرے سنگین مسئلہ کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا چنانچہ عبد اللہ بن جدعان کے گھر پر اجتماع ہوا اور یہ معادہ ہوا۔

معادہ عربی زبان میں تھا جس کا عربی ترجمہ حلب یونیورسٹی کے پروفیسر محمد التوحفی نے کیا۔

لیکنون یداً واجدة مع المظلوم علی الظالم حتی یودی الیہ حقہ

بحر صوفتہ مادام حراء و شبیر مکانہما و علی الناس فی المعاش (1)

(1) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 154/2

السہیلی، الروض الانف، ص 241/1

Click For More Books

ابن کثیر، السیرۃ، ص 259/1
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہم سب اکٹھے ہو کر ظالم کے خلاف لڑیں گے اور مظلوم کی مدد کریں گے اور ہماری یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک مظلوم کو اس کا حق نہ ملیگا اور ہم اس فیصلہ کے اس حد تک پابند رہے گے جب تک سمندر اون کو تر کرتا ہے اور جب تک حراء اور ثمیر قائم ہیں کاروبار میں ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

ایک وزیر کے تاثرات

حلف الفضول کے سلسلہ میں رومانہ کے ایک وزیر کونستنس نے سیرت پر لکھی ہوئی اپنی ایک کتاب نظرہ جدیدہ ص ۲ میں اس معاہدہ کو بیان کرتے ہوئے نہایت ہی حسین اور دلچسپ واقعہ ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ حج کے دنوں میں جنوبی علاقہ کا ایک شخص نبی بن حجاج مکہ مکرمہ حاضر ہوا وہاں پر اسکی بچی کو اغواء کر لیا گیا وہ بیچارہ کمزور تھا اس نے سوچا کہ اپنے خاندان کے لوگوں کو بتاؤں اور مدد چاہوں مگر نہ کر سکا کہ ایک غریب قبیلہ کئی سردار قبیلوں کا مقابلہ کیسے کریگا اس کی اس پریشانی کی خبر حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ نے قریش کے نوجوانوں کو اکٹھا کر کے اس مظلوم تاجر کی حمایت کا فیصلہ کیا چنانچہ نوجوانوں کے ایک گروہ نے حرم کعبہ میں حاضر ہو کر اس طرح معاہدہ کیا جسکی عربی تحریر درج ذیل ہے۔

نقسم ان نحمی المظلوم حتی يستعید حقہ من الظالم و نقسم ان

لا یكون لنا هدف معین من وراء هذا العمل - ولا یهمننا ان یكون المظلوم

فقیراً و غنیاً (1)

ہم حلف اٹھاتے ہیں مظلوم کی مدد کریں گے یہاں تک کہ وہ ظالم سے اپنا حق واپس لیں اور ہم قسم اٹھاتے ہیں اس حلف سے ہمارا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ مظلوم غریب یا غنی جب انہوں نے حلف اٹھایا تو حضور ﷺ ان کے ساتھ تھے پھر انہوں نے جبراسود کو زم زم کے پانی سے دھویا اور دھوون کو پیا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ ہم اپنی قسم پر پکے ہیں حلف برداری کی تقریب کی بعد حضور ﷺ ان نوجوان ساتھیوں کے ساتھ اس ظالم تاجر کے گھر گئے اور زوردار مطالبہ کیا

کہ وہ بچی کو واپس کر دے ظالم تاجر نے مزید ایک رات مہلت مانگی مگر نو جوانوں نے اس کی درخواست کو ٹھکرا دیا اب یہ ظالم بچی واپس کرنے پر مجبور ہو گیا اور بادل نخواستہ بچی واپس کر دی۔ اس ضمن میں ایک اور روایت بھی ملتی ہے کہ ایک پردیسی تاجر سے ابو جہل نے مال خریدا اور رقم دینے سے انکار کر دیا یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ خود بنفس نفیس ابو جہل کے گھر گئے اور اس مظلوم تاجر کی رقم اسے واپس دلائی اس قسم کے متعدد واقعات سے حلف الفضول کے معاہدہ کو فروغ ملا مظلوموں کی حوصلہ افزائی ہوئی ظالموں کو ظلم سے قبل سوچنا پڑتا کہ اسکا انجام کیا ہوگا کونستانس نے مزید لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے عمل نے لوگوں کو کھوئے ہوئے حقوق واپس دلادیے صاحب کتاب مزید لکھتا ہے کہ حلف الفضول کے معاہدہ میں تو حضور ﷺ نے سرگرم حصہ لیا اور آپ نے ایک مسلح دستہ تیار کر لیا۔

فائدہ

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کو بچپن سے ہی مظلوموں کی ہمدردی مسکینوں اور غریبوں کی دلجوئی کا احساس تھا رفاہی کاموں کو دلچسپی سے انجام دیتے تھے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی قوم کی مشرکانہ رسوم سے نفرت کے باوجود انکی خوشی غمی میں اپنا کردار انجام دیتے اور معاشرہ کو سنوارنے کے لئے ہر لمحہ پریشان رہتے اور اصلاح کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

باب ہفتم جوانی کی طرف ایک قدم

شغل تجارت کا انتخاب

عرب کے سنگلاخ خطہ اور خشک صحراء میں زندگی گزارنے کے بہت مختصر راستے دکھائی دیتے تھے اونٹوں کی نگہداشت بکریوں کی گلہ بانی چھوٹے موٹے باغوں کی کانٹ چھانٹ ہلکا پھلکا سازمیندار ہ یا پھر تجارت اہل مکہ تجارت سے شغف رکھتے تھے دور دراز علاقوں سے یمن کے راستہ سامان عرب میں بھی پہنچ جاتا وہاں سے تاجر سامان لے کر شہروں تک بھیج دیتے حضور سید عالم ﷺ نے اپنے شغل کے طور پر تجارت کا انتخاب فرمایا داود ابن الحصین جنہیں یحییٰ بن معین اور نسائی نے ثقہ بتایا ہے امام بخاری نے بھی ان سے روایت کی ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ جب اپنی بھر جوانی کو پہنچے تو آپ اپنے دور میں سب سے زیادہ بااخلاق سب سے زیادہ عمگسار سب سے زیادہ ہمسایوں کی خبر گیری کرنے والے اور سب سے زیادہ بردبار سب سے زیادہ سچے اور امانتدار تھے لڑائی جھگڑا اور فتنہ سے دور تھے ہر بری بات سے دور تھے ہر اچھائی میں سبقت کا جذبہ تھا انہیں اصول و ضوابط کے پیش نظر لوگ آپ کو الامین کہتے تھے (1)

حضور ﷺ کے شغل تجارت کا ذکر قیس بن سائب مخزومی اس طرح فرماتے ہیں۔

کان خیر شریک لایساری ولا یساری (2)

آپ بہترین شریک تجارت تھے نہ جھگڑتے تھے نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے۔

اسی طرح آپ کے شغل تجارت کی عمدگی کو عبد اللہ بن سائب بیان فرماتے ہیں کہ میں دور جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کا شریک تجارت تھا جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا مجھے لے جاتے ہو میں نے عرض کی کیوں نہیں آپ تو

کنت شریکی فعم الشریک لایساری ولا یساری (3)

آپ تو بہترین شریک تجارت ہیں اور بہت اچھے ساتھی ہیں نہ کسی بات کو ٹالتے تھے نہ کبھی جھگڑا فرماتے تھے۔

(1) السیوطی، الخصائص الكبرى، ص 154/1

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 17/3

(3) عبد الوہاب، زاد البعاد، ص 154/1
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دوران تجارت آپ کے مخلص وفادار مختی بے ضرر اور امین و دیانت دار ساتھی ہونے کا ذکر ایک موقع پر عبد اللہ بن ابی الحساء نے اس طرح بیان کیا ہے ایک بار میں نے حضور ﷺ سے عرض کی آپ یہاں ٹھہریں میں آپ کی فلاں شی ابھی لے کر واپس آتا ہوں عبد اللہ فرماتے ہیں میں اتفاق سے گھر میں جا کر حضور ﷺ سے کیا ہوا وعدہ بھول گیا تین دن بعد یاد آیا کہ میں نے آپ سے واپسی کا وعدہ کر کے آیا تھا میں شرم کے ساتھ فوراً مقام وعدہ پر پہنچا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ عین اسی جگہ تشریف فرما ہیں مجھے صرف اتنا فرمایا کہ میں تین دن سے یہاں انتظار کر رہا ہوں۔ (1)

عبد اللہ بن ابی الحساء کا یہ واقعہ بھی اعلان نبوت سے قبل شراکت تجارت کا ہی ہے۔

فائدہ

عبد اللہ بن سائب قیس بن سائب عبد اللہ بن ابی الحسائی کے واقعات سے ظاہر ہے کاروباری شراکت میں اگر کوئی مشرک کافر ساتھی بن جائے تو کاروبار میں شرعاً نقص نہیں ہے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

خدیجۃ الکبریٰ سے اشتراک عمل

حضرت خدیجہ الکبریٰ جو اپنے دور کی صاحب حیثیت تاجرہ تھیں اخلاص و اخلاق کا مجسمہ تھیں قبل از اسلام بھی انہیں انکی عادات کریمہ کے پیش نظر طاہرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا مکہ مکرمہ کے تمام تاجروں سے زیادہ مشغل تجارت حضرت خدیجہ الکبریٰ ہی کا تھا حضور کے چچا ابوطالب کو پتہ چلا کہ خدیجہ الکبریٰ کا تجارتی قافلہ سامان لیکر شام جانے والا ہے چونکہ آپ کی مالی حالت اتنی بہتر نہ تھی آپ نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ خدیجۃ الکبریٰ کے ہاں جا کر اپنی خدمات پیش کریں اگر وہ مان جائیں تو میں آپ کو بھی ان کے قافلہ کے ساتھ شام روانہ کر دوں کہ اقتصادی حالت بہتر ہو جائے اگرچہ میں آپ کو شام بھیجنے سے متفق نہیں کہ وہاں یہود کا خطرہ ہے حضور ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا کہ میں سائل بن کر خدیجہ کے ہاں جانا پسند نہیں کرتا وہ مجھے خود ہی بلا لیں اس پر آپ کے چچا نے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(1)

کہا۔

انی اخاف ان تولی غیرک (1)

مجھے ڈر ہے وہ کسی اور کو مقرر کر لیں گی

تو پھر پریشانی ہوگی حضور ﷺ خاموش ہو گئے چچا بھتیجا کی یہ گفتگو کسی طرح خدیجہ الکبریٰ تک پہنچی تو آپ نے فوراً پیغام بھیج کر حضور ﷺ کو بلوایا اور کہا کہ اگر آپ میری پیش کش قبول کر لیں تو مجھے خوشی ہوگی میں جتنا معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں اس سے دو گنا آپ کو دوں گی۔

حضور ﷺ نے یہ سارا ماجرا اپنے چچا ابوطالب کو سنایا اور رائے لی آپ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا یہ رزق اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بھیجا ہے معاملہ طے ہو گیا قافلہ تیار ہوا تو حضرت خدیجہ الکبریٰ نے حضور ﷺ کے ساتھ اپنے غلام میسرہ کو بھیجا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی فرمایا

لا تعصل له امرًا (1)

اس کی نافرمانی مت کرنا

ولا تخالف له مریاً (1)

اور اس کی مخالف بھی مت کرنا معلوم ہوتا ہے

حضرت خدیجہ الکبریٰ نے میسرہ کو جو بھیجا ہے تو نگرانی کیلئے نہیں بلکہ حضور ﷺ کی غلامی کیلئے ہے ۱۵ یا ۱۶ ذی الحجہ کو یہ تجارتی قافلہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا اہل خانہ نے الوداع کیا خاتم النبیین کے مولف شیخ ابو محمد زہرہ علیہ الرحمۃ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

فصلت العیر و فیہا خیر خلق اللہ تعالیٰ (2)

ایسا قافلہ چلا جس میں وہ ذات والا صفات تھی جو ساری کائنات سے افضل والی تھی۔

تکلیفوہا عنایتہ سبحانہ و تعالیٰ (2)

اب قدرت کا لطف و کرم اس کی حفاظت فرما رہا ہے کئی دنوں کے بعد یہ قافلہ شام کے مشہور

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 70/1

الصالحی، سبیل الہدیٰ، ص 158/2

(2) <https://archive.org/details/@zohrabhasanlatari>

مقام بصری میں پہنچ گیا وہاں ایک راہب کے عبادت خانہ کے نزدیک ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا حضور ﷺ نے اس سے قبل بھی ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کی معیت میں بھی قیام فرمایا تھا اس وقت یہاں پر ایک راہب سے ملاقات ہوئی جس کا نام بھیرا تھا گذشتہ صفحات میں اس کی تفصیل گزر گئی ہے اس راہب کا نام نسطورا تھا حضور ﷺ کی عمر مبارک اس پہلے سفر میں ۱۲ برس تھی اس مرتبہ ۲۵ برس تھی اس مرتبہ بھیرا راہب سے ملاقات نہ ہو سکی ہو سکتا ہے وہ کہیں غیر حاضر ہو یا فوت ہو گیا ہو اور اس کی نیابت میں نسطورا کام کر رہا ہو۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

نسطورا راہب کی شہادت

شام کے اس دوسرے تجارتی سفر میں قافلہ نے جب بصری کے راہب نسطورا کے عبادت گاہ کے قریب قیام کیا نسطورا کی ملاقات میسرہ سے ہوئی تو گفتگو اس طرح ہوئی۔
یہ نوجوان کون ہے جو درخت کے سایہ میں تشریف فرما ہے (نسطورا)
مکہ مکرمہ کا ایک قریشی نوجوان ہے (میسرہ نے جواب دیا)
راہب نے حضور ﷺ کی زیارت کی اور قریب ہو کر سر مبارک اور قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور اس طرح شہادت دی۔

امنت بك واشهد انك الذي ذكره الله تعالى في التوراة فلما مرأني الخاتم

قبله وقال انشهد انك مرسل لله النبي الامي بشربك عيسى (1)

میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور گواہی دیتا ہوں آپ وہی رسول ہیں جن کا ذکر توراة نے کیا پھر اس نے شانوں کے درمیان مہر نبوت کی زیارت کی اور اسے چوما اور پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبی امی ہیں جنکی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور نسطورا نے یہ الفاظ بھی استعمال کیے

هو نبی و آخر الانبیاء (1)

یہ وہی نبی ہیں اور آخر الانبیاء ہیں۔

راہب کا یہ ایمان افروز واقعہ دیکھ کر اور حق گوئی سن کر میسرہ حیران رہ گیا پھر میسرہ اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھ چکا تھا کہ دھوپ میں حضور ﷺ پر بادل سایہ کیا کرتا تھا مکہ مکرمہ سے لایا گیا سارا سامان تجارت یہاں شام میں بہتر قیمت پر فروخت ہوا اور یہاں سے مکہ مکرمہ کیلئے سامان خریدا گیا میسرہ نے اس سفر میں ایک اور منظر بھی ملاحظہ کیا ایک گاہک سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا اس نے حضور ﷺ سے کہا آپ لات وعزی کی قسم اٹھائیں میں مان جاؤں گا حضور ﷺ نے فرمایا میں جھوٹے خداؤں کو نہیں مانتا نہ ہی قسم اٹھاتا ہوں آپ کے اس ارشاد سے وہ گاہک مطمئن ہو گیا اور کہا بس اب کسی شے کی ضرورت نہیں رہی شام کے اس سفر میں توقع سے زیادہ نفع ملا تجارت کی یہ کامیاب صورت حضور ﷺ کی محنت دیانت شرافت اور اخلاص کا نتیجہ تھا واپسی پر جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو حضور ﷺ نے میسرہ سے فرمایا کہ جاؤ خدیجہ کو کامیاب سفر کی اطلاع دو حضرت خدیجہ الکبریٰ قافلہ کی اطلاع پا کر اپنے مکان پر چڑھ کر واپسی کا منظر دیکھ رہی تھیں حضرت خدیجہؓ نے دیکھا کہ حضور ﷺ پر سخت دھوپ میں فرشتے سایہ کئے ہوئے ہیں میسرہ نے تفصیل سے آپ کی امانت و دیانت پر تبصرہ کیا جس سے حضرت خدیجہؓ مزید گرویدہ ہوئیں میسرہ نے راہب نسطورا کی ملاقات اس کی فریفتگی اور ایمان لانے کا اعلان بھی سنایا خدیجہ الکبریٰ کو جتنا نفع اس مرتبہ ملا پہلے کبھی نہ ملا تھا اسی سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہ الکبریٰ نے آپ کو طے شدہ معاوضہ سے بہت زیادہ پیش کیا (1)

میسرہ نے اس سارے سفر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ مناظر تو بہت دیکھے مگر بحیرہ راہب اور نسطورا راہب کی طرح حضور ﷺ کی تصدیق کے سلسلہ میں کوئی روایت نہیں ملتی حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کسی صحیح حدیث سے میسرہ کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے حالات و واقعات پر گہری نظر کے بعد فیصلہ کر لیا کہ اگر اس قریشی نوجوان کے ساتھ ازدواجی تعلقات وابستہ ہو جائیں تو خدیجہؓ خوش قسمت ہوگی۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 70/1

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 159/2

ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 130/1

اصول تجارت

چونکہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کو شام کے اس تجارتی پروگرام میں سب سے زیادہ فائدہ ملا اور وہ فائدہ حضور ﷺ کے اخلاق دیانت امانت اور تجارتی قواعد و ضوابط اپنانے کا نتیجہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر تجارت کے بارہ میں کچھ ذکر کیا جائے کہ اگر کوئی تاجر دوست اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تو اسے اپنے پیشہ کے بارہ میں بھی معلومات مل جائیں۔

☆ پیشہ تجارت۔ اس پیشہ کو شرف حاصل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور حضور ﷺ نے اس کا انتخاب کر کے اسے مزید عروج بخشا سیدنا داؤد علیہ السلام نے زرہ سازی میں دلچسپی لی ہے ان کی یومیہ آمدن چھ ہزار روپے تھی دو ہزار اپنی ضرورت کیلئے اور باقی چار ہزار فقراء مساکین پر خرچ کرتے تاجر کی عظمت حضور ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتی ہے۔

التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين (1)

(سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نیوں صدیقوں اور شہیدوں کیساتھ ہوگا۔ حضرت ابراہیم ادھم فرماتے ہیں میرے نزدیک سچا تاجر عابد و زاہد پر فضیلت رکھتا ہے (2)

تاجر کو عابد پر اس لئے فضیلت ہے کہ تاجر ہر لمحہ شیطان سے جنگ لڑتا رہتا ہے شیطان اسے ناپ تول میں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور تاجر خدا سے ڈر کر اس کی مخالفت کرتا ہے اور ہتھیار نہیں ڈالتا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص سے پوچھا تیرا پیشہ کیا ہے اس نے کہا عبادت کرنا۔ آپ نے فرمایا تیری ضروریات کا کفیل کون ہے اس نے کہاں فلاں شخص ہے تو آپ نے فرمایا وہ تجھ سے زیادہ عابد و زاہد ہے۔ (3)

(1) الترمذی، السنن، باب ما جاء في التجار و تسمية النبي ﷺ، الرقم 1130، ص 471/4

الحاکم، المستدرک، الرقم 2102، ص 244/5

الطبری، تهذيب الآثار، باب في التاجر الصدوق الأمين، الرقم 1344، ص 29/5

الدارمی، السنن، باب في التاجر الصدوق الأمين، الرقم 2554، ص 41/8

الدارمی، القطنی، السنن، الرقم 2850، ص 98/7

(2) الغزالی، احیاء علوم الدین، ص 422/1

Click For More Books

(3) الغزالی، احیاء علوم الدین، ص 422/1

<https://archive.org/details/1190-zohar-ibrahim-hayat>

سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں مجھے مرنے کیلئے وہ مقام زیادہ پسند ہے جہاں اپنے بال بچوں کیلئے خرید و فروخت کر سکوں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تجارت کے اسلامی ضابطے

☆ تجارت میں دھوکہ دہی سے بچا جائے سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم میں یہ مرض تھا آپ نے بارہا سمجھایا مگر قوم باز نہ آئی تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے آگ برسا کر قوم تباہ کر دی حضور سید عالم ﷺ نے ملاوٹ کرنیوالے کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دیا ہے حضور ﷺ ایک موقع پر غلہ کے ڈھیر سے گزرے اور غلہ کے اندر نمی محسوس فرمائی فوراً تاجر کو مخاطب کر کے فرمایا

من غشی فلیس منا (2)

دھوکہ دینے والا، ہم سے نہیں۔

☆ گاہک کو اپنے مال کی صحیح صورت حال سے آگاہ کر دیا جائے اور مال کے نقص پر آگاہ نہ کرنا دھوکہ دہی ہے حضرت جریر ابن عبد اللہؓ کچھ بیچتے تو گاہک کو اس کی خوبی یا خرابی سے آگاہ فرما دیا کرتے کسی نے کہہ دیا حضرت ایسی تجارت سے فائدہ کیسے ہوگا فرمایا ہم حضور ﷺ سے عہد کر چکے ہیں کہ مسلمان کی خیر خواہی ملحوظ رکھی جائیگی۔

(1) الغزالی، احیاء علوم الدین، ص 410/1

(2) الترمذی، السنن، باب ما جاء فی کراهیة الغش فی البیوع، الرقم 1236، ص 143/5

ابوداؤد، السنن، باب النہی عن الغش، الرقم 2995، ص 313/9

ابن ماجہ، السنن، باب النہی عن الغش، الرقم 2215، ص 476/6

الاحمد، المسند، الرقم 6991، ص 32/15

الطبرانی، المعجم الكبير، الرقم 17969، ص 70/16

النووی، الشرح علی المسلم، ص 43/1

محمد اشرف بن امیر بن علی حیدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصدیقی، العظیم

آبادی (المتوفی: 1329)، عون المعبود شرح سنن أبي داود، موعده حاشیة ابن القيم :

تہذیب سنن أبي داود و إضاح علیہ و مشکلاۃ، الرقم 2995، ص 443/7

حضرت واٹھ بن اسقع نے تین سو درہم میں اونٹ بیچ دیا خریدار چلا گیا پھر اسے واپس بلا کر پوچھا تو نے یہ اونٹ سواری کیلئے خریدا ہے یا گوشت بیچنے کیلئے اس نے کہا سواری کیلئے آپ نے اسے ایک سو درہم واپس کر دیا اور فرمایا کہ اونٹ ذرا چلنے میں لنگڑا ہے گوشت کے لحاظ سے ٹھیک ہے۔ عہد کی پابندی کی جائے۔ وعدہ خلافی بری عادت ہے۔

حضور ﷺ نے منافق کی چار نشانیاں بتائی ہیں۔ جب بولے تو جھوٹ بولے۔ امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ وعدہ کرے تو خلاف کرے۔ جھگڑا کرے تو لغو بکے۔ (1)

حضور ﷺ بحیثیت تاجر دیانت و متانت شرافت امانت عہد کا بہترین نمونہ تھے۔

☆ لین دین ناپ تول غرضیکہ ہر موقع پر عدل سے کام لیا جائے پر امن زندگی گزارنے کیلئے عدل اتنا ہی ضروری ہے جتنا لباس خوراک وغیرہ ضروریات زندگی ہیں قرآن مقدس نے فرمایا

ناپ تول میں کمی کر نیوالوں کیلئے تباہی ہے۔ (2)

تجارت میں عدل کے عنوان کو حضور ﷺ نے اس طرح فرمایا

تول کرو مگر پلڑا قدرے جھکا ہو (3)

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب علامة المنافق، الرقم 33، ص 59/1
المسلم، الجامع الصحیح، باب بیان خصال المنافق، الرقم 88، ص 190/1
ابن بطہ، الابانة الكبرى، باب اربع من کن فیہ۔۔۔ الرقم 902، ص 424/2
البيهقي، شعب الايمان، باب اربع من کن فیہ۔۔۔ الرقم 4182، ص 381/9
ابوعوانه، المستخرج، الرقم 30، ص 34/1

عبد بن حمید، المسند، باب اربع من کن فیہ۔۔۔ الرقم 324، ص 360/1
ابن حبان، الصحیح، باب ما جاء فی الشریک والنفاق، الرقم 254، ص 497/1

(2) المطففين 83 : 01

(3) ابو داؤد، السنن، باب فی الرجحان فی الوزن، الرقم 2898، ص 170/9
الترمذی، السنن، باب ما جاء فی الرجحان، الرقم 1226، ص 125/5
النسائي، السنن، باب فی الرجحان فی الوزن، الرقم 4515، ص 157/14
ابن ماجه، السنن، باب فی الرجحان فی الوزن، الرقم 2211، ص 470/6

Click For More Books
<https://archive.org/details/@gofaibhasanattari>

مال کی بے جا تعریف کر کے گاہک کو پھنسانا اسلامی اصولوں کے منافی ہے اسلامی تجارت کی روح یہ ہے کہ کسی کو نقصان نہ ہو اور بے جا تعریف کر کے مال بیچنے میں گاہک کا نقصان ہے۔ یہ بھی دھوکہ دہی کی ایک قسم ہے۔

☆ تاجر کو چاہیے کہ ذخیرہ اندوزی سے بچے حضور ﷺ نے اسکی شدید مذمت فرمائی ہے کہ عوام اشیاء ضرورت کو ترس رہے ہوں اور تاجر مہنگائی کا انتظار کرے حضور ﷺ نے ایسے تاجر کے متعلق فرمایا کہ اس نے ذخیرہ اندوزی کر کے اپنا تعلق خدا سے توڑ ڈالا۔ دوسری جگہ فرمایا ذخیرہ اندوزی اتنا بڑا گناہ ہے کہ صدقہ خیرات بھی کفارہ نہیں بن سکتے۔

اچھی تجارت کیلئے ایک ضابطہ ہے نفع کم بکری زیادہ سیدنا علی المرتضیٰ فرمایا کرتے تھے (لوگو تھوڑا منافع رو نہ کرو زیادہ بکری کا باعث بنتا ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن عوف سے پوچھا گیا آپ کی مالی حالت اچھی کیسے ہوئی فرمایا میں تھوڑے منافع کو رو نہیں کرتا فرمایا میں نے ایک دن ایک ہزار اونٹ اصل قیمت پر بھی بیچ دیے ہزار رسیوں کے علاوہ کچھ نہ بچا رسی ایک درہم کی بک گئی اس طرح ہزار درہم نفع ہو گیا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ علیہ پانچ روپے فی سینکڑہ سے زیادہ نفع نہ لیتے تھے اس طرح نفع کم بکری زیادہ کا اصول اپناتے تھے۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

سیدہ خدیجہ الکبریٰ سے نکاح

حضرت خدیجہ الکبریٰ نے حضور ﷺ کے کمالات دیانت شرافت نسطور کی شہادت کی خبر جب میسرہ سے سنی تو آپ نے حضور ﷺ سے نکاح کا فیصلہ کر لیا اس سلسلہ میں حضرت خدیجہ الکبریٰ نے ورقہ بن نوفل سے رابطہ کیا اور میسرہ کے بیان کردہ سارے واقعات نسطور کی شہادت کی تفصیلات بتائیں تو ورقہ بن نوفل نے فوراً کہا خدیجہ اگر یہ سارے معاملات درست ہیں تو پھر یقین کر لو کہ محمد ﷺ اس امت کے آخری نبی ہیں مجھے اچھی طرح پتہ ہے اس امت میں نبی ہونیوالا ہے جس کا زمانہ منتظر ہے اور یہ بھی جان لیں اس نبی کے ظہور کا زمانہ بھی قریب آ گیا ہے۔ (1)

اس اطمینان کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ نے حضور ﷺ کی رائے معلوم کرنے کیلئے اپنی دوست رفیقہ نفیسہ کو منتخب کیا کہ وہ معلوم کریں حضور ﷺ بھی راضی ہیں نفیسہ کہتی ہیں حضرت خدیجہ نے یہ کام میرے ذمے لگایا اور میں حضور ﷺ کے ہاں حاضر ہوئی اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے جواب فرمایا معاشی حالات اجازت نہیں دیتے اخراجات کی گنجائش نہیں نفیسہ نے کہا اخراجات کی آپ پرواہ نہ کریں وہ میرے ذمہ ہیں شام سے واپسی پر قریباً پونے تین ماہ بعد حضرت خدیجہ کی طرف نکاح کی تحریک ہوئی۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ کی طرف سے جب یہ پیشکش انتہائی خلوص وارفگی محبت اور عقیدت سے ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے اپنے چچا کے مشورے سے قبول فرمایا گو یہ صورت حال اور تقریب نسبت تھی اور جانبین کے ذمہ دار افراد نے فیصلہ سے نکاح کی تاریخ طے کر دی لیکن حضرت خدیجہ الکبریٰ کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل بنے اور حضور ﷺ کی طرف سے آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے ذمہ دار وارث اور مہر وکیل کی خدمات انجام دیں جناب ابوطالب نے اس موقع پر ایک شاندار فصیح خطبہ پڑھا جو مختلف کتب میں قدرے مختلف الفاظ کیساتھ ملتا ہے۔

امّا بعد فان محمد لا یوازن به فنی من قریش الا مرجح به شرفاً ونبلاً و
عقلاً و ان کان فی المال قل فانه ظل زائل وعامر به مسترجعه وله فی
خدیجہ بنت خویلد مرغبه ولها فیہ مثل ذالک (2)

محمد وہ شخصیت ہیں کہ قریش میں کوئی بھی شخص علم فضل رفعت فضیلت میں ان کا ہم پلہ نہیں وہ سبھی پر بھاری ہیں اگرچہ مالی لحاظ سے کمزور ہیں مگر مال زائل ہونے والی شے ہے اور ایک عارضی ہے جو واپس کی جانے والی ہے یہ محمد خدیجہ بنت خویلد کی طرف مائل ہیں، جناب ابوطالب کے خطبہ مکمل ہو جانے پر ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے یہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے چچا زاد بھائی ہیں اور آپ نے جناب ابوطالب کے جواب میں ایک فصیح بلیغ خطبہ پڑھا خلاصہ دونوں خطبات کا ملتا جلتا ہے کچھ اضافہ یہ ہے تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے جس نے ہمیں بے پناہ عزتوں سے نوازا ہے جنہیں آپ نے شمار کیا اللہ کا فضل ہم پر ہے کہ ہم عرب کے سردار ہیں یہی صفات تم میں بھی پائی جاتی ہیں ہم آپ سے رشتہ داری کے تعلقات مضبوط کرنا چاہتے ہیں اے خاندان قریش تم گواہ رہ جاؤ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد ابن عبد اللہ سے کر دیا ہے ورقہ بن نوفل کے خطاب کی بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ کے چچا عمر نے بھی حصہ لیا اور یہ الفاظ کہے

اشھدوا انی قد انکحت محمد ابن عبد اللہ خدیجہ بنت خویلد وشھد

على ذالك صناديد قریش (1)

اے قبائل قریش گواہ رہنا میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللہ سے کر دیا ہے چنانچہ قریش اس تقریب میں گواہ مقرر ہوئے اس تقریب نکاح میں حضرت خدیجہ کے والد خویلد کی جگہ ان کے چچا عمر نے اعلان کیا کہ انکے والد حرب فجار سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے روضۃ الاحباب میں منقول ہے سیدہ خدیجہؓ نے اپنی باندیوں کو حکم دیا کہ اس نکاح کی خوشی میں دف بجا کر مسرت کا اظہار کریں اور حضور سے عرض کی کہ اپنے چچا سے فرمائیں اونٹ ذبح کر کے کھانا کھلائیں جناب ابوطالب اس شادی پر بے حد خوش ہوئے

برملا کہا الحمد لله الذي اذهب عنا الكرب مرفع عنا الهموم (1)
شکر ہے اس ذات کا جس نے ہم سے دکھ ٹال دیے اور غم اٹھالیے۔

بعض مفسرین کرام نے آیہ کریمہ

ووجدك عائلاً غافئاً (2)

کی تفسیر کی ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو خدیجہؓ کے مال سے غنی کر دیا جس روایت میں یہ بات

ملتی ہے کہ خویلید دوران نکاح بیمار و مدہوش تھے بریں بنا حاضر نہیں ہوئے تھے اس روایت کو امام ابن جریر طبری نے نقل تو کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی لکھ دیا ہے واقعی اسے غلط کہتے ہیں طبری نے اس صورت حال کو اس طرح بیان کیا ہے۔

وان عسھا عمر بن اسد زوجها رسول اللہ ﷺ و اباهامات قبل حرب الفجاء (1)

حضرت خدیجہ کے چچا نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کیا تھا ان کے والد تو حرب بن جار سے بھی پہلے فوت ہو گئے تھے پھر طبری کے علاوہ اسی بات کی امام ابو زہرہ نے بھی اپنی کتاب 'خاتم النبیین' میں تردید کی ہے کہ نکاح حضرت خدیجہ کے والد خویلید نے کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ خویلید تو حرب بن جار سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔

ابن اسحاق کی اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بوقت نکاح خویلید موجود تھے مگر ناراض تھے امام طبری کی روایت صحیح سند کیساتھ موجود ہے اس سند میں محمد بن جبیر ام المؤمنین سیدہ عائشہ ابن عباس کے اسمائے گرامی موجود ہیں جو اس روایت کی اہمیت کی زبردست سند ہیں علامہ ابن کثیر نے اسیرۃ النبویہ میں یہ تشریح بھی کر دی ہے کہ ابن اسحاق نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا ہے اور اپنی سیرت کے آخر میں صاف لکھ دیا ہے کہ حضرت خدیجہ کا نکاح عمر نے پڑھایا۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ کے کطن اطہر سے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہوئیں سیدہ فاطمہ الزہرا سیدہ رقیہ سیدہ زینب سیدہ ام کلثوم اور تین صاحبزادے حضرت قاسم انہیں کے اسم پاک نسبت سے حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہوئی دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہ ہوئے جو طیب و طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم تھے جو حضرت ماریہ قبطیہ کے کطن سے پیدا ہوئے یہ بھی بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ اس نکاح کے وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی جبکہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی عمر مبارک چالیس برس تھی سیرت ابن ہشام میں ہے کہ بیس اونٹ مہر مقرر ہوا تھا ابولہبشہر دلائی کہتے ہیں کہ مہر کی مقدار ساڑھے بارہ اوقیہ تھی ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے کل مہر پانچ سو درہم تھا۔ (2)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) الطبری، التاریخ، ص 36/2

ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ص 251/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 232/1

الطبری، التاریخ، ص 36/2

زید بن حارثہ کی محبت

زید بن حارثہ کا تفصیلی واقعہ کتب سیرتہ میں موجود ہے اسد الغابہ میں اس طرح ہے کہ آپ اپنی والدہ سعدی کے ساتھ بچپن میں نکال آئے تھے تو وہاں سے بنی قین قبیلہ کے ڈاکوؤں نے انہیں اغواء کر کے عکاظ کے بازار میں حکیم بن حزام کو چار سو درہم کے بدلہ بیچ دیا حکیم بن حزام نے یہ بچہ (زید بن حارثہ) اپنی پھوپھی خدیجہ الکبریٰ کو بطور تحفہ پیش کر دیا جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں آئیں تو آپ نے زید بن حارثہ کو بطور تحفہ حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے تحفہ قبول فرماتے ہی زید بن حارثہ کو آزاد فرما دیا۔ اب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں گھر کے ایک فرد کی حیثیت سے رہتے تھے اور ادھر زید کے والد اپنے بیٹے کے بارے میں پریشان تھے۔ سیرت ابن ہشام نے حارثہ کی پریشانی کی کیفیت میں اس کے عربی اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں بیٹے سے پیار اور محبت و جذبات پائے جاتے ہیں۔

حیاتی اوتاتی علی منیتی وکل امری فان وان غره الامل (1)
مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے میں اسکی طرف سفر جاری رکھوں گا یہاں تک کہ میری موت آجائے ہر شخص فانی ہے اگرچہ امید اسے دھوکے میں رکھے۔

بکیت علی زید ولم ادر ما فعل احیی فیو جی امر اتی دونہ الاجل (1)
میں اسکے فراق میں روتا رہتا ہوں مجھے پتہ نہیں وہ زندہ ہے تاکہ واپسی کی امید ہو یا مر چکا ہے اتفاق سے بنی کلب کے افراد مکہ شریف آئے تو حضرت زید نے دیکھ کر پہچان لیا انہوں نے بھی پہچان لیا اور بتایا کہ تیرا باپ حارثہ تیرے فراق میں جاں بلب ہے حضرت زید نے کہا کہ میری طرف

(1) ابن ہشام، السیرۃ، ص 247/1

السہیلی، الروض الانف، ص 427/1

ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 41/3

ابو ذر عہ، تلمیذ دمشق، ص 347/19

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 395/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 295/1

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے میرے باپ کو کہنا کہ میرا جی چاہتا ہے قوم کو ملوں مگر اللہ کے فضل سے میں ایک بہتر خاندان میں زندگی گزار رہا ہوں یہ لوگ کریم النفس میں رئیس ہیں قافلے نے یہ پیغام حضرت زید کے باپ حارثہ کو پہنچایا تو حارثہ اپنے بھائی کعب کو لیکر مکہ آئے اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے بیٹے کو آزاد کر دیں آپ تو کریم ہیں شفیق ہیں۔ ہم بیٹے سے اداس ہیں حضور ﷺ نے فرمایا زید کو بلاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں اگر وہ یہاں رہے تو تم واپس چلے جانا حضرت زید کو بلایا گیا اور پوچھا گیا انہوں نے جواب دیا میں یہیں رہوں گا والد نے کہا ہوش کرو ہمیں چھوڑ رہے ہو حضرت زید نے کہا اب پوری زندگی انہیں کے قدموں پر نثار کروں گا میں انہیں چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اندازہ کریں اعلان نبوت سے پہلے کا یہ انداز یہ پیار یہ محبت کہ زید نے والدین کو چھوڑ دیا ہے حضور ﷺ کو نہیں۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

تعمیر کعبہ میں شمولیت

جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال کو پہنچی ان دنوں قریش نے تعمیر کعبہ کا اہتمام کیا زمانہ گزر جانے کے باعث تعمیر بوسیدہ ہو چکی تھی نشیب میں ہونیکی وجہ سے پانی اندر چلا جاتا تھا حضور ﷺ کے والد گرامی کے ماموں ابو وہب بن عمر خزومی نے قریش سے کہا کہ تعمیر بیت اللہ میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حرام کا پیہ خراج نہ ہو اللہ تعالیٰ خود پاک ہے پاک کو پسند کرتا ہے۔ (2)

(1) عبد الوہاب، زاد المعاد، فصل من السابقین الی الاسلام، ص 17/3

ابن سعد، الطبقات الكبرى، ص 42/3

ابو ذر عہ، تآمریخ دمشق، ص 348/19

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 395/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 395/1

(2) المسلم، الجامع الصحیح، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب، الرقم 1686، ص 192/5

الترمذی، السنن، ومن سورة البقرة، الرقم 2915، ص 249/10

البيهقي، شعب الايمان، باب فطيم الطيب، الرقم 5497، ص 225/12

الدراهم، اسان، باب فطيم الطيب، الرقم 5497، ص 225/12

تعمیر بیت اللہ شریف کے سلسلہ میں تقسیم کا کچھ اس طرح ہوئی دروازہ کی سمت کی تعمیر عبد مناف کے حصہ میں حجر اسود اور رکن یمانی بنی مخزوم کے حصہ میں بیت اللہ شریف کی پشت بنی سلیم کے حصہ میں حطیم بنی عبدالدار کے حصہ میں آئی یہ طریقہ اس لئے طے کیا گیا کہ کوئی قبیلہ تعمیر بیت اللہ کی سعادت سے محروم نہ رہے۔

انہیں دنوں جدہ بندرگاہ پر ایک تجارتی جہاز تباہ ہو گیا ولید بن مغیرہ فوراً وہاں گئے کہ اس سے پھٹے لکڑیاں خرید لی جائیں اور تعمیر کعبہ میں کام دیں گی۔ وہیں پر ان کی ملاقات باقوم نامی انجینئر تعمیرات سے ہوئی اسے بھی ساتھ لے آئے اور اس کی نگرانی میں کام شروع ہو گیا قریش کیساتھ حضور ﷺ بھی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ (1)

یاد رہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ ہو چکی ہے پہلی مرتبہ یہ تعمیر سیدنا آدم علیہ السلام نے کی جیسے نبی شریف نے عبد اللہ بن عمر بن عاص سے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ تعمیر کعبہ کریں جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو پھر حکم ہوا اب طواف کرو تم پہلے انسان ہو اور یہ پہلا گھر۔ (2)

پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تعمیر کعبہ کریں کہ طوفان نوحی کے باعث تعمیر شکستہ ہو گئی تھی تو از سر نو بنیادیں اٹھائیں جسے قرآن مقدس نے فرمایا۔

واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت و اسماعیل (3)

جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے یہاں بنیادیں اٹھانے کا ذکر ہے نہ کہ کھودنے کا۔ معلوم ہوتا ہے بیت اللہ شریف کا ہونا پہلے سے ہے یہ تعمیر جس میں حضور ﷺ

(1) الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 169/2

ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 145/1

ابن الجوزی، المنتظم، ص 236/1

الذہبی، تأریخ الاسلام، ص 14/1

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 77/1

السہیلی، الروض الانف، ص 335/1

(3) البقرہ، 127/2
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhussain>

۳۵ برس کی عمر میں حصہ لے رہے ہیں یہ تیسری بار ہے نئی تعمیر استوار کرنے کیلئے پہلی تعمیر کا انہدام بھی ضروری تھا اب کعبہ کی بوسیدہ دیواریں گرانے کیلئے کسی کی ہمت نہ ہوئی بالآخر ولید بن مغیرہ نے یہ کہتے ہوئے گرانے شروع کر دیا

اللهم لا تردنا الا لخير (1)

اے اللہ! ہم بہتری کے سوا کچھ نہیں چاہتے لوگ ولید کی بربادی کا تصور کیے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اگر ولید بچ گیا تو ہم بھی ساتھ دیں گے ورنہ بیت اللہ کو اپنی حالت پر استوار کرینگے جب لوگوں نے ولید کو ہر طرح محفوظ پایا تو اس تعمیر میں شریک ہوئے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ایک قریشی نے ان بنیادوں کو اکھاڑنا چاہا تو زبردست دھماکہ ہوا جس کے ڈر سے سب وہیں رک گئے اور انہیں بنیادوں پر کام شروع کر دیا گیا اور اس طرح تعمیر کعبہ مکمل ہو گئی۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

فضائل کعبہ شریف

پوری کائنات میں سب سے پہلا گھر ہونے کا شرف بیت اللہ کو حاصل ہے پوری انسانیت کا مرکز ہے برکت والا ہے تمام جہانوں کیلئے ہدایت ہے کعبہ شریف امن کی جگہ ہے قرآن مقدس نے فرمایا

واذجعلنا البيت مثابة للناس وامناً (2)

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کیلئے مرجع اور امن کی جگہ بنایا کعبہ شریف سے بقاء عالم ہے ارشاد ہوتا ہے
جعل الله الكعبة البيت الحرام قياماً للناس (3)

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 278/1

السہیلی، الروض الانف، ص 335/1

ابن ہشام، السیرۃ، ص 195/1

Click For More Books

البقرة 125:02

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو احترام کی جگہ اور لوگوں کے قائم رہنے کا سبب بنایا
یوں تو ساری کائنات کے اندر ہی نشانات قدرت پائے جاتے ہیں اور ہر شی اسکی ذات
بابرکات پر دلالت کرتی ہے مگر بیت اللہ شریف کے اندر علامات کا ہونا مخصوص ہے ارشاد ہوتا ہے

فیه آیات بینت مقام ابراہیم (1)

عظمت بیت اللہ شریف کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔

ان للہ تعالیٰ فی کل یوم ولیلہ مائتہ وعشرین رحمۃ ستمون للطائفین

وامر بعودن للمصلین وعشرون للناظرین (2)

اللہ جل مجدہ کی طرف سے بیت اللہ شریف پر روزانہ ۱۲۰ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ساتھ
طواف کرنے والوں کیلئے چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس کعبہ شریف کو دیکھنے والوں کیلئے۔

☆ بیت اللہ شریف کی عظمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سیدنا خلیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ
کے وقت پانچ پہاڑوں سے پتھر جمع کیے اور تعمیر فرمائی۔

طورزیتا، طور سینا، الجوری، لبنان، حراء ایک روایت میں ہے جبل ابی قیس درقان جبل احد (3)
☆ یہ حدیث بھی کعبہ شریف کی عظمت کی دلیل ہے ابن عباسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

من دخل البیت دخل فی حسنة وخرج من سینة (4)

جو بیت اللہ کے اندر داخل ہوا وہ نیکیوں میں داخل ہوا اور گناہ سے نکل گیا سیدنا حسن بصری
فرماتے ہیں وہ خدا کی رحمتوں میں داخل ہوا وہ خدا کی امان میں داخل ہوا۔

(1) آل عمران 97: 03

(2) ابو ذر عہ، تأریخ دمشق، ص 389/34

الفاکھی، اخبار مکتہ، الرقم 519، ص 120/2

الفاکھی، اخبار مکتہ، الرقم 521، ص 122/2

الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 11313، ص 396/9

الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم 6496، ص 74/14

(3) ابو ذر عہ، تأریخ دمشق، ص 348/2

(4) الصالحی، سبل الہدی والرشاد، ص 171/1

Click For More Books

الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 11328، ص 402/9
<https://archive.org/details/@zohabhasanattari>

☆ عظمت کعبہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کعبہ شریف آدم علیہ السلام سے ۲ ہزار برس پہلے کا ہے۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں آدم علیہ السلام حج کیلئے آئے تو فرشتوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور عرض کی اے آدم ہم دو ہزار سال سے اس گھر کا طواف کر رہے ہیں آدم علیہ السلام نے پوچھا طواف میں کوئی دعا پڑھتے رہے تو فرشتوں نے عرض کی۔

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر (1)

نوح علیہ السلام کی کشتی نے بھی اسی گھر کا طواف کیا اس روایت کو حاکم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے عظمت کعبہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ زیارت کعبہ سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ کعبہ کی زیارت سے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور قیامت میں امن کی زیادت ہے۔

☆ کعبہ شریف کی زیارت سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ اخبار مکہ کے مؤلف علامہ ازرقی نے نقل کیا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے ملتزم کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی جس میں اپنی کمزوری عجز اور ایمان کے بارہ میں عرض کی اس پر بارگاہ قدس سے جواب ملا اے آدم تو نے ایسی دعا کی ہے۔ جسے مسترد کرنا میری رحمت سے بعید ہے۔ میں تیری اولاد کی بھی دعا قبول کروں گا اسے غنی کر دوں گا۔ دعا یہ ہے۔

اللهم انك تعلم سرى و علانيتى فاقبل معذرتى و تعلم فى نفسى وما عندى و اغفر لى ذنوبى و تعلم حاجتى فاعطنى سنولى اللهم انى استملك ايماناً يباشر قلبى و يقيناً صادقاً حتى اعلم انه لا يصيبنى الا ما كتبت لى و الرضا بها قنيت على (2)

اس گھر کی عظمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے عثمان بن یسار فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی فرشتہ کو زمین پر بھیجتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ وہ احرام اور تلبیہ ساتھ لے جائیں۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

(1) الصالحى، سبيل الهدى والرشاد، ص 208/1

(2) ابوذرعه، تأريخ دمشق، ص 428/7

حجر اسود نصب کرنے پر اختلاف

تعمیر کعبہ شریف مکمل ہو جانے پر جہاں ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی وہاں ایک مشکل مرحلہ بھی آ گیا وہ یہ تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کیا جائے تو شدید اختلاف پیدا ہو گیا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھے کون ہر شخص یہ سعادت چاہتا تھا ہر قبیلہ اس اعزاز کا متمنی تھا۔ تلواریں کھینچ لی گئیں۔ حالات بگڑ گئے لوگ جنگ و جدال اور قتل و غارت پر تیار ہو گئے۔ قریباً ایک مہینہ تک حالات خراب رہے اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو قریش کے معمر شخص ابو مخزومی نے قریش کو یہ تجویز دی۔

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشِ اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ فِيهَا تَخْتَلَفُونَ فِيهِ اَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ مِنْ

بَابِ هَذَا الْمَسْجِدِ يَقْضِي بَيْنَكُمْ فِيهِ (1)

اے گروہ قریش تمہارے اندر جو اختلاف رونما ہو گیا ہے اس کے حل کے لئے اس شخص کو حاکم بنا لو جو کل صبح سب سے پہلے اس مسجد کے دروازے سے داخل ہو سبھی نے اس پر اتفاق کیا۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے داخل ہونے والے حضور ﷺ تھے۔ سبھی نے بے ساختہ کہا

هَذَا مُحَمَّدٌ الْاَمِينُ مَرْضِيْنَا هَذَا مُحَمَّدٌ (1)

یہ تو محمد امین ہیں۔ ہم ان کے حکم نبھانے پر راضی ہیں

حضور ﷺ سے سارا قصہ بتایا گیا۔ آپ نے ان کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے حکم دیا ایک چادر لے آؤ۔ وہ چادر لے آئے۔ آپ نے اس لائی گئی چادر کو زمین پر بچھا دیا اور اپنے ہاتھ مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اس چادر میں رکھ دیا۔ ہر قبیلہ کے سردار کو بلایا اور فرمایا۔ سبھی لوگ اس چادر کو

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 75/1

ابن کثیر، السیرة، ص 280/1

الصالحی، سبل الہدی والرشاد، 171/2

السہیلی، الروض الانف، ص 345/1

ابن ہشام، السیرة، ص 197/1

الطبری، التأریخ، ص 41/2

ابن الجوزی، المنتظم، 235/1

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اوپر اٹھاؤ۔ چنانچہ سبھی نے چادر پکڑی اور حجر اسود کو اس کی جگہ کے قریب تک لے گئے وہاں پھر محبوب پاک ﷺ نے حجر اسود شریف کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور اس کی پہلی جگہ پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ کی اس حکیمانہ تدبیر سے قتل و غارت رک گئی۔ ہنگامے دم توڑ گئے۔ عداوتوں کی آگ بجھ گئی۔ دشمنی دوستی میں بدل گئی۔ اب تعمیر کعبہ کا بقیہ کام جو قتل کا شکار تھا۔ پھر از سر نو شروع ہو گیا۔ حجر اسود کے واقعہ پر ہونے والے اس واقعہ کا ذکر ہبیرہ بن وہب نے بھی اپنے ایک قصیدہ میں اس طرح کیا ہے۔

مرضینا و قلنا لعدل اول طالع یجنی من البطحا من غیر موعدا (1)

ہم اس پر راضی ہو گئے جو شخص کل صبح پہلے آئے گا وہی عدل کرے گا۔

قنا جانا هذا لامین محمد قلنا مرضینا بالامین محمد (1)

اچانک محمد ﷺ نامی امین آ گیا ہم نے کہا ہم سب راضی ہیں اس امین کے ساتھ اس محمد ﷺ

کے ساتھ۔

لخیبر قریش کلھا امس شبیۃ وفي الیوم مع ما یحدث اللہ فی غد (1)

وہ اپنے شہر کے طفیل کل بھی اور آج کے دن بھی تمام قریش سے بہتر ہیں

اور آئندہ اللہ تعالیٰ جو کرم کرے گا۔ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

فجاء لم یروی الناس مثله اعم و امرضی فی العواقب و البداء (1)

انہوں نے اس مشکل مرحلہ کا حل ایسا نکالا جس کی مثال آج تک لوگوں سے نہیں دیکھی۔ ان

کا فیض عام تھا۔ جس کی ابتداء اور نتیجہ دونوں دلوں کو خوش کرنے والے تھے۔

تلك ید منه علینا عظیمۃ یروح لها هذا الزماں و یغتدی (1)

آپ کا ہم پر یہ عظیم احسان ہے جو آج کل ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

و کل مرضینا فعلہ وصنیعہ فاعظم من مرأها و مہتدی (1)

ہم سارے کے سارے اس کے حکیمانہ فعل پر راضی ہو گئے اس عظیم ہادی مہدی کی رائے کتنی

عظیم الشان تھی۔

حجر اسود ایک نظر میں

حجر اسود کعبہ شریف کے ایک کونہ میں نصب ہے اسی کونے سے ہی طواف شروع ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے چوما ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حجر اسود میں جانتا ہوں تو پتھر ہے۔ نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی نہ چومتا۔ (1)

ابن عباس فرماتے ہیں حجر اسود جنت سے اتارا گیا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ یہ آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی اتارا گیا تھا (2)

سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں حجر اسود اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے جس کے ساتھ اپنی مخلوق سے مصافحہ فرماتا ہے۔ مسلمان اس کے پاس جو بھی سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ نوازتا رہتا ہے

حجر اسود شریف کعبہ شریف سے دیر تک الگ بھی رہا ہے۔

حرم کعبہ میں قرامطہ کی خوزیز تباہی میں یہ واقعہ پیش آیا۔ ابوطاہر قرامطی نے ابوحلاج سے کہا وہ حجر اسود کو دیوار کعبہ سے نکال دے۔ چنانچہ اس نے ۱۸۳۱ھ ذی الحجہ کو پتھر نکالا اور مقام ہجر لے گیا۔ ۲۲ سال تک یہ مبارک پتھر وہاں رہا۔ فاطمی خلیفہ منصور بن مالک نے اسے لکھا کہ پتھر واپس کر دے۔ مگر وہ نہ مانا۔ پھر اسے پچاس ہزار روپیہ کی پیش کش کی۔ پھر بھی نہ مانا۔ ابوطاہر بیمار ہو گیا۔ جسم خراب ہوا۔ اس کی موت پر یہ قرامطی طبقہ ناکام ہو گیا۔ ۳۳۹ھ میں حسین قرامطی اس پتھر کو واپس لایا اور امیر مکہ ابو جعفر کو پیش کیا۔ حسن بن مرزوق نے اس پتھر کو اس جگہ پر لگا دیا۔ (3)

(1) البخاری، الجامع الصحیح، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، الرقم 1494، ص 15/6

البخاری، الجامع الصحیح، باب الرمل فی الحج والعمرة، الرقم 1502، ص 30/6

المسلم، الجامع الصحیح، باب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف، الرقم 2230، ص 360/6

ابن ماجہ، السنن، باب استلام الحجر، الرقم 2934، ص 12/9

الحاکم، المستدرک، یوتی یوم القیامة حجر الاسود، الرقم 1635، ص 227/4

الازمرقی، اخبار مکة، باب والله انی لاعلم انک حجر لاتضر ولا تنفع، الرقم 391، ص 471/1

البیہقی، شعب الایمان، الرقم 3877، ص 67/9

(2) الازمرقی، اخبار مکة، نزل آدم علیہ السلام من الجنة، الرقم 414، ص 494/1

الفاکھی، اخبار مکة، باب مهبط آدم علیہ السلام بالهند، الرقم 18، ص 20/1

قرامطہ کی اس سازش سے پہلے بھی کئی سازشیں ہوئیں مگر قرامطہ کی یہ سازش عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانے میں ہوئی ان کے عقائد انتہائی غلط تھے۔ یہ لوگ بظاہر تو مسلمان کہلاتے مگر مسلمانوں کا خون حلال جانتے تھے۔ حضرت محمد بن حنفیہ کو اپنا امام مانتے۔ ان کا عقیدہ تھا امام محمد بن حنفیہ ابن علی رضوی پہاڑ میں چھپے ہوئے ہیں۔ دوبارہ جلوہ گر ہوں گے۔ ان کا قائد ابوطاہر قرامطی تھا۔ اس نے ایک مرتبہ حج کے راستے مسدود کیے، بے شمار قتل و غارت کا ارتکاب کیا۔ ۳۱۷ء کے آخر میں ان کی قوت بڑھ گئی تھی۔ ۸ ذی الحجہ کو جب لوگ مصروف عبادت تھے۔ اس نے مسلح حملہ کر کے ۳۰ ہزار سے زائد لوگوں کو شہید کیا۔ صرف مطاف کے اندر ایک ہزار سات سو حاجی شہید ہوئے۔ (1)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

عظمت کعبہ شریف

☆ عظمت کعبہ کے سلسلہ میں بہت سے دلائل ہیں جن میں سے چند ایک عرض کیے گئے ہیں۔ وہب بن معبہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تو مکہ مکرمہ کی جانب چلنے کا حکم دیا۔ آپ جہاں قدم رکھتے سبزہ اگ جاتا تھا۔ آدم علیہ السلام روتے تو فرشتے غم میں شریک ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے سکون کے لئے جنت سے خیمہ بھیجا جسے عین کعبہ کی جگہ نصب کیا گیا جو آدم علیہ السلام کے سکون کا باعث بنا۔ (2)

☆ حرم کعبہ کی عظمت میں یہ روایت بھی ملتی ہے۔

لا تزال هذه الامه بخير ما عظموا هذه الحرمه حق تعظيها فاذا ضيعوا

ذلك هلكوا (3)

میری امت اس وقت تک خیر و برکت سے رہے گی جب تک حرم کعبہ کا احترام کرتی رہے

(1) علم الاعلام ، ص 108

(2) الزمرقي، اخبار مكة ، باب لما تاب علي آدم عليه السلام ، الرقم 11، ص 16/1

الزمرقي، اخبار مكة ، باب آدم عليه السلام اشتد بكاءه ، الرقم 21، ص 26/1

ابن الضياء، تأريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام ، ص 4/1

(3) ابن ماجه ، السنن ، باب فضل مكة ، الرقم 3101، ص 255/9
<https://archive.org/details/@zonahhasanattari>

گی۔ جب احترام کرنا چھوڑ دے گی تو برباد ہوگی۔

☆ حضور ﷺ نے حرم مکہ کے خطہ کو اپنا محبوب خطہ قرار دیا ہے۔ عبد اللہ بن عدی فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

والله انك بخير امراض الله واحب امراض الله ولو لا اني اخرجت منك ما

خرجت (1)

اے زمین مکہ اللہ کی قسم تو اللہ کی بہترین زمین ہے اور مجھے بہت محبوب ہے۔

اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔

☆ حرم کعبہ کے فضائل و عظمت میں بہت سے دلائل ملتے ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم فتح مكة ان هذا البلد حرمة

الله يوم خلق السموات والارض فهو حرام بحرمة الله الى يوم

القيامة (2)

حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سے ہی یہ شہر حرمت والا

ہے۔ قیامت تک اس کی حرمت باقی رہے گی۔

(1) الترمذی، السنن، باب فی فضل مکة، الرقم 3860، ص 434/12

ابن ماجہ، السنن، باب فضل مکة، الرقم 3099، ص 253/9

الأحمد، المسند، باب حديث عبد الله بن عدي، الرقم 17966، ص 155/38

الأحمد، المسند، باب حديث عبد الله بن عدي، الرقم 17967، ص 156/38

الأحمد، المسند، باب حديث عبد الله بن عدي، الرقم 17969، ص 158/38

الازمري، اخبار مكة، باب انك لخير امراض الله، الرقم 723، ص 393/2

الحاكم، المستدرک، باب والله انك لخير امراض الله، الرقم 4239، ص 54/10

البيهقي، دلائل النبوة، باب والله انك لخير امراض الله، الرقم 771، ص 385/2

الدارمي، السنن، باب اخراج النبي ﷺ من مكة، الرقم 2565، ص 489/7

ابن حبان، الصحيح، باب فضل مكة، الرقم 3778، ص 417/15

البخاري، الجامع الصحيح، باب اثم الغادر للبر والفاجر، الرقم 2951، ص 460/10 (2)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

☆ صاحب شفاء الغرام نے ایک اور روایت نقل کی ہے جو حرم کعبہ کی عظمت کا کھلا اعلان ہے۔

من مات بمكة فأنما مات في السماء الدنيا (1)

جو شخص مکہ میں فوت ہوا گویا آسمان اول پر اسے موت آئی۔

☆ محمد بن قیس مخزومہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

من مات بمكة او في طريق مكة يبعث في الامنين (2)

جسے حرم کی طرف جاتے ہوئے راستے میں موت آئی وہ شخص قیامت کے دن امن والا ہوگا۔

☆ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا۔

من مات بأحد الحرمين بعثه الله من الامنين يوم القيامة (3)

جو شخص مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں فوت ہوا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے امن والوں سے

اٹھائے گا۔

☆ یہی حرم مقدس ہے جس کی قسم رب قدوس جل مجدہ نے اٹھائی ہے۔

لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد (4)

مجھے اس شہر کی قسم کہ محبوب تو اس میں رہتا ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبه سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه

(1) الفاكهي، اخبار مكة، باب من مات بين الحرمين حاجاً او معتبراً، الرقم 1850، ص 126/5

(2) الفاكهي، اخبار مكة، باب ذكر فضل الموت في الحج والعمرة، الرقم 783، ص 377/2

(3) ابن ابي عاصم، الأحاد والمثنائين، من مات بأحد الحرمين، الرقم 699، ص 340/2

(4) البيهقي، شعب الإيمان، باب من زامرني بعد موتي فكانما زامرني، الرقم 3993، ص 185/9

الدارم القطني، السنن، باب المواقيت، ص 2726، 473/6

(4) البان، 2190، <https://archive.org/details/@zohaibhazrat>

کعبہ شریف کے تعمیری مراحل

پہلا مرحلہ

کعبہ اطہر کو سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ۲ ہزار سال قبل فرشتوں نے تعمیر کیا۔ فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ زمین پر گھر بناؤ۔ جس طرح فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اسی طرح زمیں پر بھی اس گھر کا طواف کریں۔

دوسرا مرحلہ

حضور سیدنا آدم علیہ السلام تشریف لائے تو انہیں تعمیر کا حکم ملا۔

تیسرا مرحلہ

سیدنا شیث علیہ السلام نے تعمیر فرمائی۔

چوتھا مرحلہ

سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہ السلام نے تعمیر فرمائی جس کا ذکر قرآن مقدس فرماتا ہے۔

پانچواں مرحلہ

قوم عمالقه نے تعمیر کی۔

چھٹا مرحلہ

قتیلہ جراثیم نے حصہ لیا۔

ساتواں مرحلہ

قصی بن کلاب نے تعمیر کی۔

آٹھواں مرحلہ

نواں مرحلہ

سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے تعمیر کی۔ ۶۴ھ کا واقعہ ہے جب یزیدی فوج نے کعبہ شریف پر حملہ کیا۔ آگ برسائی۔ جس سے کعبہ کا غلاف جل گیا تھا۔ دیواروں کو نقصان پہنچا۔ سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے پہلی عمارت شہید کر کے از سر نو تعمیر کیا۔ حطیم کا حصہ بیت اللہ شریف میں شامل کیا۔ دوسرا دروازہ پہلے کے مقابلہ میں سیدھا بنایا تاکہ لوگوں کو آمد و رفت میں سہولت رہے۔ یہ تعمیر جمادی الثانی ۶۴ھ میں شروع ہوئی۔ جب ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں ختم ہوئی۔ اس تکمیل کی خوشی میں سیدنا عبداللہ بن زبیر نے بڑے پیمانہ پر دعوت کی اور ایک سوانٹ ذبح کئے۔

دسواں مرحلہ

حجاج بن یوسف کے ہاتھوں تعمیر ہوئی۔

گیارہواں مرحلہ

عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج نے پھر کعبہ شریف کو پہلی حالت میں کر دیا۔ امام مالک کے زمانہ میں ہارون الرشید نے چاہا کہ بیت اللہ کو پھر ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیر والی طرز پر تعمیر کیا جائے مگر امام مالک نے شدت سے منع کر دیا کہ آنیوالے حکمران اپنی شہرت کے لئے توڑ پھوڑ کرتے رہیں گے جو عظمت کعبہ کے منافی ہے۔ آپ کے ارشاد کے الفاظ یہ ہیں

انی اکرہ ان یتخذھا الملوك ملعبہ (1)

میں ناپسند کرتا ہوں اس طرح کعبہ شریف بادشاہوں کا کھلونا بن جائے گا۔

بارہواں مرحلہ

۸۱۴ھ میں بعض مقامات سے چھت خراب ہوگئی پانی ٹپکنے لگا تو اس کی اصلاح کی گئی۔

تیرہواں مرحلہ

۸۳۸ھ میں پیش آیا۔ امیر سووون الحمد نے چھت کو بدلا اور چاروں طرف چوٹ کی تہہ جمادی۔

چودھواں مرحلہ

۸۴۳ھ میں پیش آیا۔ جب ملک اشرف کے حکم سے امیر الحمد ی نے چھت کو چوٹ گچ دیا۔ چھت کو سنگ مرمر سے تعمیر کیا روشن دان نکالے۔

پندرہواں مرحلہ

۸۴۸ھ میں پیش آیا کعبہ شریف کی غربی دیوار کی مرمت کی گئی۔

سولہواں مرحلہ

۹۳۱ھ میں پیش آیا پھر ایک مرتبہ والئی مصر کے حکم سے امیر جدہ کی نگرانی میں چھت بدلی گئی یا لکڑی کے پھٹوں کو لوہے کی پتریوں سے مضبوط کیا گیا۔

سترہواں مرحلہ

۹۵۹ھ میں پیش آیا کئی ایک جگہوں پر مرمت کی ضرورت محسوس ہوئی تو سلطان سلیمان خان نے یہ کارنامہ انجام دیا۔

اٹھارہواں مرحلہ

۱۰۲۰ھ میں پیش آیا سلطان احمد خان نے کعبہ شریف کے چاروں طرف طوق بنوایا کہ دیواریں مضبوط رہیں۔

انیسواں مرحلہ

۱۰۴۳ھ میں پیش آیا امیر مکہ کے مطالبہ پر خلیفہ کی طرف سے ایک معمار مرمت کے لئے بھیجا گیا اور چھت پر سنگ مرمر لگایا گیا۔

بیسواں مرحلہ

۱۰۴۵ھ میں پیش آیا۔ چھت کی ایک لکڑی کمزور ہوئی جو بدل دی گئی تو بادشاہ نے گورنر جدہ کی نگرانی میں بدلائی۔

اکیسواں مرحلہ

۱۰۹۹ھ میں پیش آیا۔ رضوان معمار نے جدہ سے لکڑی کے بڑے بڑے پھٹے منگوائے اور فریم بنا کر کعبہ شریف کے منڈیر کے ساتھ نصب کئے کہ غلاف کعبہ باندھنے میں مضبوطی رہے۔

بائیسواں مرحلہ

۱۱۰۶ھ میں پیش آیا۔ چھت کی لکڑیاں بدلی گئیں ساگوان کی لکڑی کی سیڑھی لگائی گئی۔

تیسواں مرحلہ

۱۱۹۵ھ میں پیش آیا۔ چھت بدلی گئی نیا سنگ مرمر لگایا گیا۔

چوبیسواں مرحلہ

۱۳۱۶ھ میں پیش آیا۔ بعض مقامات سے مرمت ہوئی چونکہ، سیمنٹ اور انڈوں کی سفیدی سے پلستر تیار کیا گیا۔

پچیسواں مرحلہ

۱۳۷۷ھ میں پیش آیا۔ سعود بن عبدالعزیز نے چھتیں تبدیل کرائیں۔ شاہ فیصل نے معائنہ کیا سرخ اینٹوں کا فرش لگوا یا۔ (۱) (تمام تعمیری مراحل کا حوالہ)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

حرم مکہ تاریخ کے آئینہ میں

قرآن مقدس نے تو متعدد مقامات پر حرم کعبہ کی مرکزیت اور اس کی تاریخی حیثیت کو بیان کیا ہے۔ توراۃ، زبور، انجیل میں بھی حرم مکہ کی تاریخی حیثیت پائی جاتی ہے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بارہ میں توراۃ نے لکھا ہے اور وہ فاران کے بیابان میں رہا کرتا تھا۔ (1)

فاران مکہ مکرمہ کا نام ہے۔ جس کی تائید توراۃ کے کئی بابوں سے ہوتی ہے۔ توراۃ نے ایک جگہ پر مکہ مکرمہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ وہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ (2)

یہاں فاران (مکہ مکرمہ) کا ذکر ہے۔ توراۃ نے ایک اور مقام پر تاریخی حیثیت کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا اپنے اکلوتے بیٹے کو لو اور موریاہ کی زمین میں جاؤ۔ (3)

مروہ کا نام ہی موریاہ ہے۔ زبور نے بھی ایک مقام پر مکہ کی تاریخی حیثیت کو بیان کیا ہے وہ وادی بکا سے گزر کر چشموں کی جگہ پناہ لیتے ہیں۔ بکا وہی وادی ہے جسے قرآن مقدس نے للذی بکۃ کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔

☆ جزم بنی اسماعیل کے بعد حجاز کے حکمران ہوئے۔ انہیں کے پاس کعبہ کی چابی تھی۔ (4)

☆ مسیح سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے یہود رومانی حکام سے تنگ آکر وہاں سے بھاگ کر مکہ میں آباد ہوئے۔ (5)

☆ مسیحی مؤرخ جرجی زیداں نے لکھا ہے جب ہمیں معلوم ہو گیا کہ جبال مکہ یا حجاز دونوں کو فاران کہا جاتا ہے۔ (6)

(1) پیدائش 29:21

(2) استثناء 23:02

(3) پیدائش 22:02

(4) النصرانیہ، ص 116

(5) النصرانیہ، ص 116

(6) تأریخ مکہ، ص 131/1

☆ ابراہیم علیہ السلام نے باپ کے گھر سے نکل کر پہلے مورہ کے پاس اور بعد میں بیت کے درمیان
معبد تیار کیا۔ مورہ اور مروہ ایک ہی جگہ کا نام ہے۔ (1)

☆ ابو داؤد نے مسیح علیہ السلام سے پہلے نبطی قوم کے متعلق لکھا ہے۔ حجاز میں ایک معبد ہے جس کا
احترام سارے عرب کرتے ہیں۔ (2)

☆ لوبس شویسوی لکھتا ہے۔ دنیا کے تمام معبدوں میں سے سب سے زیادہ مشہور معبد حجاز کا کعبہ ہے۔
(3)

☆ ہسٹری آف عرب کا مؤلف حتی لکھتا ہے۔ اس شہر کی بنیادیں تعلق کی وجہ سے وجود میں آئیں تھیں اور
یقیناً حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے پہلے یہ بڑا مرکز بن چکا ہوگا۔ (4)

☆ جرہم یمن سے ہجرت کر کے مکہ میں آئے اور بنو اسماعیل سے معاہدہ کر کے وہاں آباد ہوئے۔ (5)

☆ عربستان میں کعبہ کے نام سے ایک عبادت گاہ تھی جسے قدیم روایات کے مطابق ابراہیم علیہ السلام
نے تعمیر کیا تھا۔ (6)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) پیدائش 12:07

(2) ابو داؤد، عرب قبل اسلام، ص 330

(3) النصرانیہ، ص 118

(4) ہسٹری آف عرب، ص 140

(5) تارخ عرب العالم، ص 501

(6) تہذیب عرب، ص 19
Click For More Books
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کعبہ شریف کے خلاف بغاوتیں

عظمت کعبہ پر آپ نے چند سطور پڑھیں۔ اس کی عظمت سے لوگ حسد میں بھی جل کر بغاوتوں پر اتر آئے اور ناکام رہے۔ ان کی یہ ناکامیاں بھی عظمت کعبہ کی دلیل ہیں۔

پہلی بغاوت

تبع اول حمیری نے کی یہ یمن کا بادشاہ تھا قبیلہ بنی ادیان نے اسے بہکایا تھا کہ کعبہ گرا کر اسکی جگہ نیا مکان بنایا جائے جو نبی اس نے یہ ارادہ کیا تو اسکی آنکھیں رخساروں پر لٹک گئیں۔ علماء نے کہا کہ یہ ارادہ چھوڑ دے جب چھوڑا تو تندرست ہو گیا۔ (1)

دوسری بغاوت

تبع ثانی نے کی وہ بھی بری طرح ناکام رہا

تیسری بغاوت

تبع ثالث نے کی وہ بھی بری طرح ناکام رہا (2)

چوتھی بغاوت

اب رہے نے کی مگر وہ وادی محسر میں چڑیوں سے مارا گیا

پانچویں بغاوت

عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے دور میں کی گئی جو بری طرح ناکام رہی۔

چھٹی بغاوت

نومبر ۱۹۷۹ء میں ہوئی یکم محرم الحرام تھی ۱۵ویں صدی ہجری کا جشن منایا جانا تھا صبح کی نماز کے بعد باغیوں نے اچانک حرم شریف کے سارے دروازے بند کر دیے۔ باغیوں نے اپنے لیے

پنوں کے اندر اسلحہ چھپا رکھا تھا ان کا سر غنہ محمد بن عبد اللہ قطانی تھا۔ مکہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا اس کا دست راست جہیمان بن یوسف تھا اس نے حطیم پر کھڑے ہو کر اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا لوگوں سے بیعت لینا چاہتا تھا۔ مگر حجاج میں سے کسی نے بیعت نہ کی باغیوں کا یہ قبضہ ۱۴۱۲ء میں مسلسل رہا۔ بالآخر یہ گرفتار ہوئے۔ اور سعودیہ کے مختلف شہروں میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس بغاوت کو اور اس ناکامی کو مجھے قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

پاکستانیوں کا جنون

بے شک پاکستانی اقتصادی طور پر کمزور ہوئے مگر دینی مذہبی جنوں میں سب سے آگے ہیں اس بغاوت کی خبر نشر ہونے پر لاکھوں پاکستانی بازاروں میں آگئے۔ میں نے کئی بڑی بڑی تحریکیں دیکھیں۔ سین گراس سے بڑی تحریک نہ دیکھی نہ سنی عشاق کعبہ کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ کھانا پینا چھوڑ دیا کاروبار تعطیل کا شکار ہو گیا۔ یہ ایسی تحریک تھی جس کے جذبہ جنوں کے ساتھ آنسوؤں کا سیلاب بھی تھا عام چرچا ہو گیا کہ یہ امریکی سازش تھی عشاق نے امریکی سفارت خانہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ جلا دیا۔ پاکستان کو کئی کروڑ ادا کرنا پڑے ان جلوسوں میں زبردست نعرہ تھا کعبہ ہمارا چھوڑ دو حاجی ہمارے موڑ دو۔ اس دل ہلا دینے والے نعرے نے دنیا کو ہلا دیا۔ جذبہ جنوں میں اس وقت نرمی آئی جب صدر پاکستان نے اعلان کیا یہ امریکی سازش نہیں ہے سعودیہ کا اندرونی مسئلہ ہے مگر یہ دلیل مضبوط نہیں۔ ہمیشہ دشمن اندر سے لوگوں کو خرید کر کام کرتے ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

جزیرہ عرب کو سیاسی غلطی سے بچایا

حضور ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل جو ہزاروں کا رہائے نمایاں انجام دئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مکہ مکرمہ کے ایک بت پرست عثمان بن حویرث نے قسطنطنیہ پہنچ کر بت پرستی سے تائب ہو کر عیسائیت قبول کر لی اس کے بعد اس نے اصل کر لیا قیصر نے بھی اس پر انعامات

سے وابستہ تھا۔ مکہ کا باسی ہونے کی وجہ سے وہاں کے نشیب و فراز پہچانتا تھا۔ قیصر روم نے عثمان کو اپنا دست راست بنا کر جزیرہ عرب پر اپنی سیاسی حکمرانی چلانے کا منصوبہ بنایا۔ اگرچہ قیصر کو شام، فلسطین، یمن۔ مصر وغیرہ ریاستوں میں سیاسی غلبہ تھا۔ یمن میں تو اس کا گورنر حکمرانی کر رہا تھا۔ مگر وہ چاہتا تھا کہ سرزمین مکہ بھی اس کے قبضہ میں آئے۔ مکہ مکرمہ کو جو شہرت و مرکزیت حاصل ہے۔ پوری دنیا اس سے محروم ہے۔ قیصر روم نے اپنی اس دلی خواہش کی تکمیل کے لئے عثمان بن حویرث کو آلہ کار بنایا اور بہت سا سونا دیکر مکہ مکرمہ روانہ کیا تاکہ وہاں پر سیاسی غلبہ حاصل کر سکے اور انہیں قیصر کی سیاسی بالا دستی قبول کرنے پر آمادہ کرے۔ قیصر روم کی یہ سازش انتہائی خطرناک اور تباہ کن تھی۔ اس طرح وہ اپنا اثر و رسوخ جزیرہ عرب میں پھیلا سکتا تھا۔ عثمان نے سونے کے وافر ذخائر کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بڑی راز داری کے ساتھ مکہ مکرمہ والوں کو قیصر روم کی سیاسی غلامی میں لانے کی تحریک شروع کی۔ اس خطرناک تحریک کی خبر حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ نے ہمت مردانہ اور فراست مؤمنانہ کے ساتھ اس سیاسی تحریک کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا۔ عثمان بن حویرث کی یہ تحریک بظاہر توبت پرستی کے خلاف تھی اور لوگوں کو عیسائی بنانا تھا کہ ایک خدا وحدہ لا شریک کی عبادت ہی نجات کا باعث بن سکتی ہے۔ اسی بنا پر کچھ لوگ بت پرستی کے چکر سے نکل کر عثمان بن حویرث کے زیر اثر آ گئے مگر عیسائیت بھی توبت پرستی کی دوسری شکل ہے کہ ایک خدا وحدہ لا شریک پر ایمان لانے کی بجائے باپ بیٹا روح القدس کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا تھا۔ تثلیثی عقیدہ توحید الہی کے نظریہ سے بالکل مختلف تھا۔ حضور ﷺ نے پوری ہمت کے ساتھ اس تحریک کا مقابلہ فرمایا اور اس مہلک تحریک کا خاتمہ کر دیا تو آپ کے اس عظیم کارنامہ سے مکہ کے اہل علم دانش افراد کی آنکھیں کھل گئیں اور حضور ﷺ کے ممنون ہوئے کہ انہوں نے بروقت اقدام کر کے پورے عرب کے جزیرے کو قیصر روم کی سیاسی غلامی سے نجات دلادی۔ اگر حضور ﷺ بروقت قدم نہ اٹھاتے تو نہ معلوم جزیرہ عرب کا کیا حال ہوتا۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات دلائل ہیں کہ حضور ﷺ ایک عظیم انقلاب کے داعی بن کر ابھرے ہیں۔ جو صرف ظاہری غلامی کی زنجیروں سے ہی نہیں بلکہ جسمانی روحانی تمام قسم کی غلامیوں سے نجات کا مژدہ جانفزا ثابت ہوئے۔ (1)

ملت ابراہیمی کا تحفظ

حضور ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے قومی، ملکی، ملی، سیاسی، اقتصادی معاملات میں نمایاں حصہ لیا اور لوگوں کی راہنمائی فرمائی۔ اسی طرح اس سے بھی زیادہ دین ابراہیمی کے تحفظ میں بھی کام کیا۔ جزیرہ عرب کے باسیوں نے محض نخوت و غرور کے پیش نظر دین ابراہیمی کے مسلمہ اصولوں میں رخنہ اندازی کی۔ حج ہی ایک ایسا رکن تھا جو دشمنوں کی تحریک سے خاصی حد تک بچ نکلتا تھا۔ اس میں بھی قریش نے تغیر و تبدل کیا۔

☆ پہلا تغیر یہ کیا کہ بجائے عرفات میں قیام کرنے کے حد حرم میں ٹھہرایا جائے اور وہیں سے ہی طواف زیارت کے لئے آیا جائے۔ یہ اس لئے کہ عرفات حد حرم سے باہر ہے۔ حالانکہ انہیں علم تھا کہ دین ابراہیمی میں وقوف عرفات میں ہی تھا۔ یہ تبدیلی ان کے متکبرانہ انداز کی دلیل ہے۔

☆ قریش نے دوسرا فیصلہ یہ کیا کہ احرام کی حالت میں کسی مکان میں داخل نہیں ہوں گے۔

☆ تیسرا فیصلہ یہ کیا کہ گرمی سے پناہ لینے کے لئے مجبوری ہوگی تو صرف چمڑے کے خیموں میں بیٹھا جائے گا۔

☆ چوتھا فیصلہ یہ تھا کہ باہر سے آنے والا کوئی حاجی حالت احرام میں ساتھ لائے ہوئے سامان رسد سے کھانا نہیں پکا سکے گا۔ اس پر لازم تھا کہ وہ قریش کا پکا ہوا کھانا ہی کھائے۔

☆ پانچواں فیصلہ یہ تھا کہ ہر طواف کرنے والے پر لازم ہوگا کہ وہ قریشیوں سے کپڑے مانگ کر طواف کرے۔

☆ چھٹا فیصلہ یہ تھا کہ اگر کپڑے کسی قریشی سے نہ مل سکیں تو طواف برہنہ کرے۔

☆ ساتواں فیصلہ یہ تھا کہ یہ حکم مردوں، عورتوں دونوں کے لئے برابر ہے۔

☆ آٹھواں فیصلہ یہ تھا کہ اگر کوئی اپنے لباس میں طواف کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا لباس اتار پھینکے۔

☆ نواں فیصلہ یہ تھا کہ کوئی شخص اپنے کھانے کو چربی یا گھی سے نہیں پکا سکے گا۔

ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کو اعلان نبوت سے قبل دیکھا حضور ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں کے ساتھ عرفات کے میدان میں موجود تھے اور اپنی قوم کے ساتھ ہی طواف زیارت کے لئے جانے کا انتظار فرما رہے تھے۔ (1) (مذکورہ بالا تہ فیصلہ جات کا)

و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

اعلان نبوت سے پہلے مظاہر عصمت

انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں ملت اسلامیہ کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ انہیں اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں اپنی خاص حفاظت میں رکھتا ہے اور وہ تمام قسم کے صغیرہ، کبیرہ جرائم سے معصوم ہوتے ہیں۔ بچپن ہی سے ان کی طبیعت میں رشد و ہدایت کے خزانے ودیعت ہوتے ہیں۔ رب قدس جل مجدہ کا ارشاد جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں قرآن مقدس نے بیان کیا ہے واضح دلیل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ولقد اتینا ابراہیم مرشدہ من قبل (2)

ضرور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے سے ہی ان کی شان کے مطابق رشد عطا کیا تھا۔ ہم ان کو پہلے سے ہی خوب جانتے تھے۔ رشد و ہدایت انعامات الہیہ میں سے عظیم انعام ہے۔ قرآن مقدس دوسری جگہ پر راشدوں کے معنی ارشاد فرماتا ہے۔

کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ہم الراشدون۔ فضلاً من

اللہ و نعمتہ واللہ علیم حکیم (3)

کفر و فسق اور معصیت کی نفرت تمہارے دلوں میں ڈال دی گئی۔ ایسے ہی لوگ راشدوں میں سے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کو شروع سے ہی رشد و ہدایت سے مزین فرمانا بتاتا ہے کہ وہ گمراہ نہ

(1) ابن کثیر، السیرۃ، ص 254/1

الصالحی، سبیل الہدی والرشاد، ص 149/2

السهلی، الروض الانف، ص 351/1

ابن ہشام، السیرۃ، ص 203/1

تھے۔ بعض حضرات کو ان کے ایمان پر شک و شبہ ہوا۔ انہیں یہ دھوکہ لگا تھا کہ ابراہیم گمراہ ہیں لیکن ابراہیم کا گمراہ ہونا نص قرآنی کے خلاف ہے اور ناممکن ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قدرت نے شروع ہی سے رشد و ہدایت سے مالا مال کر دیا تھا۔ اسی عنوان کی تائید میں سیدنا توحی علیہ السلام کے بارہ میں رب قدس کا ارشاد گرامی مزید واضح ہے۔

وَاتَيْنَهُ الْحِكْمَ صَبِيًّا (1)

ہم نے سحیحی کو بچپن ہی میں حکم دیا۔ انہیں ارشادات ربانی کی روشنی میں ہی ملت اسلامیہ کا نظریہ ہے کہ حضور ﷺ شروع سے ہی کفر و شرک، بت پرستی، قبیح مراسم، صغائر، کبائر سے معصوم اور منزہ ہیں۔

۱۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت سے قبل کبھی آپ نے کسی بت کی پرستش کی ہے۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ پھر پوچھا گیا آپ نے کبھی شراب پی۔ فرمایا ہرگز نہیں اور فرمایا میں ان چیزوں کو کفر سمجھتا تھا۔

۲۔ زید بن حارث اعلان نبوت سے پہلے کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ دور جاہلیت میں مشرکین طواف کرتے تو اساف اور نائلہ کو چھوتے تھے (یہ دو بت تھے) ایک بار میں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور دونوں بتوں کو مس کیا۔ مجھے حضور ﷺ نے روک دیا۔ میں نے سوچا دیکھوں تو سہی ہاتھ لگانے سے ہوتا کیا ہے۔ میں نے پھر ہاتھ لگا دیا۔ حضور ﷺ نے پھر سختی سے منع فرما دیا۔ حضرت زید فرماتے ہیں پھر میں نے کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان فرما دیا اور آپ پر خدا کا کلام اترا۔ یہ روایت مستدرک دلائل ابو نعیم میں موجود ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (2)

(1) مریم 12:19

- (2) النسائي، السنن الكبرى، الرقم 8188، ص 55/5
ابن أبي عاصم، الأحاد والمثنائي، الرقم 245، ص 258/1
الحاكم، المستدرک، الرقم 4945، ص 299/11
البيهقي، دلائل النبوة، الرقم 368، ص 414/1

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ بچپن میں تعمیر کعبہ کے وقت آپ بھی پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ آپ کے چچا حضرت عباس نے فرمایا بیٹا تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لیں کہ جسم پر زخم نہ ہو۔ آپ نے جونہی ایسا کیا آپ غش کھا کر گر گئے۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ برہنہ نہیں دیکھے گئے۔ اگر یہ تہبند اتارنا بڑی عمر میں کہا جائے تو بھی نشان عصمت کے خلاف نہیں کہ کڑتے کے نیچے سے تہبند اتار کر کندھے پر رکھنے سے برہنگی کیسے ہو جائے گی۔ یہ تو کندھے کو رگڑ سے بچانے کا طریقہ ہے۔ (1)

ابو الطفیل نے تو یہ روایت کی ہے اس وقت آپ کو آواز آئی (یا محمد عورت تک) اے محمد اپنے ستر کا خیال کرو۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ ابوطالب نے آپ سے پوچھا تھا کہ یہ واقعہ کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا ایک سفید پوش آدمی مجھے نظر آیا تھا۔ جس نے کہا محمد اپنے ستر کو چھپاؤ۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ (2)

(۴) عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھ سے حضرت خدیجہ کے ایک ہمسائے نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ سے فرمایا خدا کی قسم میں کبھی لات کی پرستش نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم میں کبھی عزی کی پرستش نہیں کروں گا۔ (3)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے مجھے دور جاہلیت کی باتوں کا صرف دو مرتبہ خیال آیا اور مجھے میرے رب قدس جل مجدہ نے بچالیا۔

(۵) ایک مرتبہ میں نے اپنی ساتھی سے کہا تو میری بکریاں چرا نا اور میں شہر مکہ مکرمہ سے کہانی سن آؤں میں ایک مکان میں گیا وہاں گانے کی آواز تھی میں وہاں بیٹھا ہی تھا کہ مجھ پر فوراً نیند مسلط ہو گئی اور میرے خدا نے میرے کانوں پر مہر لگا دی اور پھر جو سویا تو اللہ کی قسم سورج کی گرمی نے مجھے بیدار کیا جب واپس آیا تو ساتھی نے خبر پوچھی میں نے جانے، سونے اور آنے کا سب واقعہ سنا دیا پھر میرے دل میں کبھی کوئی خیال نہیں آیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرفرازی بخشی۔

(1) الازرقی، اخبار مکة، الرقم 159، ص 194/1

الاحمد، المسند، الرقم 22684، ص 319/48

(2) البيهقي، دلائل النبوة، الرقم 384، ص 431/1

ابن الضياء، تأريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام، ص 43/1

Click For More Books

(3) الاحمد، المسند، الرقم 17268، ص 381/36
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۶) زید بن عمر فرماتے ہیں ایک مرتبہ قریش نے آپ کے سامنے کھانا رکھا آپ نے اس کھانے سے انکار فرمادیا اور فرمایا میں بتوں کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا میں صرف وہی کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا جائے زید بن عمر کہا کرتے تھے۔ اے قریش! بکری کو اللہ نے پیدا کیا ہے، اس کی خوراک کا اہتمام کیا پھر تم اس کو بتوں کے نام پر کیوں ذبح کرتے ہو۔ (1) یہ زید بن عمر عمر بن خطاب کے چچا زاد بھائی تھے اعلان نبوت سے ۵ سال پہلے انتقال کر گئے مزید معلومات کے لئے طبقات ابن سعد ص ۱۰۵ جلد ۱۔ باب علامات النبوة کا مطالعہ مفید رہے گا۔

(۷) حضور ﷺ کی جوانی کا ذکر کرتے ہوئے صاحب ابن ہشام نے اس طرح لکھا ہے۔

فشب رسول الله ﷺ والله يكلئه ويحفظه من اقدار ويحوطه بن اقدار الجاهلية ما يريد به من كرامته ورسالته حتى بلغ ان كان رجلا و افضل قومه مروءة و احسنهم خلقا و اكرمهم حسبا و احسنهم جوامرا و اعظمهم علما و اصدقهم حديثا و اعظمهم امانته و ابعدهم من الفحش و الاخلاق التي تدلس الرجال تزها و تكرر ما حتى ما اسمعه نبي قومه الامين لما جمع الله فيه من الامور الصالحة (2)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ اس حالت میں جوان ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت اور نگرانی فرماتا تھا اور جاہلیت کی گندگیوں اور غلاظتوں سے آپ کو محفوظ رکھتا تھا

(1) البخاری، الجامع الصحیح، الرقم 5075، ص 166/17

الاحمد، المسند، الرقم 1561، ص 72/4

النسائی، السنن، الرقم 8189، ص 55/5

ابن کثیر، السيرة، ص 158/1

(2) السهيلي، الروض الانف، ص 312/1

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ آپ ﷺ کو نبوت و رسالت اور ہر قسم کی عزت اور کرامت سے سرفراز فرمائے اس حد تک کہ آپؐ مرد کامل ہو گئے، مروت اور حسن خلق، حسب و نسب، بردباری، سچائی اور امانت میں سب سے بڑھ گئے۔ فحش اور اخلاق رذیلہ سے حد درجہ دور تھے یہاں تک آپؐ امین کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

گذشتہ واقعات اور روایات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ابتداء سے ہی کفر و شرک اور تمام قسم کی برائی سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں۔ فطری طور پر وہ بری بات سے پاک مبرا ہوتے ہیں اعلان نبوت سے قبل ہی ان کا حنیف اور رشید ہونا یقینی ہوتا ہے اعلان نبوت سے قبل نبی کی زندگی پر شک شبہات کھلی گمراہی ہے۔

(۸) شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فلما نشأت بغضت الی الاوثان (1)

جب میری نشوونما شروع ہوئی اسی وقت سے بتوں کی شدید نفرت میرے دل میں ڈال دی گئی اس اشارے سے ظاہر ہے کہ نبی کے لئے ضروری وہ سرتاپا حق و صداقت کا پیکر ہو اس کے قول و فعل میں کسی قسم کا کسی مرحلہ پر بھی تضاد واقع نہ ہو اس کے اخلاص میں اسکی صداقت میں کذب کا تخیل بھی جگہ نہ پائے غالباً اسی وجہ سے حضور ﷺ سے علم شعر کی نفی فرمائی گئی کہ اس علم میں اکثر طور پر مبالغہ آرائی، کذب کا شائبہ ایسے معاملات آجاتے ہیں جو شان نبوت کے منافی ہیں۔

(۹) بخاری مسلم اور کئی کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابو اھ یہودا نہ او ینصرانہ او یمجسانہ (2)

(1)

البخاری، الجامع الصحیح، باب اذا اسلم الصبی، الرقم 1296، ص 182/5

(2)

البخاری، الجامع الصحیح، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، ص 1270، ص 143/5

المسلم، الجامع الصحیح، باب معنی کل مولود، الرقم 4803، ص 126/13

ابوداؤد، السنن، باب فی ذمہاری المشرکین، الرقم 4091، ص 323/12

الترمذی، المعجم الاوسط، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، الرقم 2549، ص 254/13

ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنادیں نصرانی یا مجوسی بنادیں حدیث پاک میں یہ مسلمانہ کا ذکر نہیں کہ ماں باپ اس کو مسلمان بنادیتے اس لئے کہ وہ فطرتاً مسلمان ہی ہے جب ہر بچہ فطرت اسلامی پر ہی پیدا ہوتا ہے تو جس ذات والا صفات نے انبیاء کا امام ہونا ہے اس کے متعلق کس طرح تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ (معاذ اللہ) کسی کوتاہی کا مرتکب ہو مزید براں قرآن مقدس کا یہ ارشاد اسی عنوان کا زبردست مؤید ہے۔

قل اثمى هداني الربى الى صراط مستقيم (1)

آپ کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک سیدھی راہ بتائی ہے۔

حضور ﷺ کا اعلان نبوت سے قبل ہی بدعات اور صغائر و کبائر سے الگ تھلگ رہنا بتاتا ہے

نبوت کی چادر کا تار تار عصمت سے گندھا ہوتا ہے۔

و صلى الله تعالى على حبيبہ سيدنا محمد و على آله و صحبه بعدد خلقه